الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی وعلمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ

مبارک پور

جنوری 2021

جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی نور اللہ مرقدہ بچپن ہی سے پنجگانہ نمازیں پابندی سے ادا فرماتے، جہاں تک ہماری معلومات ہے کہ بلوغ کے بعد آپ نمازِ تہجد بھی ادا فرماتے رہے،

قرآن عظیم کی تلاوت بڑی کثرت سے فرماتے، والدین کریمین کی خدمت اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ 1342ھ/1923ء میں آپ بحیثیت طالب علم اجمیر مقدس تشریف لے گئے۔ آپ نے 9 برس کا عرصہ خواجہ غریب نواز کی نگری اجمیر مقدس میں گزارا۔ وہاں ایک جانب آپ جامعہ معینیہ عثمانیہ میں دینی علوم حدیث، تفسیر اور علم فقہ وغیرہ کا درس حاصل فرماتے، دوسری جانب مے کدۂ روحانیت سے عرفانی چشتی جام پیتے، آپ نے اجمیر مقدس میں علمی اور عرفانی دولت کا بھرپور حصہ حاصل فرمایا۔ شیخ المشائخ حضور سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ عظیم بزرگ تھے، آپ خانقاہ معینیہ اجمیر شریف میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ 1933ء سے پہلے بھی حاضر ہوئے۔ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے چالیس خوش قسمت طلبہ ایک ساتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ میں داخل ہوئے، اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ اشرفیہ میں طالب ہوئے۔ حضور حافظِ ملت قدس سرہ بھی اس چالیس نفری قافلۂ ارادت میں فردِ فرید تھے۔ دوسری خلافت و اجازت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ نے عطا فرمائی، یہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی تھی۔ اس سلسلہ عالیہ سے بھی آپ کو بھرپور فیض حاصل ہوا۔ حضور صدر الشریعہ آپ کے مخلص استاذ و مربی اور شیخ اجازت وخلافت تھے۔

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

جمادی الآخرہ 1442 | جنوری 2021 | جلد:45۔ شمارہ:1

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی

منیجر: محمد محبوب عزیزی

تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی

مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور عظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴	**THE ASHRAFIA MONTHLY** Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404	قیمت عام شمارہ: 30 روپے سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے
چیک اور ڈرافٹ بنام ASHRAFIA MONTHLY بنوائیں	کوڈ نمبر 05462 دفتر ماہنامہ اشرفیہ 250149 الجامعۃ الاشرفیہ 250092 دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122	سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ 750 روپے دیگر بیرونی ممالک $25 امریکی ڈالر £20 پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

Email : ashrafiamonthly@gmail.com
mubarakmisbahi@gmail.com
info@aljamiatulashrafia.org

ASHRAFIA MONTHLY
A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532
اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس مصباحی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظِ ملت نوراللہ مرقدہ	مبارک حسین مصباحی	3
	تحقیقات		
شرعی تحقیق	کرایے کی ماں کی شرعی حیثیت	مفتی منیب الرحمٰن	7
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	15
	نظریات		
فکر امروز	آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ	پروفیسر سجاد احمد	18
	اسلامیات		
شعاعیں	انبیاے کرام کی برزخی زندگی	مفتی عبید الحق نعیمی قادری	20
معاشرت	والدین کی قدر کرو	ابوحمزہ محمد عمران مدنی	22
احکامات	سال 2020 برا یا بہت برا تھا.....کہنا بھی بہت برا ہے	مولانا محمد عبد المبین نعمانی	24
	سماجیات		
آئینۂ وطن	باشندگانِ ہند کے مسائل	مفتی محمد منظر حسن اشرفی	25
	شخصیات		
انوار حیات	مفتی اعظم مندسور حضرت مفتی عبد المنان قادری علیہ الرحمہ	مبارک حسین مصباحی	28
	بزم دانش		
فکر و نظر	تین نئے زرعی قوانین اور کسانوں کا مسلسل احتجاج		36
	نئے زرعی قوانین اور کسانوں کا آندولن	مفتی محمد ساجد رضا مصباحی	36
	نئے زرعی قوانین کسانوں کے لیے ناقابلِ قبول	محمد اشفاق عالم نوری فیضی	39
	ادبیات		
نقد و نظر	احوال و آثار شیخ جلال الدین تبریزی	تبصرہ نگار: مفتی محمد ساجد رضا مصباحی	42
خیابانِ حرم	نعت و منقبت	مفتی سید شاکر حسین سیفی/حسن رضا اطہر/عابد رضا برکاتی	45
	وفیات		
سفرِ آخرت	حضرت مولانا مفتی ریاض احمد حشمتی کا وصال پر ملال	مبارک حسین مصباحی	46
	قائدِ ملت حضرت مولانا حفیظ اللہ اشرفی داغ جدائی دے گئے	مبارک حسین مصباحی	46
	مکتوبات		
صدائے بازگشت	نور الہدیٰ مصباحی/سید محمد امان میاں قادری برکاتی		49
	سرگرمیاں		
خیر و خبر	خانقاہ تیغیہ سرکاہی شریف میں نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی کو اجازت و خلافت		51
	ملک و بیرون ملک عرس حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی خبریں		51

سلسلۂ قادریہ منوریہ، سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ، سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے عظیم بزرگ

جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ

مبارک حسین مصباحی

جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی نور اللہ مرقدہ بچپن ہی سے پنجگانہ نمازیں پابندی سے ادافرماتے، جہاں تک ہماری معلومات ہے کہ بلوغ کے بعد آپ نمازِ تہجد بھی ادافرماتے رہے، قرآن عظیم کی تلاوت بڑی کثرت سے فرماتے، والدین کریمین کی خدمت اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ 1342ھ/1923ء میں آپ بحیثیت طالب علم اجمیر مقدس تشریف لے گئے۔آپ نے 9برس کا عرصہ خواجہ غریب نواز کی نگری اجمیر مقدس میں گزارا۔وہاں ایک جانب آپ جامعہ معینیہ عثمانیہ میں دینی علوم حدیث،تفسیر اور علمِ فقہ وغیرہ کا درس حاصل فرماتے، دوسری جانب مے کدۂ روحانیت سے عرفانی چشتی جام پیتے، آپ نے اجمیر مقدس میں علمی اور عرفانی دولت کا بھرپور حصہ حاصل فرمایا۔ خواجۂ خواجگاں سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز شاہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کی درگاہ میں بڑے بڑے علما، مشائخ، سلاطین، سیاسی حضرات اور عوام حاضر ہوتے اور ان کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی جل مجدہ سے بھیک مانگنا اپنی سعادت سمجھتے رہے ہیں۔آٹھ سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا، دنیا کے گوشے گوشے سے طالبانِ حق اور حالات کے مارے اس مقدس دربار میں بھکاری بنے کھڑے رہتے ہیں۔کیسے کیسے یکتاے روزگار اپنے سروں پر پھولوں کی چادریں لیے اپنی باری کے انتظار میں سراپا نیاز بنے نظر آتے ہیں۔

یہ کوئی 1933 سے پہلے کی بات ہے، کچھوچھہ مقدسہ کے روحانی تاج دار شیخ المشائخ سید شاہ محمد علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرہ بھی اس عالی دربار میں حاضر ہوئے۔آپ سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ کے عظیم بزرگ ہیں، اس عظیم روحانی خانقاہ سے آپ کا روحانی اور قلبی تعلق ہمیشہ رہا ہے۔آپ بار بار اس خانقاہ عالیہ چشتیہ معینیہ میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔اس بار حاضری اور روحانی اکتسابِ فیض کے بعد آپ اسی خانقاہ کے ایک مقام پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے فرمایا: آج جو سلسلۂ روحانیت میں داخل ہونا چاہے آئے ہم حاضر ہیں۔آپ کے پاس سلسلۂ چشتیہ کے ساتھ دیگر سلاسلِ حقہ بھی تھے اور خاص طور پر سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ بھی تھا۔اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف چار واسطوں سے حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی قدس سرہ تک پہنچ جاتا ہے۔دار العلوم معینیہ عثمانیہ کے چالیس خوش قسمت طلبہ ایک ساتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ میں داخل ہوئے، اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ اشرفیہ میں طالب ہوئے۔ حضور حافظِ ملت قدس سرہ بھی اس چالیس نفری قافلۂ ارادت میں فردِ فرید تھے۔

حضور حافظِ ملت اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

”حضرت شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں علیہ الرحمۃ ہمارے زمانۂ طالب علمی میں اجمیر شریف پہنچے، ان کے پاس سلسلہ منوریہ تھا جس میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف چار واسطے ہیں۔ ہم چالیس رفقاے درس ایک ساتھ اس سلسلے میں داخل ہوئے اور سلسلہ چشتیہ اشرفیہ میں طالب ہوئے۔ بعد میں جب مبارک پور آیا، اور یہاں حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کی تشریف آوری ہوئی تو مجھے خلافت بھی دے دی۔ میں نے عرض کیا حضور! میں تو اس کا اہل نہیں، فرمایا: ”داد حق را قابلیت شرط نیست“۔(انوارِ حافظِ ملت، ص:16)

غوث اعظم قدس سرہ غوثیتِ کبریٰ کے بلند مقام پر فائز ہیں، آپ ولایت و معرفت کے تاجدار ہیں۔سلسلۂ عالیہ قادریہ عظیم روحانی سلسلہ ہے۔ حضور غوثِ اعظم کے روحانی انوار و تجلیات تمام سلاسل پر ہیں، سلسلہ چشتیہ ہو، سلسلہ نقشبندیہ ہو، سلسلہ سہروردیہ ہو یا دیگر تمام سلاسل، بلکہ ولایت و معرفت کی کنجی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمادی ہے۔

جس وقت حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اولیاے کرام کے روبرو حکمِ الٰہی کے مطابق بغدادِ مقدس میں ارشاد فرمایا” قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ “ **”میرا یہ قدم اللہ عزوجل کے ہر ولی کی گردن پر ہے“** تو اس وقت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی جوانی کے دنوں میں ملک خراسان کے دامن کوہ میں عبادت میں مصروف تھے، وہاں بغداد شریف میں ارشاد ہوتا ہے اور یہاں غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سر جھکایا اور اتنا جھکایا کہ سرِ مبارک زمین تک پہنچا اور فرمایا: ”بَلْ قَدَمَاكَ عَلٰی رَأسِی وَعَیْنِیْ“ بلکہ آپ کے دونوں قدم میرے سر پر ہیں

mubarakmisbahi@gmail.com

اور میری آنکھوں پر ہیں۔ سرکار غوثِ اعظم نے یہ منظر دیکھا تو اظہارِ مسرت فرماتے ہوئے بحکمِ الٰہی آپ کو ہند کی روحانی سلطنت کی خوش خبری بھی عطا فرمادی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ العالی سلطان الہند ہوئے اور یہاں تمام اولیاے عہد و مابعد آپ کے محکوم ہوئے۔

نہ کیوں کر سلطنت دونوں جہاں کی ان کو حاصل ہو — سروں پر اپنے لیتے ہیں جو تلوا غوثِ اعظم کا

شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کی ولادت 22/ ربیع الآخر 1466ھ /7 مارچ 1850 بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی۔ وصال پر ملال رجب المرجب 1355ھ میں ہوا۔ آپ علم و روحانیت کے تاجدار تھے، مجددِ سلسلۂ اشرفیہ تھے، آپ کے عہدِ حیات میں سلسلہ اشرفیہ عالمی سطح پر بڑی تیزی سے پھیلا۔ آپ انتہائی خوب رو اور وجیہ تر تھے، کتنے ہی متلاشیانِ حق آپ کا دیدار کرکے تائب ہوئے اور سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ میں داخل ہوگئے، آپ سیدنا عبد الرزاق نور العین قدس سرہ کی نسل پاک کی حسین یادگار تھے، سرکار غوث اعظم جیلانی بغدادی قدس سرہ کی نسل سے حسنی اور حسینی سید تھے۔ بلاشبہ آپ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی روحانی اولاد سے تھے۔

امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو جب معلوم ہوا کہ ان کی پیر و مرشد حضرت آل رسول علیہ الرحمہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے تو آپ خود بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت آل رسول علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی امانت ہے جسے اولاد غوث اعظم میں شبیہ غوث الثقلین مولانا سید شاہ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی کچھوچھوی کو سونپنی اور پیش کرنی ہے اور وہ اس وقت شیخ المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر ہیں محراب مسجد میں ملاقات ہوگی۔

سیدی امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دلی تشریف لائے حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کے آستانہ پر حاضری دی پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو محراب مسجد میں پایا اور خوشی سے جھوم اٹھے اور برجستہ فی البدیہ یہ شعر کہے؟

اشرفی اے آئینۂ حسنِ خوباں — اے نظر کردہ و پروردۂ سہ محبوباں

اے اشرفی میاں سرکار! آپ کا چہرۂ انور حسن و خوبی کا آئینہ ہے۔ آپ تینوں محبوبین کے پروردہ اور نظر کردہ ہیں۔ محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محبوب یزدانی غوث العالم سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر عرض مدعا کیا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے مارہرہ شریف میں حاضری دی حضرت سید شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت اور خلافت بخشی اور یہ فرمایا کہ جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہنچادی اس کے بعد حضرت سید شاہ آل رسول علیہ الرحمہ کے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں خاتم الخلفا کہلائے۔ (صحائف اشرفی)

حافظ ملت کی دینی اور علمی سربراہی میں اشرفیہ کے ارباب حل و عقد اور مخلصین اہل سنت نے محرم 1353ھ سے ربیع الآخر 1353ھ کے تقریری ہنگاموں کا ماحول سرد پڑتے ہی ایک نیا تعمیری سفر شروع کردیا، جامع مسجد راجہ مبارک شاہ میں جمعہ کے دن اشرفیہ کی تعمیر و ترقی کا منصوبہ پیش کرکے چندہ کی مہم شروع کردی، مبارک پور کے زندہ دل سنی مسلمانوں نے اس وقت کی معاشی کمزوری کے باوجود ہر ممکن تعاون پیش کیا، دو ماہ تک چندہ کی وصولیابی کا سلسلہ چلتا رہا، اس چندہ کے پرجوش ماحول کی منظرکشی کرتے ہوئے روداد اشرفیہ کے مرتب رقم طراز ہیں:

”روپیہ پیسہ، گائے، بھینس، مرغی، بکری، گھوڑا، برتن، کپڑا، زیور، ہر قسم کی چیز کو نثار کیا، وہ کون سی اپنی ضرورت کی چیزیں ہیں جو مسلمانان مبارک پور نے اپنے مدرسہ پر قربان نہ کی ہوں۔ ایثار و قناعت اسی کا نام ہے، زیور عورتوں کو کس قدر مرغوب و محبوب ہے، ہر چیز سے پیارا اور ہر چیز سے محبوب تر عورتوں کے لیے زیور ہے مگر واہ رے جذبۂ دینی! پہلی منزل کے تعمیری چندہ میں علاوہ طلائی زیور کے عورتوں نے تخمیناً سوا من پختہ زیور مدرسہ پر نثار کیا۔ (روداد دار العلوم اشرفیہ، ص:3-1359ھ)

حضور حافظ ملت اپنے شیخِ طریقت کے مرید، طالب اور خلیفہ ہیں۔ اس دور کے اکثر جید علما و مشائخ حضور شیخ المشائخ سے مرید و طالب تھے۔ بہت سی اہم شخصیات کو آپ نے اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفی جیلانی نے درجنوں مدارس، جامعات اور خانقاہوں کا سنگ بنیاد رکھا، مبارک پور اور قرب و جوار کے علاقوں میں بھی آپ کا حلقۂ ارادت تھا۔ مدرسہ اشرفیہ لطیفیہ میں لفظ ”اشرفیہ“ بھی حضور مخدوم اشرف قدس سرہ کی نسبت سے لگا ہے، حضور حافظ ملت کی کد و کاوش سے ایک برس کے بعد جب دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو اس میں حضور سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی، حضور محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی اور حضور صدر الشریعہ علامہ شاہ امجد علی اعظمی کو مدعو کیا گیا۔ **حضور اشرفی میاں کو بطور خاص چاندی کی کرنی دی گئی، جمعۃ المبارکہ 12 شوال المکرم 1353ھ مطابق**

10 جنوری 1935ء میں گولہ بازار مبارک پور میں سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے کرنی سے نیو میں گارا بچھایا اور اینٹ چنی، اس کے بعد فرمایا "فقیر نے تو اپنی کرنی دکھادی اب تم بھی اپنی کرنی دکھاؤ"۔ اس کے بعد مذکورہ بزرگوں، حضور حافظ ملت اور دیگر علما و مشائخ نے سنگ بنیاد میں حصہ لیا۔ حضور شیخ المشائخ کے اس اہم ارشاد نے فضا میں کرنٹ دوڑا دیا۔ یہ جملے فضا میں ابھرے تو اہلِ مبارک پور کے دل دار العلوم اشرفیہ کی نیو میں جھک گئے۔ مبارک پور کے غیور مردوں اور باوقار خواتین نے داد و دہش اور ایثار و قربانی کا حق ادا کر دیا۔ خانۂ مصطفیٰ ﷺ کی تعمیر کے لیے مبارک پور کے غیور مسلمانوں کے دلوں میں جو حیرت انگیز جذبات تھے، ان کی اپنی ایک مثال ہے۔

دوسری خلافت واجازت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ نے عطا فرمائی، یہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی تھی۔ اس سلسلہ عالیہ سے بھی آپ کو بھرپور فیض حاصل ہوا۔ حضور صدر الشریعہ آپ کے مخلص استاذ و مربی اور شیخ اجازت و خلافت تھے۔ حضور حافظِ ملت نے اپنے استاذ گرامی وقار سے صرف کتابیں ہی نہیں پڑھیں، بلکہ ان کی عملی زندگی کو بھی پڑھا، سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ان کی زندگی کو آپ نے اپنی زندگی میں اتارنے کی بھرپور کوشش فرمائی۔ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور رہنے سہنے کی ایک ایک ادا پر عمل کیا۔ حضور حافظ ملت کی زندگی کے معمولات عام طور پر سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہوتے تھے، بلا شبہہ، آپ سچے نائب رسول ﷺ تھے۔ یہ ایک تاریخی سچائی ہے کہ پاس پورٹ کے لیے فوٹو سازی کا قانون بین الاقوامی طور پر لازم قرار دے دیا گیا، علماے کرام نے اس کے لیے حیلہ شرعی کیا اور شرعی ضرورت کے پیشِ نظر اس میں رخصت کا راستہ اختیار کیا۔ حضور حافظِ ملت اپنا فوٹو بنوانا حرام سمجھتے تھے، تقویٰ شعاری کے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے آپ نے فوٹو کے بغیر حج و زیارت کی سعادت حاصل فرمائی، اگرچہ اس مقصد کے حصول کے لیے بڑی زحمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

حضور حافظِ ملت کے ملک اور بیرون ملک کثیر مریدین اور تلامذہ ہیں۔ اب آپ کے جانشین صاحبِ سجادہ حضور عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ رشد و ہدایت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک آپ کے کثیر مریدین اور متوسلین ہیں۔ آپ کے خلافت یافتہ حضرات کی تعداد بھی کثیر ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ آپ کا سایۂ کرم اہلِ سنت پر دراز فرمائے۔ آمین۔

چھالیسواں عرس حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ

جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز اپنے عہد کی مقبول ترین شخصیت تھے۔ آپ 1934ء میں بحیثیت صدر المدرسین مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور تشریف لائے، اس کے بعد دار العلوم اشرفیہ اور جامعہ اشرفیہ تک کا طویل سفر طے فرمایا۔ اس وقت جامعہ اشرفیہ مبارک پور برصغیر کا عظیم ادارہ ہے۔ حضور حافظِ ملت کے تلامذہ نے ملک اور بیرون ملک گراں قدر خدمات انجام دیں اور دے رہے ہیں۔ قطب الارشاد حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ عارف باللہ تھے، آپ کے مریدین و متوسلین بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ آپ کے جانشین آپ کے شہزادے عزیز ملت پیر طریقت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور ہیں۔

کووڈ-19 کی مہاماری کے پیش نظر محدود پیمانے پر حضور حافظِ ملت قدس سرہ کا عرس منعقد ہوا۔ اس ایک روزہ عرس کا آغاز خانقاہ عزیزیہ مدرسہ اشرفیہ پرانی بستی مبارک پور سے ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد قرآن خوانی ہوئی، تلاوت، نعت، منقبت اور خطاب کے بعد صاحبِ سجادہ حضور عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ نے شجرہ شریف پڑھا، حسبِ سابق مجمع کافی تھا۔ انجمن غوثیہ پرانی بستی فاتحہ کے لیے بڑی مقدار میں حلوہ تیار کرتی ہے۔ صاحبِ سجادہ نے رسولِ اعظم ﷺ، انبیاے کرام، صحابۂ عظام، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی بارگاہوں میں ایصال ثواب کیا اور خاص طور پر صاحبِ عرس جلالۃ العلم ابو الفیض حضور حافظِ ملت قدس سرہ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کیا۔ سب کی جائز مرادوں کو پوری کرنے کے لیے حضور حافظِ ملت اور دیگر بزرگوں کے وسیلے سے دعا فرمائی۔ سیاسی، سماجی، مذہبی احوال کے لیے بھی گراں قدر دعا فرمائی۔ آخر میں حلوے کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔

اس بار باضابطہ چادر کا جلوس تو نہیں نکلا، مگر خانقاہ پر دو تین انجمنوں نے چادریں پڑھیں اور بڑی تعداد میں افراد جمع ہوئے، حضور صاحبِ سجادہ وہاں سے بذریعہ گاڑی مزار شریف کی جانب تشریف لے گئے۔ عصر کی نماز کے بعد مزارِ اقدس پر چادریں پیش کی گئیں۔ فاتحہ شریف کے بعد حضور صاحبِ سجادہ نے شجرہ خوانی فرمائی اس کے بعد مریدین و متوسلین کے لیے دعائیں فرمائیں۔

سخت پابندیوں کے باوجود بیرونی روڈ پر دوکانیں لگیں، مجمع بھی کسی حد تک رہا، ہاں عرس کی انتظامیہ نے گراؤنڈ میں کوئی دوکان نہیں لگنے دی، جو بیرونی

زائرین تشریف لائے تھے ان کے قیام وطعام کا معقول انتظام تھا۔

عشا کے بعد عزیز المساجد کے اندرونی حصے میں اجلاسِ عام کا اہتمام ہوا۔ جس میں قرآن عظیم کی تلاوت، نعتوں اور منقبتوں کے نذرانے پیش کیے گئے۔ ایک خطاب ولی عہد خانقاہ عزیزیہ محب گرامی وقار حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی دام ظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد پہلے تمام زائرین کا شکریہ ادا کیا، نیز فرمایا: ہم عذر پیش کرتے ہیں کہ آپ حضرات کے شایانِ شان ہم اہتمام نہیں کر سکے، آپ حضرات جن مقاصد اور جن مرادوں کو لے کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی حاضری قبول فرمائے، بزرگانِ دین اور حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ کے طفیل آپ کی تمام آرزوؤں کو پورا فرمائے۔ آمین۔

آپ نے خاص طور پر نماز کی پابندی اور صدق مقال پر زور دیا، اسی ضمن میں آپ نے اپنے داداجان حضور حافظِ ملت قدس سرہ کا ایک اہم واقعہ بیان فرمایا۔ حضور حافظ ملت ایک بار اپنے وطن بھوج پور تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بزرگ کا بڑا ذکر تھا، آپ نے اپنے برادرِ صغیر مولانا حکیم عبد الغفور علیہ الرحمہ سے فرمایا، چلیے ان سے ملاقات کر آتے ہیں، یہ دونوں بزرگ اس آبادی میں پہنچے تو عصر کی اذان ہو رہی تھی، مذکورہ فرد بھی نماز کے لیے نکلے، یہ دونوں بزرگ کچھ دور تھے کہ موصوف مسجد میں داخل ہوئے، تو حضور حافظِ ملت نے دیکھا کہ انھوں نے اپنا بایاں پیر پہلے مسجد میں داخل کیا۔ حضور حافظِ ملت نے حکیم صاحب سے فرمایا، چلیے چلیے واپس چلیے ہم نے دیکھ لیا، یہ شخص جب سنت ادا نہ کر سکا تو باقی معاملات کیا ہوں گے۔ حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی نے فرمایا کہ اے زائرینِ عرس! حضور حافظِ ملت کے عرس مبارک سے کچھ لے جاؤ یا نہ لے جاؤ مگر یہ دو باتیں ضرور لے جاؤ کہ ہمیشہ سچ بولیں گے اور نماز کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

چند کتابوں کا رسم اجرا ہوا، یہ اہم کام حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ اور سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین نے انجام دیا۔ آخری خطاب خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خان اعظمی سابق ایم پی نے فرمایا۔

آپ کے خطاب کا موضوع تھا: ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶﴾

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو اور زکوۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

اس میں کوئی شبہہ نہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے خطابت اور سیاست کی بڑی خوبیاں عطا فرمائی ہیں، آپ بھی کرونا کی زد میں آگئے تھے، خیر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور آپ صحت مند ہو گئے، آپ نے فرمایا: ڈاکٹروں کی دوا عارضی مقام رکھتی ہے اور حضور حافظ ملت کی دعا دائمی مقام رکھتی ہے۔ اس وبا سے بے شمار لوگ متاثر ہوئے، لاکھوں لوگ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ کتنے اس وقت بھی متاثر ہیں، اربابِ فکر و نظر کے پاس کچھ کہنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے نماز قائم کرو، زکات ادا کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو، مگر نماز کا قیام کیسے ہوگا، زکاۃ کی ادائیگی کیسے ہوگی اور اطاعتِ رسول کا انداز کیا ہوگا؟ انہیں ساری چیزوں کو سمجھنے اور سمجھانے کا کام مدارس میں ہوتا ہے۔ حضور حافظ ملت کے منصوبے میں جامعہ اشرفیہ بھی تھا اور ایک عظیم الشان مسجد بھی تھی۔ آپ ذرا غور کریں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے علم حاصل کرنے کا درس دیا، علم ہوگا تو انسان عمل کرے گا، اچھے برے کاموں کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے علم ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱﴾ ترجمہ: "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"۔ باقی تمام احکام اللہ تعالیٰ نے بعد میں نافذ فرمائے ہیں۔

ہمارے جن احباب نے حضور حافظِ ملت کی زیارت کی ہے وہ جانتے ہیں کہ حضور حافظ ملت شریعت کی عملی تصویر تھے۔ ان کا سونا جاگنا، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا اور پڑھنا پڑھانا سب کچھ شریعت کے مطابق تھا۔ ان کی عبادات اور معمولات دیکھ کر لوگ سمجھ لیتے تھے کہ شرعی مسئلہ یہی ہے۔

حضرت نے مزید فرمایا: برائی اور بے حیائی ہر جگہ یہاں تک کہ مسجدوں اور مدرسوں میں بھی ہے۔ دنیا کی حکومتیں اربوں کھربوں روپے اس کی اصلاح کے لیے خرچ کرتی ہیں، یہ تھانے، یہ کچہریاں، یہ ہائی کورٹ، یہ سپریم کورٹ، یہ لوک سبھا، یہ پارلیمنٹ، مگر برائی اور بے حیائی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝۴۵﴾ (العنکبوت:45)

ترجمہ: اور نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ چند بنیادی باتیں ہم نے ذکر کی ہیں ورنہ آپ کی خطابت فکر و فن سے لبریز ہوتی، تاثیر ایسی کہ خطابت کے دوران سامعین سراپا سماعت بن جاتے۔

گیارہ بج کر پچپن منٹ پر قل شریف کا اہتمام ہوا، چند قراے کرام نے قرآن عظیم کی تلاوت کرنا شروع فرمائی، پوری فضا کلامِ الٰہی کے روحانی خمار میں ڈوب گئی، ہر طرف خاموشی چھا گئی، صاحبِ سجادہ حضور عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ نے شجرہ خوانی فرمائی۔ صلاۃ وسلام اور دعا کے بعد اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا اور حضور صاحبِ سجادہ نے عرس حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ کے عرس کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ ☆☆☆

”کرائے کی ماں“ کی شرعی حیثیت

مفتی منیب الرحمٰن

سوال: بلا شبہ ہر زمانہ اور ہر عہد اپنے تقاضے، مطالبات اور چیلنج لے کر سامنے آتا ہے، پھر بھی ظاہر ہے کہ اسلام، ماضی سے حال اور حال سے مستقبل، میں ہر زمانے کے لیے آیا ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ اسلام پر خود عمل پیرا ہونے کے ساتھ، ہر زمانے میں دوسروں (نوع انسانی) کے سامنے دعوت پیش کرنے کا فریضہ انجام دینا ہے۔

ہر زمانے میں مسائل و مشکلات کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے دو صورتیں رہی ہیں: پہلی یہ کہ اسلام کے بنیادی اصولوں پر کوئی سمجھوتا کیے بغیر، مسائل و مشکلات کا حل پیش کیا گیا اور دوسرا یہ کہ مسائل و مصائب کے پہاڑ کے سامنے فدویانہ خود سپردگی کرتے ہوئے خود اسلام میں قطع و برید کی گئی اور اسے ان چیلنجوں کے حسب حال بنا کر گزارا کیا گیا۔ پہلا راستہ ایمان، از عزیمت اور دانش برہانی کا تھا اور دوسرا طریقہ ترمیم پسندی، مرعوبیت اور دین میں تحریف کا۔ پہلے راستے پر علما، فقہا، محدثین، مفسرین اور متکلمین اسلام کی ایک بڑی شان دار تعداد نے علم و نور کے چراغ روشن کیے اور دوسرے طریقے پر چلنے والوں نے شرمندگی، انتشار اور تذبذب کے ایسے کانٹے بکھیرے، جن سے امت مسلمہ کو سخت نقصان پہنچا۔ اس دوسری قسم میں چراغ علی، سر سید احمد خان، احمد دین امرتسری، عنایت اللہ خان مشرقی، مرزا غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز اور انہی کی خوشہ چینی کرتے ہوئے کچھ ڈگری یافتگان اور کچھ چرب زبان شامل رہے ہیں۔

ذیل میں وہ سوال درج کیا جا رہا ہے، جو جناب جاوید احمد غامدی کے با قاعدہ نظام کے تحت چلائے جانے والے سوشل میڈیا پر فراہم کیا گیا۔ ایسے پروگرام سوچ سمجھ کر اور پوری تیاری کے ساتھ کیے جاتے ہیں، ایسے ہی سرِ راہ چلتے چلتے ہیں کیے جاتے۔ ان پروگراموں میں سامعین بھی گنے چنے ہوتے ہیں اور سوالات بھی سوچے سمجھے، مذکورہ پروگرام میں ایک خاتون سوال کرتی ہیں:

میرا سوال Surrogate (متبادل) ماں کے حوالے سے ہے، آج کے دور میں یہ مسئلہ سامنے آیا ہے کہ اگر ایک خاتون ماں نہیں بن سکتی اور اس میں کچھ Physical (جسمانی) مسائل ہیں، تو دوسری خاتون کو کرائے پر حاصل کر کے اس سے بچہ پیدا کرایا جاتا ہے۔ ایک تو اس حوالے سے بتا دیجیے کہ اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ دین اسلام کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے کیا یہ صحیح ہے۔

دوسرا یہ کہ ایک خاتون کو جسمانی مسائل نہیں ہیں، لیکن وہ خود بچہ پیدا کرنے کی زحمت نہیں اٹھانا چاہتی، چناں چہ وہ (میاں بیوی) باہر سے دوسری خاتون کو حاصل کر کے بچہ پیدا کرواتے ہیں، تو کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب میں جاوید احمد صاحب کہتے ہیں:۔

میرے نزدیک اس مسئلے کا تعلق رضاعت سے ہے اور وہ قرآن میں بیان ہو گیا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ یہ بات اللہ کی طرف سے واضح کر دی گئی ہے کہ اگر کسی خاتون نے بچے کو دودھ پلایا ہے تو اس سے تمام رشتے قائم ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ علانیہ ہونا چاہیے اور یہ ہر ایک پر واضح ہونا چاہیے کہ اگر اس طریقے کا تعلق قائم کیا جائے گا، اگر محض چھاتیوں کا تعلق قائم کر دینے کے نتیجے میں اتنی حرمتیں واقع ہو گئیں، تو یہاں (یعنی کرائے پر بچہ پیدا کرنے کی صورت میں) بھی واقع ہوں گی۔ نہ تو یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ آپ نے کرایہ دیا اور فارغ ہو گئے متعین طور پر معلوم ہونا چاہیے، اس کا اعلان ہونا چاہیے، بچے کے بارے میں واضح ہونا چاہیے کہ فلاں اس کی ماں ہے اور اس کے نتیجے میں جو رشتے پیدا ہوتے ہیں، وہ تمام رشتے اس طرح پیدا ہو جائیں گے کہ اس طرح رضاعت میں پیدا ہوتے ہیں، ان تمام چیزوں کا لحاظ کر کے کوئی آدمی اس جدید تکنیک سے فائدہ اٹھاتا ہے، تو اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے، تو اس کا جواب بھی اسی

صدر تنظیم المدارس اہل سنت پرنسپل دار العلوم نعیمیہ کراچی

میں موجود ہے کہ دودھ نہیں اترا، تو اس صورت میں بھی رضاعت کا تعلق قائم کر لیا اور دودھ اترا ہے، تو اس کے باوجود رضاعت کا تعلق قائم کر لیا، دونوں صورتوں میں ٹھیک ہے لیکن یہ علانیہ ہونا چاہیے، یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح آپ ماں کا انتخاب کرتے ہیں، یعنی جیسے رسالت مآب ﷺ نے حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا دودھ پیا اور وہ ماں کے درجے میں ہیں۔ ان کے تمام رشتے اسی طرح ہوں گے۔ قرآن مجید تو یہاں تک چلا گیا کہ جس خاتون کا دودھ پیا ہے آپ نے اور پھر کسی اور نے بھی اسی خاتون کا دودھ پیا ہے، تو آپ کے باہم وہی رشتہ پیدا ہو جائے گا جو بہن بھائی کا ہے۔ یہ علانیہ ہونا چاہیے، ابہام نہیں ہونا چاہیے، اس کے نتیجے میں ماں اور نان و نفقے کے حقوق قائم ہو جائیں گے اور جو بھی معاہدہ ہوا ہے، اس کی پابندی کرنی پڑے گی۔ اور اس کے نتیجے میں جو رشتے پیدا ہوتے ہیں، ان رشتوں کو بھی وہی حرمت ملے گی، یعنی نکاح ہونا ہے، طلاق ہونا ہے، دین میں ایسی (صورت) ہوگی اگر کسی نے کرنی ہے۔

اس اہم اور متضاد جواب نے ایسی صورت حال پیدا کی ہے کہ جس میں بہت سے اشکالات پیدا ہوتے ہیں:

(1)-دوسری عورت کی جانب سے غیر عورت کے بچے کو دودھ پلانے، یعنی رضاعت اور ایک بے نامی ماں کے بطن سے غیر مرد کے بچے کی پیدائش کا آپس میں برابری کا کیا تعلق ہے۔

(2)-بچے کی پیدائش کے لیے داخلی، جسمانی اور جذباتی کیفیات اور دودھ پلانے کے عمل کو قائم مقام قرار دینا کہاں تک عقلی اور دینی مصالح کے تحت درست استدلال ہے۔

(3)-بچے کی خواہش رکھنے والے والدین یا خود بچہ پیدا نہ کرنے والی عورت کی جانب سے کسی غیر عورت سے بچے کی پیدائش کا اہتمام کرنا کیسے اخلاقی، سماجی و قانونی سوال پیدا کرتا ہے۔

(4)-وا یک غیر مرد کے نطفے کو مصنوعی طور پر دوسری عورت کے ہاں منتقل کرنا کہ جو اس مرد کے نکاح میں نہیں ہے، کیا یہ ایک میکانکی زنا تصور نہیں کیا جائے گا اور اس صورت میں پیدا ہونے والا بچہ جائز اور ناجائز کی کون سی قسم سے منسوب ہوگا۔

(5)- اس کلام و بیان کے ساتھ یہ خدشہ موجود ہے کہ کل جاوید صاحب یہ بھی کہہ گزریں: کمزور یا عدم بارآور سپرم رکھنے والا مرد، کسی دوسرے مرد یا دوست کا سپرم خرید کر یا تحفے میں لے کر اپنی اہلیہ محترمہ کے ہاں میکانکی انداز سے منتقل کروا کر بچہ حاصل کر سکتا ہے، لیکن اس کا باقاعدہ اعلان کرنا ہوگا۔

(6)- کیا اس شکل میں یہ صورت حال نہیں پیدا ہوگی کہ دولت مند مرد اور دولت مند عورتیں اپنی دولت کے بل بوتے پر بچہ سپر مارکیٹ سے بچے خریدنے یا بنوانے لگیں اور دولت نہ رکھنے والے والدین بچے کی خرید و فروخت کے لیے تدابیر سوچنے لگیں۔ یوں میکانکی تناسل اور توالد کا ایک ایسا کھیل شروع ہو، جس میں ماں کا وجود، مرد کے سپرم اور بچے کی پیدائش کا تعلق منڈی کی معیشت سے جڑ جائے اور پھر سماجی، اخلاقی اور خانگی ڈھانچا ایک ایسی تہذیب پیدا کرے، جس میں منکوحہ بیوی، اپنے خاوند کا بچہ دوسری غیر منکوحہ عورت سے جنوائے یا ایک مرد کسی دوسرے مرد سے نطفہ خرید کر کسی اور جگہ سے بچہ پیدا کرائے گا تو یوں واقعی میرا جسم، میری مرضی ہی کا بول بالا ہوگا۔

مغرب اور غیر مسلم دنیا میں ان خطوط پر کام ہو رہا ہے اور اس لہر سے متاثر "روشن خیال" ماہرینِ اسلامی فکریاتِ جدیدیت سے مرعوبیت یا آسانی پیدا کرنے کے ذوق وشوق میں کہاں کی اینٹ اور کہاں کے روڑے کا ملاپ کرا رہے ہیں۔ اس طرز فکر کے بہر حال اثرات مسلمانوں کے تہذیب و تمدن پر پڑ سکتے ہیں، اس لیے درخواست ہے کہ شخصی حوالے کو نظر انداز کر کے، مجرد مسئلے کی نوعیت اور مذکورہ بالا جواب میں ابھرنے والی گمراہ کن سوچ کا جائزہ لے کر اور دین کے منشا اور حکمت کو بیان فرمائیں، یہ بحث ہم ماہ نامہ ترجمان القرآن، لاہور میں شائع کریں گے۔ والسلام

سلیم منصور خالد، ایڈیٹر

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن انٹرنیشنل، لاہور

الجواب هو الموفق للصواب

Surrogate Mother اس عورت کو کہتے ہیں، جو اپنا رحم اور بیضہ کسی غیر مرد کے نطفے کی افزائش کے لیے رضا کارانہ یا اجرت کے عوض پیش کرے۔ یہ عمل شرعاً اور اخلاقاً جائز نہیں ہے۔ امام محمد بن سیرین (متوفی 110ھ) اور امام حسن بصری (متوفی: 110ھ) سے روایت ہے:

"اَلْفَرْجُ لَا یُعَارُ" [مصنف ابن ابی شیبۃ، 17297، 17301]

"فرج کو عاریت پر نہیں دیا جائے گا"۔

جب عاریت پر نہیں دیا جا سکتا تو اجرت کے عوض دینا بطریق

اولیٰ ناجائز ہوگا، کیونکہ یہ بدکار عورت کی اجرت کی مانند ہوگا، جسے سنن ترمذی:1133 میں منع فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ خدشات دوسری صدی ہجری کے آغاز میں بھی محدثین کرام کے ذہنوں میں تھے۔ حدیث پاک میں ہے:

عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَامَ فِينَا خَطِيبًا، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ لَكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَالَ: لَا يَحِلُّ لِأَمْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ، يَعْنِي: إِتْيَانَ الْحَبَالَى، وَلَا يَحِلُّ لِأَمْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَقَعَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ السَّبْيِ حَتَّى يَسْتَبْرِءَهَا، وَلَا يَحِلُّ لِأَمْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَبِيعَ مَغْنَمًا حَتَّى يُقْسَمَ. (سنن ابو داؤد،2158)

رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ہمارے درمیان خطبہ دیتے ہوئے کہا: میں تمھیں وہی بات کہنے جارہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے غزوۂ حنین کے موقع پر سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے پانی (نطفہ) سے غیر کی کھیتی (رحم) کو سیراب کرے، یعنی غیر کے نطفے سے حاملہ عورت سے جماع کرنا، اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ تم پاک ہونے تک کسی جنگی قیدی عورت سے مباشرت کرے، اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے کسی چیز کو فروخت کرے“۔

یعنی مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس میں دوسروں کے حقوق بھی شامل ہوتے ہیں۔

اس حدیث مبارک کے مطابق اپنی منکوحہ کے علاوہ کسی دوسری اجنبی خاتون کی کھیتی کو سیراب کرنے سے مراد جنسی ملاپ یا دیگر طبی طریقوں سے اس کے رحم میں اپنا مادۂ منویہ پہنچانا ہے اور یہ عمل حرام ہے۔ لہٰذا جب بیوی کے رحم میں شوہر کے علاوہ کسی اور شخص کے جرثومے رکھے جائیں گے، تو وہ ازروئے حدیث حرام ہوگا اور جب بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کے رحم میں شوہر اور بیوی کا مادۂ منویہ رکھا جائے گا، تب بھی وہ عورت غیر کی کھیتی ہے، اس لیے اس کے رحم میں شوہر کے علاوہ کسی اور کا مادۂ منویہ رکھنا ناجائز نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ اس عمل پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی، اس لیے اس پر نہ زنا کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ زنا کی حد شرعی جاری ہوگی، البتہ یہ عمل سخت گناہ کا باعث ہے اور معنًا زنا ہے، کیونکہ اس سے اس عورت کا حمل قرار پا سکتا ہے۔

جہاں تک بچے کے نسب کا تعلق ہے تو اس کا نسب صاحب نطفہ کے ساتھ قائم نہیں ہوگا اور نہ اس کی منکوحہ بیوی اس بچے کی ماں کہلائے گی۔ لہٰذا شرعاً نہ تو یہ بچہ ان کا وارث ہوگا اور نہ یہ دونوں بچے کے وارث بنیں گے، بچے کی ماں وہی عورت کہلائے گی جس کے بطن سے اس نے جنم لیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ (المجادلہ:2)

”اور ان کی مائیں تو وہی ہیں، جنہوں نے انہیں جنا ہے“

نیز ارشاد فرمایا:

﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا﴾ (الاحقاف:15)

اس (یعنی انسان کو) اس کی ماں نے مشقت سے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور مشقت ہی سے جنا“

پہلی آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حقیقت میں انسان کی ماں وہی عورت ہے، جس نے اسے جنم دیا ہے اور دوسری آیت میں مزید صراحت کے ساتھ فرمایا:

”انسان کی ماں وہ عورت ہے جو حمل کو پیٹ میں رکھتی ہے اور پھر اسے جنتی ہے۔“

اس کی مزید وضاحت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیش آنے والے اس واقعے سے ہوتی ہے: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد کو یہ وصیت کی کہ زمعہ (جو کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے) کی لونڈی کا بیٹا عبدالرحمن میرے نطفہ سے ہے، لہٰذا تم اس کو لے لینا۔ چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ جب بچے کو لینے گئے تو زمعہ کے بیٹے عبد کہنے لگے کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے، پھر یہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا، چناں چہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ

بن أبي وقَّاصٍ أنَّ ابنَ وليدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي، فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ، قَالَت فَلَمَّا كانَ عامُ الفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ ابن ابی وقاص وَقالَ ابنُ أَخِي قدْ كانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ عبدُ بنُ زَمْعَةَ فَقالَ: أَخِي وابنُ وليدَةِ أَبِي، وُلِدَ علَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إلى رَسولِ اللهِ ﷺ، فَقالَ سَعْدٌ: يا رَسولَ اللهِ، ابنُ أَخِي كانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فقالَ عبدُ بنُ زَمْعَةَ: أَخِي وابنُ وليدَةِ أَبِي وُلِدَ علَى فِرَاشِهِ، فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: هو لكَ يا عبدَ بنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: الوَلَدُ لِلْفِرَاشِ ولِلْعَاهِرِ الحَجَرُ، ثُمَّ قالَ لِسَوْدَةَ بنْتِ زَمْعَةَ: احْتَجِبِي منه يا سودة لِمَا رَأَى مِن شَبَهِهِ بعُتْبَةَ، فَما رَآهَا حتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى. [صحيح البخاري،2053]

عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی: زمعہ کی باندی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے تم اس پر قبضہ کر لینا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: جب فتح مکہ کا سال آیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے زمعہ کے بیٹے کو لے لیا اور کہا: یہ میرا بھتیجا ہے اور میرے بھائی نے مجھے اس کی وصیت کی تھی۔ پھر حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ پھر ان دونوں نے اپنا مقدمہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے، اس کے متعلق عتبہ نے مجھے وصیت کی تھی۔ حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے، ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! وہ تمھارا (بھائی) ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہے۔ پھر آپ نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا سودہ! تم اس سے پردہ کرنا، کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ کی مشابہت دیکھی تھی۔ پھر زمعہ کے بیٹے نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیکھا، حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جاملا۔"

رسول اللہ نے " الوَلَدُ لِلْفِرَاشِ ولِلْعَاهِرِ الحَجَرُ" کے شرعی اصول کے تحت بچے کی ولدیت کے بارے میں فیصلہ عبد بن زمعہ کے حق میں دیا کہ وہ تمھارا بھائی ہے اور چونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حقائق پر بھی مطلع فرمایا تھا، اس لیے آپ نے ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حقیقت، واقعہ کی بنا پر پردے کا حکم فرمایا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لفظ فراش کی شرح میں لکھتے ہیں:

"قوله الولد للفراش: أي لمالك الفراش وهو السيد والزوج." (فتح الباری، ج:1، ص:221، دار المعرفۃ، بیروت)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان بچہ فراش کا ہے، یعنی مالک الفراش کا ہے، یعنی وہ عورت جس سے شریعت نے کسی مرد کے لیے مباشرت کو حلال قرار دیا ہے اور وہ کسی کی منکوحہ بیوی ہے یا باندی۔"

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله : ألولد للفراش: اى لصاحب الفراش، إنما قال ﷺ: ذلك عقيب حكمه لعبدين زمعة اشارة بأن حكمه لم يكن بمجردالاستلحاق بل بالفراش، فقال: الولد لللفراش، واجتمعت جماعة من العلماء بأن الحرة فراش بالعقد عليها مع إمكان الوطء وإمكان الحمل، فإذا كان عقد النكاح يمكن معه الوطء والحمل، فالولد لصاحب الفراش لاينتفي عنه ابدا بدعوى غيره ولا بوجهٍ من الوجوهِ إلا باللعان .(عمدۃ القاري، ج:11، ص:168)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان "بچہ فراش کا ہے" یعنی صاحب الفراش کا ہے، یہ ارشاد آپ نے عبد بن زمعہ کا حکم بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ محض استلحاق (یعنی کسی کے نسب کو اپنے ساتھ لاحق کرنے کے مطالبے) سے نسب ثابت نہیں ہوتا، بلکہ فراش سے ثابت ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا بچہ صاحب فراش کا ہے۔ علما کی ایک جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ آزاد عورت کا فراش ہونا نکاح سے ثابت ہوتا ہے، جب کہ وطی کرنا اور حمل قرار پانا ممکن ہو، پس جب اس امکان کے ساتھ نکاح منعقد ہو تو بچہ صاحب فراش کا ہوگا، ان کے سوا کسی غیر کے دعوے یا کسی اور سبب سے بچہ کا نسب اس سے کبھی منقطع نہیں ہوگا۔

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"اس حدیث میں نبی ﷺ نے الولد للفراش کے بعد

فرمایا: للعاهر الحجر، بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ نبی ﷺ کو علم تھا کہ یہ بچہ زنا سے پیدا ہوا ہے، زمعہ کے نطفے سے پیدا نہیں ہوا۔ اس کے باوجود آپ نے اس بچے کو زمعہ کے ساتھ لاحق کر دیا، اس سے ظاہر ہو گیا کہ ثبوت نسب صاحب نسب کے پانی اور اس کی وطی پر موقوف نہیں ہے، بلکہ فراش پر موقوف ہے، جس کا فراش ہوگا، اس کا نسب ہوگا خواہ اس نے وطی کی ہو یا نہ کی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فراش ہونے کے لیے امکان وطی کی شرط نہیں رکھی۔"

(شرح مسلم، ج:3، ص:934)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کا نسب صاحب فراش سے ثابت ہوگا۔ صاحب فراش سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت جس کے نکاح میں ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زانی کے لیے پتھر ہے"، یعنی ایسا صاحب نطفہ اس بچے کی نسبت نسب کے اعزاز سے محروم رہے گا۔ پس جب بچے کا نسب صاحب فراش کے ساتھ لاحق ہو گیا تو اس کی بیوی اس کی ماں قرار پائے گی اور اس عورت کا شوہر اس کا باپ قرار پائے گا، کیونکہ ثبوت نسب بھی ضروریات شرعیہ میں سے ہے اور اسی طرح دیگر رشتے قائم ہوں گے۔ یہ مسئلہ کنواری مزنیہ (جس سے زنا کیا گیا ہو) کے بارے میں نہیں، بلکہ کسی کی منکوحہ کے بارے میں ہے۔

جاوید غامدی صاحب نے تو اجرت کے عوض یا رضا کارانہ اپنا بیضہ اور رحم فراہم کرنے والی عورت کو رضاعی ماں قرار دیا ہے، جب کہ حدیث میں تو اسے حقیقی ماں ہی کا حکم دیا گیا ہے۔ رضاعی ماں تو اسے کہتے ہیں کہ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے اور پھر وہ بچہ مدت رضاعت (یعنی ڈھائی برس) کے اندر کسی دوسری عورت کا دودھ پیے، وہ رضاعی ماں کہلائے گی، اس کا شوہر بچے کا رضاعی باپ کہلائے گا اور اسی طرح دوسرے رضاعی رشتے بھی قائم ہوں گے۔ یہ شریعت میں کوئی عیب نہیں ہے، یہ شعارِ اسلام سے پہلے بھی عالم عرب میں رائج تھا اور اسلام نے اسے برقرار رکھا ہے اور اس میں نسب کے حوالے سے کوئی ابہام نہیں رہتا۔

غامدی صاحب کا کلام تضادات کا مجموعہ ہے، آپ نے ان کا موقف لکھا ہے:

"یہ علانیہ ہونا چاہیے، ابہام نہیں ہونا چاہیے، اس کے نتیجے میں ماں اور نان و نفقے کے حقوق قائم ہو جائیں گے اور جو بھی معاہدہ ہوا ہے، اس کی پابندی کرنی پڑے گی۔ اور اس کے نتیجے میں جو رشتے پیدا ہوتے ہیں، ان رشتوں کو بھی وہی حرمت ملے گی، یعنی نکاح ہونا ہے، طلاق ہونا ہے، دین میں ایسی (صورت) ہوگی اگر کسی نے کرنی ہے۔"

غامدی صاحب مغالطے کا شکار ہیں یا دوسروں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں، اگر ان کی نکاح و طلاق اور نان و نفقہ سے حقیقی نکاح و طلاق مراد ہے، تو اس پر کرائے کی ماں Surrogate Mother کا اطلاق بالکل غیر متعلق بات ہے اور اس کے لیے اتنی طویل فلسفیانہ بحث کی کیا ضرورت ہے اور اگر ان کی یہاں نکاح و طلاق سے مراد اجرت کے عوض یا رضا کارانہ طور پر اجنبی عورت کا رقم حاصل کرنا ہے تو یہ دیدہ و دانستہ تحریف اور خلط مبحث ہے، اسی صورت میں نکاح، طلاق اور نفقے کا اطلاق شرعی اصطلاح کے پردے میں لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔

پس اگر نکاح و طلاق ہے، نان نفقہ ہے، تو اس پر کرائے کی ماں (Surrogate Mother) کا اطلاق ہرگز درست نہیں ہے۔ اس طرح تو کوئی شخص اپنی منکوحہ بیوی کو بھی کرائے کی ماں قرار دے سکتا ہے، کیونکہ شریعت نے بیوی اور بچوں کی کفالت کی ساری ذمے داری شوہر پر عائد کی ہے۔ جب کہ کرائے پر کسی اجنبی عورت کی خدمات اعلان کر کے حاصل کی جائیں، تو یہ اعلان کسی بھی صورت میں نکاح کے ہم معنیٰ نہیں ہے، نہ اس پر نکاح کے احکام مرتب ہوتے ہیں اور نہ اس کے لیے طلاق کی ضرورت ہے اور نان نفقہ بھی صاحب فراش کی ذمے داری ہے۔ پس جناب غامدی کا موقف مبہم ہے، تشویشناک ہے، یا تو وہ خود ذہنی انتشار کا شکار ہیں، یعنی Confused ہیں اور یا اپنا مؤقف کھل کر بیان کرنے کی جسارت نہیں کر پا رہے، اس لیے الفاظ سے کھیل رہے ہیں۔

مزید یہ کہ آپ کے یہ خدشات درست ہیں کہ ایک خرابی کا دروازہ کھول دیا جائے تو دوسری خرابیاں اسی راستے سے خود نفوذ کر لیتی ہیں اور پھر ان کا سدباب مشکل ہو جاتا ہے، جب کہ دین کے نام پر ان کو جواز فراہم کرنے والے بھی برائے خدمت دستیاب ہیں۔

اگر جاوید غامدی صاحب کے بیان کیے ہوئے اصول کو قبول عام دے دیا جائے تو آپ نے اشکال نمبر 5 میں جو یہ لکھا ہے۔

"اس کلام و بیان کے ساتھ یہ خدشہ موجود ہے کہ کل جاوید صاحب یہ بھی کہہ گزریں: کمزور یا عدم بارآور سپرم رکھنے والا مرد، کسی دوسرے مرد یا دوست کا سپرم خرید کر یا تحفے میں لے کر اپنی اہلیہ محترمہ کے ہاں میکانکی انداز سے منتقل کروا کر بچہ حاصل کر سکتا ہے، لیکن اس کا باقاعدہ اعلان کرنا ہوگا۔"

اس کا وقوع امکان کے درجے سے بڑھ کر حقیقت کا روپ دھار چکا ہے، جس طرح مغرب میں جنسی تسکین کے لیے مصنوئی اعضاء (آلۂ تناسل اور فرج) کی دکانیں برسر عام کھل گئی ہیں، شنید ہے کہ مغرب میں اس شعبے کے لیے بھی ایجنسیاں کھل گئی ہیں اور اب یہ با قاعدہ کاروبار کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ پس ایسی صورت میں کنواری دوشیزائیں بھی شوقیہ یا اجرت پر اپنی خدمات پیش کر سکتی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بھارت میں باقاعدہ رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ طور پر یہ طریقہ رائج ہے اور اب وہ غربت کی وجہ سے اس کاروبار کا مرکز ہے۔ گویا انسان مرتبۂ انسانیت سے گر کر حیوانیت کے درجے میں اتر آیا ہے اور معاشرے میں یہ عمل کسی عار کا سبب نہیں رہا۔ پس یہ شریعت کی تعلیمات سے دوری اور اخلاقی زوال کی انتہا ہوگی۔ شروع میں جو ہم نے لکھا ہے کہ Surrogation پر زنا کا اطلاق نہیں ہوتا، اس لیے کہ شریعت نے ثبوتِ زنا کے لیے سخت شرائط مقرر کی ہیں، کیونکہ اس کی سزا بھی سنگین ہے۔

البتہ اگر کسی بیماری یا عارضہ کی وجہ سے شوہر عملِ تزویج پر قادر نہ ہو، یا عورت میں کوئی خرابی پائی جاتی ہو اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ جنسی ملاپ کے ذریعے حاملہ ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو تو مصنوعی عملِ تولید یا ٹسٹ ٹیوب بے بی (نلکی زادی) کے ذریعے حقیقی شوہر کا جرثومہ اس کی اپنی بیوی کے رحم میں منتقل کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہونے کے باوجود جائز ہے۔

ہمارے فقہاء پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے آج سے تقریباً ایک ہزار برس پہلے ایسے اصول و قواعد بیان کر دیے کہ جن سے کئی سو برس بعد پیش آنے والے مسائل حل ہو گئے حتیٰ کہ صحبت کے بغیر عورت کے حاملہ ہونے کی صورتوں کو بیان فرما دیا۔

محمد بن سماعہ بیان کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفیٰ: 150ھ) نے فرمایا:

"إذا عالج الرجل جاريته فيما دون الفرج فانزل فاخذت الجارية ماءه في شيء فاستدخلته في فرجها في حدثان ذلك فعلقت الجارية وولدت فالولد ولده والجارية ام ولد له."

(المحيط البرهاني، ، ج:9، ص:505/ البحر الرائق، ج:4،ص:292/ رد المحتار علي الدر المختار. ج:3،ص:528)

کسی شخص نے اپنی باندی کے ساتھ شرم گاہ کے علاوہ صحبت کی (یعنی بوس و کنار کیا) اور سے انزال ہو گیا، پھر باندی نے اس کے مادہ منوی کو کسی چیز میں لے کر اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا اور اس سے وہ حاملہ ہوگئی اور اس نے بچہ جنا تو بچہ اس کے مالک کا ہوگا اور وہ ام ولد قرار پائے گی۔"

علامہ ابن ہمام حنفی متوفی 861ھ لکھتے ہیں:

"وما قيل: لا يلزم من ثبوت النسب منه وطوءه لأن الحبل قد يكون بإدخال الماء الفرج دون جماع فنادر." (فتح القدير، ج:4،ص:350)

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی شخص سے ثبوت نسب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے جماع بھی کیا ہو، کیونکہ بغیر جماع کے بھی عورت کے فرج میں نطفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو ایسی صورت نادر الوقوع ہے۔"

آپ نے اجرت کے عوض یا رضا کارانہ اپنا رحم پیش کرنے والی ماں کے حوالے سے پوچھا ہے: آج کے دور میں یہ مسئلہ آیا ہے کہ اگر ایک خاتون اپنے رحم میں جسمانی نقص کے سبب ماں نہیں بن سکتی تو آیا دوسری خاتون کو کرائے پر حاصل کر کے اس سے بچہ پیدا کرایا جا سکتا ہے؟ اس حوالے سے شریعت کی روشنی میں آپ کا موقف کیا ہے، دوسرا یہ کہ خاتون کسی جسمانی نقص میں مبتلا نہیں ہے لیکن وہ بچہ پیدا کرنے کی زحمت اٹھانے کے لیے آمادہ نہیں ہے اور زوجین باہمی اتفاق رائے سے دوسری خاتون کی خدمات حاصل کر کے بچہ پیدا کرواتے ہیں، کیا شریعت کی رو سے یہ جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عمل ناجائز اور حرام ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

التلقيح الصناعي :هو استدخال المني لرحم

المرأة بدون جماع فإن كان بماء الرجل لزوجته جاز شرعا، إذ لا محذور فيه، بل قد يندب إذا كان هناك مانع شرعي من الاتصال الجنسي، وأما إن كان بماء رجل أجنبي عن المرأة ، لأزواج بينهما ، فهو حرام، لأنه بمعني الزنا الذي هو القاء ماء رجل في رحم امرأة ليس بينهما زوجية ، ويعد هذا العمل أيضا منافيا للمستوي الإنساني۔"

(الفقه الإسلامي وادلته ،ج:4،ص:2649)

"مصنوعی عمل تولید یعنی صحبت کے بغیر مادۂ منویہ عورت کے رحم میں داخل کرنا، پس اگر یہ عمل حقیقی شوہر اپنی بیوی کے لیے اپنے مادۂ منویہ کے ساتھ کرتا ہے تو شرعاً جائز ہے، بلکہ بعض اوقات جب بیوی سے صحبت کرنے میں کوئی شرعی مانع پایا جاتا ہو، ایسا کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر یہ عمل کسی ایسے شخص کے مادۂ منویہ کے ذریعہ کیا جائے جو عورت کے لیے اجنبی ہو اور ان کے درمیان ازدواجی رشتہ نہ ہو تو ایسا کرنا حرام ہے، اس لیے کہ یہ معناً (نہ کہ حقیقتاً) زنا ہے، کیونکہ عورت کے رحم میں ایسے شخص کا نطفہ پہنچایا جاتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان زوجیت کا رشتہ نہیں ہوتا اور یہ عمل انسانی اقدار کے بھی خلاف ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلے کی تحقیق کے لیے کہ بچہ صاحب فراش کا ہے، امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیا ہے۔ اس بحث کے بارے میں برسٹل (برطانیہ) سے مولانا قاری عبدالمجید شرق پوری لکھتے ہیں:

"ٹیسٹ ٹیوب بے بی پر بھی حضرت علامہ نے بہت مبسوط بحث کی ہے، میں نے جب اس کا مطالعہ کیا تو بہت محظوظ ہوا، چند دنوں کے بعد میں ایک بین المذاہب مکالمے میں شریک ہوا، اس مکالمے میں ایک درجن کے قریب انگریز سکالر بھی تھے۔ میں نے اس مجلس میں اسلام کی حقانیت پر چند باتیں پیش کیں، میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماضی اور مستقبل کی خبریں دینا تو الگ رہا، میں تم کو ان کے ایک غلام کی کرامت بیان کرتا ہوں ، علامہ شمس الدین سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 483ھ) نے لکھا ہے:

"جس شخص کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو اور وہ جماع نہیں کر سکتا، ایسے شوہر کا نطفہ اگر جماع کے بغیر کسی اور ذریعے سے عورت کے رحم میں پہنچا دیا جائے اور بچہ پیدا ہو جائے، تو اس بچے کا نسب عورت کے شوہر سے ثابت ہو جا گا" (شرح صحیح مسلم، ج:3،ص:938)

میں نے کہا۔ میڈیکل سائنس کو آج معلوم ہوا کے بغیر جماع کے بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور ہمارے فقہانے ایک ہزار سال پہلے یہ مسئلہ بتادیا تھا۔ جب انہوں نے یہ تقریر سنی تو ان میں سے دو انگریزوں نے اسلام قبول کر لیا، میں نے ایک کا نام محمد سلیم اور دوسرے کا نام محمد عابد رکھا، اب اللہ تعالی کے فضل سے وہ دونوں نماز اور دینی مسائل سیکھ رہے ہیں۔

علامہ سرخسی کی جس عبارت کا حوالہ سن کر دو انگریز سکالر مسلمان ہو گئے، وہ تقریباً ایک ہزار سال سے المبسوط میں چھپ رہی ہے لیکن اس عبارت کو منظر عام پر لانے اور اس کو ٹیسٹ ٹیوب بے بی پر منطبق کرنے اور اسلامی فقہ کی ہمہ گیری اور آفاقیت کو اجاگر کرنے کا سہرا علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح صحیح مسلم کے سر ہے۔

(شرح صحیح مسلم، جلد1،ص:65،66)

اس سلسلے میں گزارش ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کا مقصد افزائش نسل انسانی کو قرار دیا ہے، چنانچ احادیث مبارکہ میں ہے۔

"عن معقل بن يسار: قال، جاء رجل إلى النبي ﷺ، فقال: إني أصبت امرأة ذات حسب وجمال، وأنها لا تلد، افاتزوجها ، قال لا ثم اتاه الثانيه فنهاه ثم اتاهپ الثالثة، فقال : تزوجو الودود الولود فإني مكاثر بكم الأمم." (سنن ابي داؤد: 2050)

معقل بن یسار بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا۔ میں نے ایک خاندانی اور جمال والی عورت پائی ہے لیکن وہ بچہ جننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، پھر اس نے دوبارہ آکر یہی سوال کیا۔ آپ نے اسے پھر منع فرمایا، پھر سہ بارہ آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی عورت سے شادی کرو جو زیادہ محبت کرنے والی اور بچے زیادہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والی ہوں، کیونکہ میں تمھاری کثرت کے سبب دوسری امتوں پر فخر کا اظہار کروں گا۔

"عن عبد الله بن عمرو، أن رسول الله ﷺ، قال: أنكحوا أمهات الأولاد، فإني أباهي بهم يوم القيامة." (مسند احمد، 6598)

عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں ان کے سبب قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کا اظہار کروں گا۔

آپ ﷺ کا فرمان ایک ترجیحی امر ہے، ایسا ضروری نہیں ہے، آپ ﷺ کی کئی ازواج مطہرات سے بچے پیدا نہیں ہوئے لیکن اس کے باوجود آپ نے ان کو طلاق نہیں دی، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی واحد کنواری بیوی تھیں اور ان سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ ان سے محبت فرماتے تھے اور ان کا لقب حبیبۃ الرسول (محبوبۂ رسول) تھا۔

جہاں تک اولاد کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کو اس بات پر پختہ یقین رکھنا چاہیے کہ اولاد عطا کرنے والی اور اس سے محروم رکھنے والی ذات مقدسہ اللہ تعالیٰ کی ہے، اگر شادی کے بعد کچھ سالوں تک اولاد نہ ہو تو مایوس ہونے اور ناجائز ذرائع و اسباب اختیار کرنے کے بجائے رجوع الی اللہ اور صبر و توکل سے کام لینا چاہیے اور اس مقصد کے لیے جائز اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔ علاج کی ضرورت ہو تو جائز طریقوں سے علاج بھی کرنا چاہیے، تمام اسباب اختیار کرنے کے باوجود اگر اولاد نہ ہو تو تولید و تناسل کی صلاحیت کی طرح بانجھ پن بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ پاک جسے چاہے اپنی حکمت کے تحت بانجھ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ كَبِيْرٌ﴾

(الشوریٰ:49،50)

آسمانوں اور زمینوں میں حکومت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے (صرف) بیٹے عطا کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے، بے شک وہ بے حد علم والا بہت قدرت والا ہے۔

لیکن بانجھ پن کی صورت میں خلافِ شرع طریقے اختیار کرنا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۝

وہ (مومن کامیاب ہو گئے) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، ماسوا اپنی بیویوں کے یا وہ جو ان کی ملک میں ہیں، یقیناً وہ ملامت زدہ نہیں ہیں، پس جو کوئی ان کے علاوہ اپنی خواہش کی تکمیل چاہے گا تو وہی لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

یا اللہ کی طرف سے آزمائش بھی ہوتی ہے۔ ایک مومن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو مقدم رکھے، شوہر اگر بیوی کے بے اولاد ہونے کی وجہ سے اولاد کا خواہش مند ہے تو شریعت نے اس کے لیے دوسرے نکاح کی گنجائش رکھی ہے اور اگر بیوی لاولد ہے اور اولاد کی خواہش مند ہے، تو اپنے کسی عزیز کے ایسے بچے کو، جس کا اس کے ساتھ محرم کا رشتہ ہو، گود لے سکتی ہے لیکن گود لینے سے وہ اس کا یا اس کے شوہر کا وارث نہیں بنے گا، اس کا نسب بھی اس کے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہوگا اور سب سے بڑی بات قناعت اور تقدیر الٰہی پر راضی رہنا ہے، اس کے لیے خلاف شرع طریقے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اسے اس درجے کی شرعی ضرورت قرار نہیں دے سکتے، جس کی بابت فقہی اصول بیان کیا گیا ہے۔

الضرورات تبیح المحظورات اور الضرورات تقدر بقدرها.

یعنی ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں اور ضرورت کو اس کی حد کے اندر رکھا جائے، سے عام معمول نہ بنایا جائے۔

جاوید غامدی صاحب بہت سے معاملات میں تقریباً اباحت کلی کے قائل ہیں، فقہ اور

اصول فقہ تو دور کی بات ہے، وہ احادیث مبارکہ کی قید سے آزاد ہو کر قرآن کو سمجھنا اور بیان کرنا چاہتے ہیں، ہم اپنی بشری استطاعت کی حد تک اصول شرع مطہر کے پابند ہیں۔

-----------☆☆☆-----------

محمد آباد، مئو

میں ماہ نامہ اشرفیہ حاصل کریں

مولانا سلطان احمد صاحب

مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد، مئو 9307909117

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کرسکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ **محمد نظام الدین رضوی** کے قلم سے

تحصیلِ زکات کے بعض مسائل

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام ذیل کے مسائل میں:

(1)- بعض مدارس کے محصلین زکوٰۃ، فطرہ وعطیہ وصول کر کے اپنا کمیشن خود لے لیتے ہیں اور باقی رقم مدرسہ میں جمع کرتے ہیں۔

(2)- بعض محصل مدرس ہوتے ہیں، ان کی تنخواہیں باقی رہتی ہیں تو وہ کمیشن اور اپنی تنخواہ دونوں خود سے وصول کر کے باقی رقم مدرسہ میں جمع کرتے ہیں۔

(3)- بعض محصلین پوری رقم رکھ لیتے ہیں، پھر کمیشن کے بعد جو رقم بچتی ہے، اس کو دھیرے دھیرے کچھ دنوں میں اور بعض سال بھر میں ادا کرتے ہیں۔

یہ ساری شکلیں شرعاً جائز ہیں یا نہیں، اور ناظم مدرسہ اگر جان بوجھ کر ایسے لوگوں کو رسید بک چندے کے لیے ایشو کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور ایسی صورت میں زکوٰۃ دینے والوں کی زکاۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

(4)- مدرسہ کی رقم سے کسی عہدے دار یا رکن مدرسہ یا کسی بیرونی آدمی کو قرض دینا کیسا ہے؟ جب کہ وہ حتمی وعدہ کرے کہ فلاں وقت ہم ادا کردیں گے، اور تجربہ یہ ہے کہ اکثر وعدہ خلافی بھی ہوتی ہے، اور کبھی مدرسہ کا پیسہ ڈوب بھی جاتا ہے، ایسی صورت میں مدرسہ سے قرض لینا اور ذمہ دار کا مدرسہ کی رقم سے کسی کو قرض دینا کیسا ہے؟

مفصل اور مدلل جواب سے نوازیں گے، تاکہ اس شرعی فتوے کو محصل اور ذمہ داروں تک پہنچایا جاسکے۔

(الجواب)

(1،2،3)- زکات، صدقۂ فطر اور عطیات میں کچھ محصلین کے تصرف کی جو شکلیں بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب ناجائز و گناہ ہیں، جن سے احتراز واجب ہے، اس تصرفِ بے جا کی وجہ سے زکات دینے والوں کی زکات ادا نہیں ہوتی، نہ صدقۂ فطر دینے والوں کا صدقہ ادا ہوتا ہے۔ اہل خیر کو اس تصرفِ بے جا کا علم نہ ہو تو عند اللہ معذور وماجور ہوں گے، لیکن محصل کو تو معلوم ہے، اس لیے یہ عند اللہ ضرور ماخوذ ہوگا، اور عطیات میں تصرفِ بے جا کی وجہ سے جو گناہ محصل کے سر آیا وہ تو رہے گا ہی ساتھ ہی امانت میں خیانت و تعدی کی وجہ سے یہ غاصب ہوگا اور ایسی تمام رقوم کا تاوان اس کے ذمہ لازم رہے گا، اگر دنیا میں یہ تاوان ادا نہ کر سکے یا اصحابِ حقوق سے معاف نہ کراسکے تو قیامت کے دن ادا کرنا ہوگا مگر اس دن مال کہاں جس سے یہ تاوان ادا کرے، اس دن تو اس کی نیکیاں اصحابِ حقوق کو دے دی جائیں گی اور اس سے بھی تلافی نہ ہو سکے گی تو اصحابِ حقوق کے گناہ اس کے سر ڈالے جاسکتے ہیں۔ کتاب وسنت اور کتبِ شریعت میں زکاۃ کے جو مصارف بیان کیے گئے ہیں ان میں موجودہ محصلین اور مدرسین وملازمین کی اجرت و تنخواہ نہیں ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کی اجرت یا تنخواہ میں اسے صرف کرنا، یا خود ان کا لے لینا ضرور تعدی اور غصب ہے اور یہ بہ اتفاق موجبِ ضمان اور تاوان۔

ناظمِ مدرسہ کو اگر اپنے محصلین کے ان تصرفاتِ بے جا کا علم ہے پھر بھی وہ انھیں رسیدیں ایشو کرتا ہے تو وہ بھی محصلین کے گناہ میں برابر کا شریک ہے کہ یہ گناہ پر تعاون ہے، ہم نے اپنے بعض رسائل میں اس طرح کے تصرفاتِ بے جا پر دلائل کی روشنی میں گفتگو کی ہے، اسے یہاں نقل کرتے ہیں:

بعض سفرا کے متعلق سنا گیا کہ وہ اپنی اجرت پہلے ہی وضع کر کے خرچ کر لیتے ہیں، صدقات کی رقم میں بھی اس سے احتراز نہیں کرتے اور بعض تو کُل وصولی خرچ کرنے کے بعد رفتہ رفتہ ادا کرتے ہیں۔ یہ سخت بد دیانتی اور مالِ امانت میں خیانت ہے۔ ایسے لوگ یہ ناپاک جرم کرتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ انھیں ایک روز خدائے قہار کے حضور جواب دہ ہونا ہے۔ اللہ رب العزت جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۷﴾

اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت کرو۔ (سورۃ الانفال، 8، آیت نمبر: 27)

نیز دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ﴾

بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
(سورۃ الانفال،8،آیت نمبر:58)

حدیث صحیح میں حضور اقدس ﷺ نے منافق کی ایک علامت یہ بتائی کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ."

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں (1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (2) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ (3) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(البحر الرائق، ص:241، ج:2، باب المصرف)

اور اجیر یا سفیر نے وصول کردہ زکاۃ، صدقات، عطیات سے اپنے طور پر کچھ رقم اپنے مصرف میں خرچ کر لی تو وہ شرعاً غاصب قرار پائے گا کہ یہ اس کی طرف سے امانت میں خیانت اور تعدی ہے جو حرام و گناہ ہے۔ اس پر واجب ہے کہ معطی کو اتنی رقم واپس کرے، پھر وہ مدرسہ کو دے تو لائے یا اس سے کہے کہ آپ کی رقم مجھ سے صَرف ہو گئی، آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے پاس سے اتنی رقم آپ کی طرف سے مدرسہ میں جمع کر دوں، اگر وہ اجازت دے دے تو ٹھیک، ورنہ اس کی رقم اسے واپس کر دے۔

اور اگر اس نے دوبارہ معطی سے اجازت نہ لی، نہ اسے دے کر واپس لیا بلکہ اپنے پاس سے مدرسہ میں جمع کر دیا، یا اپنی اجرت یا کمیشن میں مجرا کر لیا تو یہ حق اللہ اور حق العبد دونوں میں گرفتار رہے گا حق اللہ میں اس لیے کہ اللہ عزوجل کے حکم کی خلاف ورزی کر کے امانت میں خیانت کی اور حق العبد میں اس لیے کہ بندے کے مال میں تعدّی کی اور بغیر اس کی اجازت کے اپنے مصرف میں صَرف کیا پھر اسے ادا نہ کیا، ہاں! اگر مدرسہ میں جمع کیا تو یہ اس کی طرف سے تبرع ہے جس کا ثواب پائے گا، مگر اس کی وجہ سے حق مسلم ادا نہ ہوگا۔

البتہ یہاں یہ گنجائش ہے کہ صاحبِ مال یا اس کے ورثہ کا پتہ نہ چلے تو قاضیِ اسلام یا اعلم علمائے بلد مرجع فتویٰ سے عرضِ حال کرے اور اس کی اجازت سے مدرسہ میں وہ رقم جمع کر دے اور تائب ہو جائے۔ اگر ایسا کر لیا تو تعدّی کے وبال سے بچ جائے گا، مگر خرچ کیے ہوئے مال کا تاوان تو اسے بہر حال ادا کرنا پڑے گا۔ اگر دنیا میں نہ ادا کرے گا تو عقبیٰ میں لامحالہ احکم الحاکمین جلّ وعلا اس سے دلا دے گا۔ اور ظاہر ہے کہ وہاں مال تو ہوگا نہیں، اس لیے اس کی نیکیاں ہی صاحبِ حق کو دلائی جائیں گی اور اگر نیکیاں بھی ختم ہو جائیں تو پھر صاحبِ حق کے گناہ اس کے سر ڈالے جائیں گے۔

فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف میں ہے:

"في فتاوى أبي الليث رحمه الله تعالى : رجل جمع مالا من الناس لينفقه في بناء المسجد فأنفق من تلك الدراهم في حاجته ثم ردّ بَدلها في نفقة المسجد لا يسعه أن يفعل ذلك فان فعل فإن عرف صاحب ذلك المال ردّ عليه أو سأله تجديد الإذن فيه وإن لم يعرف صاحب المال استاذن الحاكم فيما يستعمله وإن تعذر عليه ذلك رجوت له في الاستحسان أن ينفق مثل ذلك من ماله على المسجد فيجوز لكن هذا وأستمار الحاكم يجب أن يكون في رفع الربال أما الضمان فواجب كذا في الذخيرة، ويبتني على هذا مسائل ابتلي بها أهل العلم والصلحاء منها العالم إذا سأل للفقراء أشياء واختلط بعضها ببعض يصير ضامنا لجميع ذلك وإذا أدّى صارمؤدّيا من مال نفسه ويصير ضامنا لهم ولا يجزيهم عن زكاتهم فيجب أن يستاذن الفقير ليأذن له بالقبض فيصير خالطا ماله بماله كذا في المحيط" (ص:480، 481، ج:1، کتاب الوقف الباب الثالث عشر)

فتاویٰ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: ایک آدمی نے مسجد تعمیر کرنے کے لیے لوگوں سے چندہ لیا، پھر اس میں سے کچھ روپے اپنی ضرورت میں خرچ کر لیے اور بعد میں اس کا بدلہ مسجد کے خرچ میں ملا دیا۔ ایسا کرنا ناجائز ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کر دے اور یہ معلوم ہو کہ وہ روپے کس نے دیے تھے تو یہ اس کو تاوان دے یا اس سے دوبارہ اجازت لے کر اتنے روپے مسجد میں دے دے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ روپے کس نے دیے تھے تو حاکم اسلام سے پوچھے اور جہاں وہ کہے، خرچ کرے، اور اگر یہ اس کے لیے ناممکن ہو تو اتنے روپے اپنے پاس سے مسجد میں دے دے۔ امید ہے کہ یہ استحساناً اس کے لیے جائز ہوگا۔ لیکن یہ اور حاکمِ اسلام سے اجازت لینا دفعِ وبال کے لیے واجب ہے اور تاوان تو بہر صورت لازم ہے۔ ایسا ہی "ذخیرہ" میں ہے۔

اور اس پر بہت سے ایسے مسائل کی بنیاد ہے جن میں علما و صلحا مبتلا ہیں۔ انھیں میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ جب عالم فقرا کے لیے کچھ

چیزیں لوگوں سے مانگے، پھر انھیں آپس میں ملا دے تو وہ ان ساری چیزوں کا ضامن ہوگا اور جب فقرا کو دے گا تو اپنے مال سے دینے والا قرار پائے گا اور اس سے زکاۃ دینے والے کی زکاۃ ادا نہیں ہوگی۔ لہٰذا عالم کو (چندہ مانگنے سے پہلے) فقیر سے اجازت لینا ضروری ہے تا کہ وہ قبضہ کرنے کی اجازت دے دے۔ اس صورت میں (اگر ملا دے گا تو) فقیر کے مال کو اسی کے مال میں ملانے والا ہوگا۔ ایسا ہی "محیط" میں ہے۔

فقرا کے لیے زکاۃ کی رقم وصول کی اور سب کے مال کو ایک دوسرے سے ملا دیا تو تاوان اس لیے واجب ہوتا ہے کہ ایک کا مال دوسرے کے مال میں ملا دینا ہلاک کرنے کے حکم میں ہوتا ہے اور اس لیے زکاۃ بھی ادا نہیں ہوتی تو جب حقیقتاً کوئی شخص مثلاً سفیرِ مالِ زکاۃ کو اپنے مصرف میں خرچ کر لے گا تو یقیناً زکاۃ ادا نہ ہوگی اور تاوان اس کے ذمہ لازم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تحصیلِ صدقات پر کمیشن کا حکم)

(4)- مدرسہ کی رقم اوقاف کی ہوتی ہے، یا عطیات کی، اور ہر ایک کے مصارف متعیّن ہیں، اوقاف کے مصارف میں اقراض نہیں ہوتا، اس لیے اس رقم سے کسی کو قرض دینا جائز نہیں۔ رہے عطیات تو ان کا ایک مصرف اقراض ہو سکتا ہے، کیوں کہ عموماً مدارس اپنے ان اساتذہ و ملازمین کو بوقتِ ضرورت قرض دے دیتے ہیں، جن کی تنخواہ مدرسہ کی رقوم سے ادا کی جاتی ہے، ایسا قرض ڈوبتا نہیں کیوں کہ مدرسہ تنخواہ سے وضع کر لیتا ہے اور کوئی ملازم قرض لے کر بھاگ جائے اور ملازمت چھوڑ دے، ایسا شاذ و نادر ہے، اس لیے مدرسہ کے ایسے مدرسین کا اقراض عرفاً عطیات کے مصارف میں شامل ہے، لہٰذا ایسے مدرسین و ملازمین کو عطیات سے وقتِ حاجت قرض دینا جائز ہے۔ اور بقیہ وابستگانِ مدرسہ کو دینا ناجائز ہے، اور مدرسہ کے اوقاف کی رقوم سے تو کسی کو بھی قرض دینا جائز نہیں، اِلّا یہ کہ واقف نے اس کی صراحت کر دی ہو یا عہدِ واقف سے ایسا معمول ہو۔ فقہا فرماتے ہیں:

مراعاة غرض الواقفين واجبة. أقول: والتبرع حكمه حكم الوقف.

واضح ہو کہ جن ملازمین کو قرض دینا جائز ہے انھیں بھی بس اسی مقدار میں قرض دیں جس کی وصولی بہ آسانی جلد ممکن ہو، اور جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ملازمت چھوڑنے والا نہیں۔ اسی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

-*-*-*-*-*-

(ص:21 کا بقیہ)

اسی طرح شیخ محقق مدارج النبوۃ میں مزید فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت سیدنا صالح اور حضرت ہود علیہم السلام وغیرہم احرام کی حالت میں لبیک کہتے ہوئے میدان عرفات کی طرف جا رہے ہیں۔

(٨) اگرچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنا بدنام زمانہ رسالہ تقویۃ الایمان میں — "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" جیسے ایک کذبِ صریح قول کو حضور کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا، تاہم علمائے دیوبند حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی کرتے ہوئے حضور کریم ﷺ کی حیات مقدسہ کا اقرار کرنے پر باور ہو گئے۔ چناں چہ دیوبند کے سرخیل علما رقم طراز ہیں:

"فهو صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف ينصرف في الكون بإذن الله تعالىٰ كيف شاء".

(المہند، ص:68)

اور وہ (حضور) ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جہاں میں جیسے چاہتے ہیں باذن اللہ تصرف فرماتے ہیں۔

مذکورہ دلائل اور حوالوں سے حیاۃ الانبیاء کا مسئلہ اظہر من الشمس واضح ہو گیا کہ حضرات انبیا علیہم السلام عالم برزخ میں حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں، قیودِ زمانی و مکانی سے آزاد ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں، اور حج بھی کیا کرتے ہیں۔ اور جہاں میں جیسے چاہتے ہیں باذن اللہ تصرف بھی فرماتے ہیں۔ خصوصاً حضور کریم ﷺ کی برزخی زندگی دوسرے انبیا علیہم السلام کی زندگی کے مقابلے میں اکمل و اتم ہے، نہ آپ کی حیاتِ طیبہ کی کوئی مثال ہے نہ نظیر۔

علاوہ بریں حیاۃ الانبیاء فی البرزخ کے ثبوت میں اور بھی بہت سارے دلائل ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ان کا احاطہ ناممکن ہے۔

وصلى الله تعالىٰ على حبيبه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه وبارك وسلم.

☆☆☆☆☆

کچھوچھہ شریف میں
ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں
دارالعلوم نظامیہ عربیہ نظام الدین پور، کچھوچھہ شریف
Mob. 9651470544

آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ

خلافتِ عثمانیہ کے خلیفہ عبدالحمید ثانی نے فرانس میں رسولِ کریم ﷺ کی توہین پر جنگ کی سخت وارننگ دی، عزم وہمت کے ساتھ وہ سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے اس لیے حالات بدل گئے مگر آج ترکی صدر طیب اردگان کے علاوہ کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ افسوس... اسی پس منظر میں یہ تحریر ملاحظہ فرمائیے۔

پروفیسر سجاد احمد

خلافت عثمانیہ کے 34ویں خلیفہ عبدالحمید ثانی تھے، انہوں نے 31 اگست 1876ء سے 27 اپریل 1909ء تک خلافت عثمانیہ کی باگ ڈور سنبھالی۔ 21 ستمبر 1842ء کو ترکی کے شہر استنبول میں پیدا ہوئے۔ آپ نے 75 برس کی عمر میں 10 فروری 1918ء کو وفات پائی۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی تھے۔ ان کا نام تاریخِ اسلام میں نہایت سنہری حروف میں درج ہے۔ خلیفہ عبدالحمید ثانی خلافت عثمانیہ کے ان خلفا میں شمار کیے جاتے ہیں، جو عالم اسلام میں اپنے کردار اور حب رسول ﷺ کی وجہ سے اپنا مقام رکھتے تھے۔ آپ وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی مملکت پر حکمران رہے۔ خلافت عثمانیہ کی سرحدیں یورپ سے ملتی تھیں اور سیاسی کشمکش اور جنگی معرکوں کا بھی سلسلہ جاری رہا۔

خلیفہ عبدالحمید ثانی ایک دن اپنے مشیروں اور وزراء کے درمیان موجود تھے کہ اچانک ایک حکومتی عہدیدار نے آپ کو آکر ایک ایسی خبر سنائی کہ آپ کا رنگ غصے سے سرخ ہوگیا اور نہایت جلال میں آکر کھڑے ہوگئے۔ حکومتی عہدیدار کے ہاتھوں میں فرانسیسی اخبار موجود تھا، جس میں ایک اشتہار شائع ہوا تھا کہ فرانس کے ایک تھیٹر نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ ڈرامہ پیش کرنے کا اعلان کیا ہے اور اس سلسلے میں اخبارات میں اشتہارات شائع کروائے ہیں۔

اخبار کے تراشے سے خلیفہ عبدالحمید ثانی کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے ایک ڈرامہ تحریر کیا ہے، جسے تھیٹر میں پیش کیا جائے گا۔ اس ڈرامے میں نعوذ باللہ حضور ﷺ کا کردار بھی بنایا گیا ہے اور وہ کردار تھیٹر میں ایک شخص ادا کرے گا (نعوذ باللہ)۔ خلیفہ نے حکومتی عہدیدار سے فرانسیسی اخبار لے کر اونچی آواز میں پڑھنا شروع کر دیا۔ نہایت جلال اور غصے کی حالت میں سلطان کا جسم کانپ رہا تھا، جب کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوچکا تھا۔ آپ وہاں موجود حکومتی عہدیداروں کو مخاطب کر کے اخبار میں شائع اشتہار سے متعلق بتا رہے تھے کہ فرانس کے اس اخبار میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے کہ ایک شخص نے ایک ڈرامہ لکھا ہے، اس میں حضور ﷺ کا کردار ایک شخص ادا کرے گا۔ پیرس کے تھیٹر میں چلنے والے اس ڈرامے میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہوں گی۔ اگر وہ میرے بارے میں بکواس کرتے تو مجھے کوئی غم نہ ہوتا، لیکن اگر وہ میرے دین اور میرے رسول ﷺ کی گستاخی کریں تو میں جیتے جی مر جاؤں، میں تلوار اٹھاؤں گا، یہاں تک کہ اپنی جان ان ﷺ پر فدا کر دوں گا، چاہے میری گردن کٹ جائے یا میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں، تاکہ کل بروز قیامت رسول اللہ ﷺ کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ میں انہیں برباد کر دوں گا، یہ برباد ہوجائیں گے، راکھ ہوجائیں گے، یہ آگ اور تباہی ہر ذلیل دشمن کے لیے نشان عبرت ہوگی، ہم جنگ کریں گے، ہم بے غیرت نہیں ہوسکتے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم اپنے دفاع سے پیچھے ہٹ جائیں۔ خلیفہ نہایت جلال میں با آواز بلند گستاخان رسول کے خلاف جنگ کا اعلان کر رہے تھے۔

اسی اثنا میں سلطان نے فرانسیسی سفیر کو طلب کرنے کے احکامات جاری کر دیے۔ کچھ ہی دیر بعد خلیفہ دربار میں روایتی لباسِ فاخرانہ، جو شاید فرانسیسی سفیر پر ہیبت ڈالنے کے لیے زیب تن کیا تھا، نہایت جلال اور بے چینی کی حالت میں بجائے تخت پر بیٹھنے کے اس کے سامنے کھڑے تھے اور فرانسیسی سفیر ان کے سامنے حاضر تھا۔ سلطان کی حالت سے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے بلا وجہ طلب نہیں کیا گیا، اس کے ماتھے پر پسینہ آچکا تھا، جب کہ جسم پر لرزہ طاری تھا اور ٹانگیں سلطان کے رعب سے کانپ رہی تھیں۔ سلطان نے فرانسیسی سفیر کو مخاطب کیا:

سفیر صاحب! ہم مسلمان اپنے رسول ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، اسی وجہ سے ان سے محبت کرنے والے ان پر اپنی جانوں کو قربان کرتے ہیں اور مجھے بھی کوئی تردد نہیں ہے کہ میں بھی حضور ﷺ قربان کرتا ہوں۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ نے ایک تھیٹر

ڈرامہ بنایا ہے، جو نبی مکرم ﷺ کی توہین پر مشتمل ہے، یہ کہ کر خلیفہ نے فرانسیسی سفیر کی جانب قدم بڑھانا شروع کر دیے، خلیفہ کہتے جا رہے تھے، میں بلقان، عراق، شام، قفقاز، لبنان،

حجاز، اناطولیہ اور دار الحکومت کا سلطان اور دنیا کے تمام مسلمانوں کا خلیفہ عبد الحمید خان ہوں۔ یہاں تک کہ خلیفہ فرانسیسی سفیر کے قریب پہنچ گئے اور فاصلہ نہایت کم ہو گیا، فرانسیسی سفیر کے جسم پر لرزہ طاری تھا، وہ خلیفہ کے جلال کے سامنے بہت مشکل سے کھڑا تھا۔ خلیفہ نے فرانسیسی سفیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہایت سفاکانہ لہجہ میں اسے کہا کہ اگر تم نے اس ڈرامے کو نہ روکا تو میں تمھاری دنیا تباہ کر دوں گا۔ یہ کہ کر خلیفہ عبد الحمید ثانی نے ڈرامے کے اشتہار والا اخبار فرانسیسی سفیر کی طرف اچھال دیا اور نہایت تیزی سے دربار سے نکل گئے۔

فرانسیسی سفیر اس اخبار کو اٹھائے ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ دربار سے باہر نکلا اور سیدھا سفارت خانے پہنچا اور ایک نہایت برق رفتار پیغام فرانس اپنی حکومت کو بھیج دیا کہ اگر یورپ کو اپنی آنکھوں سے جلتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے اور فرانس کی فصیلوں پر اسلامی پرچم نہیں دیکھنا چاہتے تو فوری طور پر گستاخانہ ڈرامے کو روکو، عثمانی لشکر حکم کے منتظر کھڑے ہیں، ان کے جہاز بندر گاہ پر صرف احکامات کے منتظر ہیں اور پیادہ فوج اور توپ خانہ چھاؤنیوں سے نکل چکا ہے۔

خلیفہ عبد الحمید ثانی فرانسیسی سفیر کو دربار میں طلب کرنے اور جنگ کا اعلان کرنے کے بعد چپ نہیں رہے، انہوں نے فوری طور پر اپنے مشیر خصوصی کو اپنے دفتر میں طلب کر کے خود ایک سرکلر اپنی زبانی لکھوایا کہ فرانسیسیوں کی اسلام کے خلاف کارروائیاں حد سے تجاوز کر چکی ہیں، ہم پھر بھی پاس ادب رکھے ہوئے ہیں، لیکن اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا، اب ہم خلافت کا پرچم بلند کرنے جا رہے ہیں اور فرانسیسیوں سے ایک حتمی جنگ کرنے جا رہے ہیں۔ اب ہم ان سے ان کی زبان میں بات کریں گے۔

اس سرکلر نے اسلام دشمن فرانس پر خوف طاری کر دیا، فرانسیسی سفیر کا پیغام ملتے ہی اس نے گھٹنے ٹیک دیے۔ خلیفہ اپنے خاص کمرہ میں موجود فرانس کے جواب کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ایک حکومتی عہدیدار ہانپتا ہوا کمرے میں بغیر اجازت ہی داخل ہو گیا اور گویا ہوا، جناب! ایک خوش خبری آگئی ہے۔ خلیفہ: وہ کیا؟ حضور فرانسیسیوں نے نہ صرف اس ڈرامے کو روک دیا ہے، بلکہ اس تھیٹر کو بھی ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے۔ اس خوش خبری کو سنتے ہی خلیفہ عبد الحمید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرط جذبات سے صرف الحمد للہ ہی کہہ سکے، پھر اس حکومتی عہدیدار سے مخاطب ہوئے:

"اے پاشا! مجھے یہ عزت صرف اس لیے ملی ہے کہ میں اس دین کا ادنیٰ سا خادم ہوں، مجھے کسی بڑے لقب کی ضرورت نہیں۔"

(اس واقعے کی ڈرامائی تشکیل سوشل میڈیا پر موجود ہے)۔

ایک وقت تھا کہ خلافت عثمانیہ کی ہیبت و جلال کی ایسی دھاک تھی کہ فرانس کیا، پورا یورپ ہل جایا کرتا تھا، آج یہ عالم ہے کہ ساٹھ اسلامی ممالک ہیں، مگر وہی فرانس ہے جس کا صدر حضور اکرم ﷺ کے خاکوں کی نہ صرف حمایت کر رہا ہے، بلکہ انہیں سرکاری عمارتوں پر بھی لگا رہا ہے مسلم حکمرانوں کے منہ میں زبان تک نہیں، چہ جائے کہ وہ سلطان عبد الحمید کی طرح یہ اعلان کریں کہ ہماری افواج اگلے حکم کے لیے تیار ہیں۔

سلطان عبد الحمید کے اس جرات مندانہ اعلان نے نہ صرف مسلمانوں کے جذبات کی حقیقی ترجمانی کی، بلکہ اسلام دشمنوں کو بھی یہ بتا دیا کہ "آبروئے ما زنام محمد است"۔

فرانس نے گھٹنے ٹیک دیے تو پورے عالم اسلام میں جشن کا سماں تھا، یہاں تک کہ غیر مسلموں نے بھی یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں آئندہ بھی گستاخی برداشت نہیں کریں گے۔ مسلمان گلی، کوچوں اور شاہراہوں میں اس خوشی کے موقع پر حضور ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار ان پر درود شریف پڑھ کر، کر رہے تھے۔

نائن الیون کے بعد مغرب کے حکمران جس دیدہ دلیری سے توہین رسالت کر رہے ہیں اور قرآن تک کو جلانے کے عمل سے گزر چکے ہیں مسلم قیادت ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے خواب غفلت میں مدہوش ہے۔ آج بھی صرف ترک حکمران طیب اردگان کی للکار سنائی دے رہی ہے، مسلم امہ اس سال جشن ولادت منانے میں ماضی کی طرح مصروف ہے، مگر آقائے نامدار ﷺ سے محبت کا حقیقی اظہار عمل کی صورت میں نظر نہیں آ رہا۔ کاش! امت مسلمہ یک جا ہو کر سیرت رسول کے سانچے میں خود کو ڈھالے اور اپنے حکمرانوں کو مجبور کرے کہ وہ ان کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کریں، کیونکہ بے بسی کی انتہا الطاف حسین حالی کی طرح یہ کہنے پر مجبور کر رہی ہے:

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

ایک فکر انگیز، معلومات افزا اور مدلل تحریر

انبیاے کرام کی برزخی زندگی

مفتی محمد عبید الحق نعیمی قادری

کتبِ معتبرہ کی روشنی میں حضرات اربابِ شریعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاے عظام علیہم السلام عالمِ برزخ میں حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ اس طرح زندہ ہیں جس طرح وہ دنیا میں زندہ تھے۔ بلکہ انھیں اس سے بھی قوی تر حیات دی گئی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی قدرت ہے کہ اس نے حضرات انبیاے کرام کو عطا فرمائی۔

حیات اور موت: غزالیِ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے مستند کتابوں کے حوالے سے رسالہ ''السعید'' حیاۃ النبی ایڈیشن میں حیات اور موت کی جو تفسیر کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبیوں کی حیات عالمِ برزخ میں بھی حیات حقیقی جسمانی ہے اور موت ایک امر عادی ہے، حقیقی نہیں۔ اور موتِ عادی حیاتِ حقیقی کا مخالف بھی نہیں ہے۔ البتہ روح سببِ حیات ہے خالقِ حیات نہیں۔ اور اللہ بزرگ برتر کی قدرت مافوق الاسباب ہے، جب وہ چاہتا ہے کہ بِلا روح انبیا، شہدا اور دوسرے پیارے بندوں کو عالمِ برزخ میں زندہ رکھ سکتا ہے اور اُس میں نہ کوئی مانع ہے اور نہ اُن کے لیے مُحال۔ ہاں روح کے بغیر زندہ رکھنا اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے۔

قانون اور قدرت: اللہ تعالیٰ روح کے ذریعہ سے زندہ رکھنا اس کا قانون اور بلا روح زندہ رکھنا اس کی قدرت ہے۔ اللہ عزوجل کبھی قانون استعمال کرتا ہے اور کبھی قدرت، یہ اُن کی مرضی ہے۔ جیسا کہ والدین کے توسط سے انسان پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور بلا والدین کسی کو دھرتی میں پیدا کرنا اس کی قدرت ہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام ۔ منشاے خداوندی کبھی قانون کا تقاضا کرتا ہے کبھی قدرت کا۔ تقریر بالا کی روشنی میں حیاۃ الانبیاء کا مسئلہ اب بے غبار ہو گیا کہ قانون اور قدرت دونوں کے تقاضوں کے مطابق حضرات انبیا علیہم السلام عالمِ برزخ میں حیاتِ حقیقی سمیت مجسم زندہ ہیں۔ چاہے تو اللہ تعالیٰ روح کے ذریعہ سے زندہ رکھے جو کہ قانون ہے، یا بلا روح زندہ رکھے جو کہ قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر قادر ہے فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے اور اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ ہے۔

اور روح کے ذریعہ سے نبیوں کو زندہ رکھنا نہ اللہ تعالیٰ کے لیے شرط ہے اور نہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ خود رب تعالیٰ ہمیشہ حیّ ہے، حالاں کہ جسم اور روح سے پاک ہے۔

حیاۃ الانبیا فی البرزخ کی روشن دلیل: بفضلہٖ تعالیٰ آنے والے رشحات میں حضور کریم ﷺ کی حیاتِ مقدسہ حقیقی جسمانی ہونے کا ثبوت خصوصًا دوسرے حضرات انبیا علیہم السلام کی حیات مقدسہ حقیقی جسمانی ہونے کا ثبوت عمومًا ذکر کیا جائے گا۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. (قرآن کریم)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے حبیب) مگر رحمت واسطے تمام جہانوں کی۔ (اعلیٰ حضرت)

حضرت سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ آیتِ مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں:

وکونه ﷺ رحمة للجميع باعتبار انه عليه الصلاة والسلام واسطة الفيض الإلٰهی على الممكنات على حسب القوابل ولذا كان نوره ﷺ أول المخلوقات ففی الخبر أول ما خلق الله تعالیٰ نور نبيك يا جابر، وجاء الله المعطی وأنا قاسم. (روح المعانی، ص:96، پ:17)

یعنی اور حضور ﷺ کا تمام جہانوں کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے مطابق فیض الٰہی کا واسطہ ہیں۔ اس لیے آں حضرت ﷺ کا نور اول المخلوقات ہے، کیوں کہ حدیث پاک میں آیا ہے: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا، اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ معطی ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

تفسیر روح البیان کی تفسیر سے آفتابِ نیم روز کی طرح یہ بات

محدث جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ سولہ شہر، چاٹگام، بنگلہ دیش

درخشاں ہوگئی کہ حضور کریم ﷺ تمام مخلوقات پر رحم کرنے والا ہے اور کل کائنات کے لیے فیضِ خداوندی کا واسطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہمیشہ تقسیم فرمانے والا ہے اور اصل الاصول ہے، اور دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کائنات کی اصل ہے، تمام کائنات آپ کی شاخیں ہیں اور سرسبز و شاداب ہیں، جب شاخیں زندہ ہیں تو ضرور اصل بھی زندہ ہے، کیوں کہ اصل زندہ نہ ہو فرع زندہ ہو یہ ناممکن ہے۔

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

② حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"الأنبياء احياء في قبورهم يصلون"

حضرات انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

شارحِ بخاری حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے اس حدیث کو سندِ صحیح کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح واقعۂ معراج جو حدیثِ مشہور سے ثابت ہے کہ معراج کی رات تمام انبیا علیہم السلام کا مسجدِ اقصیٰ میں امام الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے اقتدا کرنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت کلیم اللہ و خلیل اللہ و روح اللہ علیہم السلام وغیرہم کو قیام کی حالت میں نماز ادا فرماتے دیکھنا حضرت انبیا علیہم السلام کے برزخ میں حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ رہنے کی روشن دلیل ہے۔

③ حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخبارِ مدینہ میں روایت کی:

"عن سعيد بن المسيب قال لم أزل اسمع الأذان والإقامة في قبور رسول الله ﷺ أيام الحرة حتى عاد الناس."

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا میں جنگ حرہ کے زمانے میں ہمیشہ اذان اور تکبیر کی آواز رسول اللہ ﷺ کی قبر انور میں سنتا رہا، یہاں تک کہ لوگ واپس آگئے، اس روایت کو ابنِ سعد نے طبقات میں ذکر کیا۔ نیز درّانی نے بھی دوسرے الفاظ میں اپنی مسند میں روایت کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں رہ کر نماز بھی پڑھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں۔

④ علامہ امام محمد عبدالباقی زرقانی مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"وفى الفتاوى الرملية الأنبياء والشهداء والعلماء لايبلون والأنبياء والشهداء يأكلون فى قبورهم و يشربون و يصلون و يصومون ويحجون."

(زرقانی علی المواہب، ج:5، ص:334)

فتاویٰ رملیہ میں مذکور ہے انبیا، شہدا اور علما (اہلِ سنت) مبتلائے آزمائش نہیں ہیں، خصوصًا انبیا اور شہدا اپنی قبروں میں کھاتے پیتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور حج کیا کرتے ہیں۔

⑤ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

"انه ﷺ حى فى قبره كسائر الأنبياء في قبورهم وهم احياء عند ربهم وان لارواحهم تعلّقا بالعالم العلوى والسفلى كما كانوا فى الحال الدنياوى فهم بحسب القلب عرشيون وباعتبار القالب فرشيون والله سبحانه وتعالىٰ بأحوال أرباب الكمال." (شرح شفا شریف، ج:2، ص:142)

بے شک حضور سید عالم ﷺ اپنی قبرِ پاک میں اس طرح زندہ ہیں جیسا کہ انبیاء عظام اپنی اپنی قبروں میں اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور یقینًا ان کی ارواح مقدسہ کا تعلق عالمِ علوی اور عالمِ سفلی سے ایسا ہی قائم ہے، جیسا کہ دنیا میں تھا اور حضرات انبیاء علیہم السلام قلب کے اعتبار سے عرشی اور قالب کے اعتبار سے فرشی ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی اربابِ کمال کے احوال کو خوب جانتا ہے۔

⑥ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ان الأنبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجّون وانهم احياء فى قبورهم." (فیوض الحرمین، ص:28)

کہ انبیاء علیہم السلام مرتے نہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں اور اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

⑦ شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حیاتِ انبیاے کرام متفق علیہ است ہیچکس را در وے خلافے نیست حیاتِ جسمانی و دنیاوی حقیقی نہ حیاتِ معنوی و روحانی، یعنی انبیاے کرام کی حیات پر سارے علما کا اتفاق ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور ان کی حیاتِ جسمانی دنیاوی حقیقی ہے نہ کہ حیاتِ معنوی روحانی۔

(باقی، ص:18 پر)

والدین کی قدر کرو

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندے کی عمر میں اضافہ فرمادیتا ہے جب کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو

ابوحمزہ محمد عمران مدنی

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

(وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡهَرۡهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًاوَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا)

(بنی اسرائیل:23-24)

ترجمہ: اور تمھارے ربّ نے حکم فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کو نہ پوجو. اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو. اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں **تو اُن سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور اُن سے تعظیم کی بات کہنا**۔ اور اُن کے لیے عاجزی کا بازو بچھا، نرم دلی سے۔ اور عرض کر: اے میرے ربّ! تو اُن دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

(وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡناً)(العنکبوت:8)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی۔

والدین کی نافرمانی کی مذمّت احادیث کی روشنی میں:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ کی خبر نہ دوں؟ پھر آپ ﷺ نے اُن گناہوں میں والدین کی نافرمانی کو بھی ذِکر فرمایا۔ (صحیح مسلم، رقم:87، ص:59)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی رضا والد کی رضا میں ہے۔ اور اللہ تعالی کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

(ترمذی، ج:3، ص:360، رقم:1907)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اُس کی حفاظت کر۔ اور اگر چاہے تو اُسے ضائع کردے۔ (ترمذی، ج:3، ص:360، رقم:1906)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (مسند الشھاب، رقم:119، ج:1، ص:102)

یعنی، والدہ کے لیے تواضع اختیار کرنا اور اُسے راضی کرنا یہ دخولِ جنت کا سبب ہے۔

نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا جو آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے آپ ﷺ سے اجازت طلب کر رہا تھا نبی پاک ﷺ نے اُس سے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں! ارشاد فرمایا: تو اُن دونوں کی خدمت میں کوشش کر۔

(صحیح البخاری، رقم:3004، ج:2، ص:310)

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تیرے حُسنِ سلوک کے سب سے بڑے مستحق تیری ماں اور تیرا باپ اور تیری بہن اور تیرا بھائی ہیں۔ پھر جو رشتے میں جتنا قریب ہو اُس کا مرتبہ ہے۔

(سنن النسائی، رقم:2529، ص:416)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا، شراب کا عادی اور جادو کی تصدیق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(سنن النسائی، رقم:5683، ص:895)

کفر و شرک کے ماسوا جن گناہوں کے مرتکبین کے بارے میں جنّت میں داخل نہ ہونے کی وعید احادیثِ مبارکہ میں آئی ہے اُن کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں اگر اُس گُناہ کی حرمت قطعی الثبوت و قطعی الدّلالۃ ہو تو اِس صورت میں اُن کو حلال جاننے والے کے بارے میں یہ احادیث مبارکہ اپنے ظاہر پر ہوں گی کہ ایسے لوگ اصلاً کبھی جنّت میں داخل نہ ہوں گے اور اگر گناہ کا مرتکب اُسے حرام جاننے کے باوجود کرے تو اِس صورت میں یا تو مراد یہ ہے کہ وہ ابتداً جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اپنے گُناہوں کی سزا بھگت کر یا اللہ تعالیٰ کے عفوو

درگزر فرمانے کی صورت میں بے سزا جنّت میں داخل ہوگا۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ قاطع رحم، متکبر وغیرہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ تو ایک تاویل یہ ہے کہ وہ خاص اُس جنّت میں داخل نہیں ہوں گے جو اِن گُناہوں سے احتراز برتنے والے کے لیے تیار کی گئی ہے اور ایک تاویل یہ ہے کہ اِن گُناہوں کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کو غضبناک کرتا ہے اور اِن گُناہوں کی نحوست برے خاتمے کا سبب ہو سکتی ہے جس کی پاداش میں جنّت کا داخلہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک اعرابی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبیرہ گُناہ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا۔ اس نے پھر عرض کیا: پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس نے دوبارہ عرض کی: پھر کون سا گُناہ بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: جھوٹی قسم کھانا۔ (صحیح البخاری، رقم:6920، ج:4، ص:377)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور عادی شرابی جنّت میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعًا روایت کیا: تمام گُناہوں میں سے جس گُناہ کی سزا اللہ چاہتا ہے قیامت تک موخر فرما دیتا ہے مگر والدین کی نافرمانی کہ والدین کے نافرمان کو وہ جلدی سزا دیتا ہے۔
(شعب الایمان، رقم:7889، ج:6، ص:197)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اولاد اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتی مگر یہ کہ اُسے اُس کا والد اپنا مملوک پائے، چاہے تو اُسے فروخت کر دے اور چاہے تو اُسے آزاد کر دے۔
(صحیح مسلم، رقم:1510، ص:812)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے اُس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے والدین کو لعنت کرے۔
(المستدرک للحاکم، رقم:7336، ج:5، ص:212)

لعنت کسے کہتے ہیں؟

لعنت، لغت میں بمعنی طرد وابعاد کے ہے، اور اہلِ شریعت کبھی اس سے طرد وابعادِ رحمتِ الٰہی و بہشت سے اور کبھی طرد وابعاد جنابِ قُربِ اور رحمتِ خاص و درجہ سابقین سے مراد لیتے ہیں پہلے معنی کافروں کے ساتھ خاص ہیں جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی ہو، جیسے: ابو جہل، ابولہب اُس پر لعنت جائز۔ انبیاء و ملائکہ کی لعنت، اُن لوگوں کے لیے ہوتی ہے، جن کا کفر پر مرنے کا بِاعلامِ الٰہی اُنہیں علم ہوتا ہے، یا وہ کافروں پر باوصفِ کفر لعنت کرتے ہیں۔

دوسری قسم گُناہ گاروں کو بھی شامل ہے جس جگہ قرآن میں لفظ لعنت کا گُناہگاروں کے حقّ میں وارد ہے وہاں دوسرے معنی مراد ہیں مگر جوازِ اس قسم کا بھی بوصفِ عام مذموم ہے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو کہہ سکتے ہیں کسی خاص جھوٹے مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ شیخ محقّق فرماتے ہیں: لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں سوا اُس کے جس کے کافر مرنے کی مخبرِ صادق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خبر دی اور کافرِ مخصوص پر کہ ایمان اُس کا دمِ اخیر محتمل ہو لعنت نہ کریں۔

اصل اس باب میں یہ ہے کہ کسی پر لعنت کرنے میں کوئی ثواب نہیں پس احتیاطِ اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو اُس پر لعنت نہ کرے۔ اگر وہ لائق لعنت ہے تو اس پر لعنت کہنے میں تضیعِ وقت ہے اور وہ جو لعنت کا مستحق نہیں، تو گُناہِ بے لذّت۔ اسی واسطے امام عبداللہ یافعی یمنی "مرأۃ الجنان" میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان پر لعنت اصلًا جائز نہیں، اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے، وہ ملعون ہے۔ حضرت وہب بن مُنبّہ علیہ الرحمہ سے منقول ہے: اللہ عزّوجلّ نے حضرت موسی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! اپنے والدین کی عزّت کر! پس بلاشبہ جو اپنے والدین کی عزّت کرے گا میں اُس کی عمر میں اضافہ کر دوں گا اور اُسے ایسی اولاد دوں گا جو اُس کے ساتھ بھلائی کرے گی۔ اور جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے گا میں اُس کی عمر میں کمی کر دوں گا اور اُسے ایسی اولاد دوں گا جو اُس کی نافرمانی کرے گی۔ (الزواجر، ج:2، ص:140)

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالی بندے کو ہلاک کرنے میں جلدی کرتا ہے جب کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو وہ ضرور اُسے جلد عذاب دیتا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ بندے کی عمر میں اضافہ فرما دیتا ہے جب کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو، وہ ضرور اُس کی بھلائی، اور خیر میں اضافہ فرماتا ہے۔ (الزواجر، ج:2، ص:140)

اللہ پاک ہمیں والدین جیسی عظیم نعمت کی قدر کرنے کی توفیق دے!

☆☆☆☆

سال 2020 بُرا - یا - بہت برا تھا...
کہنا ہی بہت بُرا ہے

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

بڑی تیزی سے اور تسلسل کے ساتھ یہ لکھا جا رہا ہے کی 2020 کا سال بہت برا گزرا، مایوس کن رہا، بڑے خسارے کا رہا، بہت رلایا۔ کسی مسلمان کو ہرگز ہرگز یہ زیبا نہیں کہ کسی سال، کسی ہفتے یا مہینے یا زمانے کو برا یا منحوس کہے، زمانے کا الٹ پھیر منجانب اللہ ہوتا ہے، ہاں کہنا ہے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ سال گزشتہ حکومت کی طرف سے بڑے عجیب عجیب فیصلے لیے گئے، بڑی نقصان دہ صورت حال سامنے آئی۔ تعلیم کا نقصان ہوا اور بہت ہوا۔ معاشی اقتصادی پستی کی طرف ہم دھکیل دیے گئے۔ ملازمتیں چھوٹ گئیں یا چھوڑا دی گئیں۔ کتنے مساجد کے اماموں، دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ نے دنیاوی کاروبار میں اپنے کو مشغول کر لیا اور ایسا نہیں کرتے تو کھاتے کہاں سے، بہت کم ہی لوگ ایسے خوش نصیب تھے جن کا کوئی پورے طور سے سہارا بنا ہو یا وہ پہلے ہی سے خود کفیل رہے ہوں، یا آسانی سے کوئی دوسری اچھی ملازمتیں ملی ہوں، فرقہ وارانہ تعصب کو بھی خوب خوب ہوا دی گئی۔

کورونا کو بہانا بنا کر ہماری مساجد میں نمازیوں پر پابندی لگا دی گئی، تراویح عید الفطر اور عید الاضحیٰ (بقر عید) کی نمازوں کو بس برائے نام ہی ادا کرنے کی اجازت دی گئی، حتی کہ حج پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ اگرچہ اس میں سعودی حکومت کی کارستانی اور توہم پرستی کا بھی بہت بڑا دخل تھا۔ سیاسی خانہ جنگی کو بھی خوب خوب فروغ ملا۔ مد مقابل کو ڈاؤن کرنا ہوا تو کرونا کا ہوّا کھڑا کر کے انہیں مات دینے کی پوری سعی کی گئی، اپنا مخاذ جب سامنے آیا تو کرونا کو یک لخت بھلا دیا گیا۔ کرونا واقعی کوئی بیماری ہے تو اس نے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے کیا معنیٰ۔ اور اس کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھہرا کر جو جو گھناونی حرکتیں کی گئیں وہ خالص فرقہ وارانہ نظریے پر مبنی تھیں۔ الحمد للہ مسلمان کورونا کی وبا سے بہت حد تک محفوظ رہا، اور جن مسلمانوں کو اس بیماری میں مبتلا بتایا گیا ان میں انتقامی کارروائی کو زیادہ دخل تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کوئی بیماری ہے اور وبائی بیماری ہے جس میں بار بار ہاتھ منہ دھونا ضروری ہے تو اس میں کیا شبہہ ہے کہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ صرف ہاتھ منہ ہی نہیں دھوتا ہے۔ بلکہ بالعموم پانچ مرتبہ وضو بناتا ہے۔ غرارہ کرتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کو ناخنوں سمیت دھوتا ہے۔ سر گردن اور کانوں کا مسح کرتا ہے تاکہ ان اعضا سے گردوں کے ذریعے جو جراثیم حملہ آور ہونے والے ہوں وہ بھی دفع ہو جائیں۔ کھانے سے پہلے بھی اسلام میں ہاتھ دھونا سنت ہے اور کھانے کے بعد بھی جب کہ دوسری قومیں کھانے سے پہلے سرے سے ہاتھ ہی نہیں دھوتی ہیں جو کچھ گندگیاں ہاتھوں میں ہوتی ہیں ان کو ساتھ لے کر کھانا شروع کر دیتے ہیں بعد میں کچھ تو ہاتھ دھوتے ہیں اور بہت سے لوگ تو صرف ٹیشو پیپر پر ہی اکتفا کر بیٹھتے ہیں۔

نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھی ہمارے آقا پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ و السلام نے حکم دیا ہے کہ سو کر اٹھنے والا سب سے پہلے ہاتھ دھوئے تب اپنے ہاتھ کو کسی پانی وغیرہ میں ڈالے اس کے بعد مسواک کرے اور وضو بنائے شاید لوگوں کو نہیں معلوم کہ مسواک کی اسلام میں بڑی تاکید ہے ہر وضو میں سنت ہے، سو کر اٹھنے کے بعد بھی سنت ہے، باہر سے گھر میں آنے والوں کے لیے بھی سنت ہے، منہ میں بدبو ہو جائے تب بھی مسواک سنت ہے، ہر کھانے کے بعد خلال اور مسواک سنت ہے تاکہ منہ میں کھانے کے اثرات باقی نہ رہے جو جراثیم کا سبب بنے کہ اسلام رب العالمین عزوجل کا عطا کیا ہوا اور حضور رحمت اللعالمین علیہ الصلاۃ والسلام کا لایا ہوا دین ہے جو ایک کامل نظام حیات اور دستور زندگی پر مشتمل ہے۔

رب عزوجل خوب جانتا ہے کہ بندوں کے لیے کیا کیا مفید ہے اور اس کے رسول رحمت علیہ الصلاۃ والسلام بھی جو محسن انسانیت ہے اور جن کی ہر بات حکمت بھری ہے۔

بات چلی تھی زمانے اور سالوں کو برا کہنے کی اس سلسلے میں بے تحاشا لوگ اپنے تاثرات قلمبند کر رہے ہیں اور انداز کچھ ایسا بھی ہے کہ جیسے ایک سال گیا تو دوسرا سال آتے ہی سارے حالات بدل جائیں گے، خوش حالیاں آن پڑیں گی، پرانی داستانیں دہرائی نہیں جائیں گی۔ لہٰذا میرے ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ........ **(باقی، ص:48 پر)**

باشندگانِ ہند کے چند سلگتے مسائل

مفتی محمد منظر حسن اشرفی مصباحی

محب گرامی وقار حضرت مولانا مفتی محمد منظر حسن اشرفی مصباحی دام ظلہ العالی باصلاحیت اور بلند فکر مفتی ہیں۔ آپ ممبئی میں دو اداروں کے بانی اور مہتمم ہیں۔ آپ کامیاب خطیب اور امتِ مسلمہ کے حساس مسائل پر نظر رکھتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں آپ کے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے چند بیانات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔ (مدیر اعلیٰ)

مدھیہ پردیش اور اتر پردیش میں جنگل راج اور قانون کا دوہرا معیار

آج کل آئے دن سوشل میڈیا پرنٹ میڈیا پر ان دونوں ریاستوں میں دہشت پسند عناصر کی طرف سے امن و امان کو غارت کرنے کی وارداتیں سرخیوں میں ہیں۔ کبھی ولت ماں، بہنوں کی عزت و عصمت کے بعد مارنے اور جلانے کا معاملہ رہتا ہے تو کبھی مسجد و عبادت گاہوں پر زبردستی خاکی وردی والوں کی آنکھوں کے سامنے بھگوا جھنڈا لہرانے کی نفرت آمیز نازیبا تکلیف دہ کوششیں کرنے کا معاملہ۔ افسوس و حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ محکمہ جس کی ذمہ داری اور وردی کا مقصد ہی بلاتفریق ہر ایک شہری کے جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے وہ بھی ویسے دنگائیوں کو امن و امان برباد کرنے کے لیے لگتا ہے آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ معاملہ مدھیہ پردیش کے چندن کھیڑی گاؤں کا آجکل سرخی میں ہے۔ پورے ملک میں کرونا مہاماری کی وجہ سے ہاہاکار مچا ہوا ہے مرکزی و ریاستی حکومتیں اپنے تئیں کرونا کی مشکلوں سے باہر آنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ کسی بھی قسم کے مذہبی وغیر مذہبی جلسہ و جلوس پر پابندی عائد ہے۔ یا اگر کہیں کچھ اجازت ہے تو وہ بھی مخصوص شرائط و تعداد کے ساتھ۔ ایسے ماحول میں رام مندر کے نام پر چندہ اکٹھا کرنے کی عام طریقے سے ریلی نکالنے کی اجازت دینا قابل غور ہے۔ اور وہ بھی اس محلے سے جس میں 99 فیصد اقلیتی (مسلم) آبادی ہے، بہت تشویشناک ہے۔ افسران پر بھی کاروائی کی جائے۔ ہمارا ملک آزاد ہے اور ہر ایک کو امن و امان کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی آزادی کو استعمال کرنے کا حق ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ آپ کسی کی عبادت گاہوں پر چڑھ کر نعرہ بازی کریں اور ان کا جھنڈا اتار کر اپنا جھنڈا نصب کردیں۔ عبادت گاہوں کے سامنے آتش بازی کریں اور ہنومان چالیسا پڑھنے کا بہانہ بنا کر نعرہ بازی کریں اور خصوصی طبقے کی مذہبی جگہوں کی عزت و حرمت کو پامال کریں۔ سننے میں تو آیا ہے کہ ریاستی حکومت نے مسلم اکثریتی علاقہ سے ریلی کی اجازت دینے پر افسران کی سرزنش کی ہے اور امن قائم کرنے کی اپیل بھی کی گئی ہے۔ مگر مقامی بھگوا لیڈران ہیں کہ اپنی نفرت اور تعصب کی پرانی عادت سے باز آنے کو تیار نہیں ہیں اور وہ مسلسل اشتعال انگیزی کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مقامی لیڈر اچاریہ شیکھر کی جانب سے دھمکی و نفرت آمیز ویڈیو گردش کر رہا ہے جس کی وجہ سے ماحول کشیدہ ہو رہا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ انتظامیہ اور پولیس محکمہ نے اس پر کوئی کاروائی نہیں کی۔ خبر یہ بھی آرہی ہے کہ اقلیتی طبقہ سے بے قصوروں کو گرفتار کیا جارہا ہے۔ اور ان کے مکانات کو منہدم بھی کیا جارہا ہے۔ جو سراسر عہدہ کے تئیں وفاداری پر سوالیہ نشان لگاتا ہے۔ آئے دن کے دلدوز واقعات کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ مدھیہ پردیش اور اتر پردیش میں جنگل راج اور قانون کا دوہرا معیار ہے۔ آج ضرورت ایسے دہشت پسندوں کے خلاف قانون بنانے اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کرنے کی ہے۔ مجرم مجرم ہوتا ہے اس کی شناخت ٹوپی اور ٹیکہ سے نہیں کرنی چاہیے۔ مذہب امن کی تعلیم دیتا ہے نفرت کی نہیں۔ مجرم مذہب کا نام اور مذہبی تشخصات کا استعمال کر سکتا ہے اور بہت سے کرتے بھی ہیں ایسوں پر بلاتفریق مذہب سخت کاروائی کی ضرورت ہے تاکہ ملک کے اندر فضا خوشگوار ہے۔ ان کا ماحول برباد نہ ہو مگر یہ دونوں، ریاستیں کسی اور قانون میں مصروف ہیں۔ ان دونوں ریاستوں کے ارباب اقتدار سے اپیل ہے کہ خاطی کو سخت سزا دے کر امن و امان کو بحال کریں صرف بیان نہ دیں۔

کورونا ویکسین کے متعلق افواہوں سے بچیں

آج پورا ملک بلکہ یہ کہیں کہ پوری دنیا کرونا کی مہاماری سے جوجھ

امیر عالمی سنی صوفی تحریک، بنگال

رہی ہے۔ اور اس مہاماری سے بچنے کے لیے پوری دنیا میں، حفظ ماتقدم کے طور پر ویکسین بنانے میں جٹی ہوئی ہے۔ مگر یہ بھی دیکھنے اور سننے میں آرہا کہ کئی مسلم ادارے، اور مفتیان حضرات اس کی حرمت کے بارے میں بھی فتویٰ جاری کر دیا ہے کہ ویکسین لینا مسلمانوں کے لیے حرام ہے۔ جہاں ایک طرف اس مہاماری سے لوگ پریشان اور خوف زدہ ہیں اس طرح کے فتویٰ اور افواہوں سے بھی سہم گئے ہیں، اسی موضوع خاص کو لے کر جب نامہ نگار نے مفتی منظرحسن خان رابطہ قائم کیا، جو کہ قادری سمنانی دارالافتا وقضا، کلکتہ کے صدر بھی ہیں انہوں نے نامہ نگار اخبار مشرق سے کہا کہ کرونا ویکسین کے بارے میں صرف مسلم قوم کو نشانہ نہیں بنایا جائے۔

حلت و حرمت بہت حساس مسئلہ ہے اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا محکمۂ صحت مختلف مذاہب کے مذہبی اسکالروں کو اس تحقیقات میں شامل کر کے شکوک و شبہات کو دور کرے۔

اس میں کوئی شک و شبہہ نہیں کہ کرونا ویکسین کے مارکیٹ میں آنے کی خبر کیساتھ ہی ہر ویکسین کی طرح اس کے تحفظات حلت و حرمت اور صحت کے تعلق سے فائدہ مند اور ضرر رساں ہونے کی خبریں بھی روز بروز گردش میں ہیں۔ بے تکی باتوں اور افواہ کا بازار بھی گرم ہے۔ جس میں بلاتفریق مذہبی، غیر مذہبی، مسلم و غیر مسلم عوام سے لے کر پڑھے لکھے افراد تک بھی شامل ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آجکل سوشل میڈیا پر مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس میں صرف مسلم قوم کو نشانہ بنانا بالکل غلط ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سوشل میڈیا پر غیر مسلم آسٹیو پیتھ گیری ماویج دعویٰ موجود ہے۔ جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ کرونا ویکسین ڈی این اے (جس میں جینیائی معلومات موجود ہوتی ہیں) کو تبدیل کر دے گا، نیز وہ یہ بھی دعویٰ کرتی ہیں کہ ویکسین ہم سب کو مصنوئی ذہانت والی انٹرفیس کا عادی بنادے گی۔ اس کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ ویکسین کے ٹرائلز کسی محفوظ سائنسی پروٹوکول کی پیروی نہیں کر رہے ہیں تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ یہ ویکسین ہر ممکن خطرات سے محفوظ ہے۔

حالانکہ عالمی محکمہ صحت کے مطابق کوئی بھی ویکسین انسانی ڈی این اے کو تبدیل نہیں کرنے والی ہے۔ یہ صرف افواہ ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ سائنسدانوں کے مطابق اکثر ویکسین کو اسٹور کرنا اور اس کی نقل مکانی کے دوران تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے اسٹیبلائزر کے طور پر خنزیر کے گوشت سے تیار شدہ جیلاٹن کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ کچھ کمپنیاں کئی سالوں سے پورک (خنزیر کے گوشت) سے پاک ویکسینز بنانے کے لیے کام کر رہی ہیں۔ جیسا کہ کچھ دواساز کمپنیوں کا کہنا ہے کہ خنزیر کی مصنوعات ان کی کرونا ویکسین میں شامل نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ بہت حساس ہے۔ اور اس کا تعلق کسی ایک مذہب سے نہیں ہے بلکہ مختلف مذاہب سے ہے۔ مسلم اور یہودی دونوں کے نزدیک خنزیر حرام اور اس کی آمیزش والی چیزوں کا استعمال بھی حرام ہے۔ اور حلت و حرمت و کوئی بھی دانش مند صرف نظر نہیں کر سکتا۔ اس کا خیال رکھنا دین داری کے ساتھ ہی ساتھ صحت سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ کوئی بھی نئی چیز کی درآمد اور ایجاد کے وقت اس طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں ایسے وقت میں صرف ایک عالم وا سکالر کی بات پر عمل نہیں ہو سکتا بلکہ محکمۂ صحت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلاتفریق مذاہب، پڑھے لکھے، صاحبِ فکر و تدبر، ار بابِ بصیرت و بصارت کی جماعت کو نئے ویکسین کی تحقیقات میں شامل کر کے ان کے تمام شکوک و شبہات کو تسلی بخش جوابات دیگر دور کرے۔ تاکہ ویکسین و دوا ہر ایک کے لیے بلانزاع مفید ہو سکے۔ صرف یہ کہنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا کہ سوال کرنے سے پوری دنیا میں ہم الگ تھلگ ہو جائیں گے۔ خدشات کو ظاہر کر کے محکمۂ صحت سے جواب مانگنا بالکل درست ہے۔ ہاں اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ افواہوں پر بغیر تحقیق ہر کس و ناکس کی بات پر کسی چیز کے خلاف آواز نہ اٹھائیں اور نہ اس کے خلاف کوئی تحریک چلائیں۔ ایسی حرکتیں فتنہ و فساد کا سبب ہوں گی۔ اس کی شرعاً اجازت بھی نہیں ہے۔

عصمت دری کرنے والوں کے خلاف قانون کی ضرورت

آئے دن حیرت ناک، افسوس ناک اور قلب و جگر کو پارہ پارہ کر دینے والی واردات ایسی جگہوں سے اور ایسے لوگوں کے سامنے آرہے ہیں کہ اگر ایسا ہی ہوتا رہا اور اس پر قدغن نہیں لگا تو حالات اس طرح سے بد سے بدتر ہو جائینگے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔ مجرم کوئی بھی کسی جگہ بھی اور کسی لباس میں بھی ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی دل دہلا دینے والا ایک واقعہ 3 جنوری 2021 کو یو پی کے ضلع بدایوں میں پیش آیا جہاں ایک درندہ صفت مہنت نے اپنے چیلوں کے ساتھ مندر کے اندر خاتون کی اجتماعی عصمت دری کی اور اپنے جرموں کو چھپانے کے لیے اس خاتون کو قتل کر دیا۔ ان جیسے واقعات کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ مگر اس کا اور اس

جیسے ظالموں کا حوصلہ اس وقت بڑھ جاتا ہے جب جرم کے باوجود اس کو سزا دینے کی جگہ چھوٹ دی جائے اور اس کی پشت پناہی کی جائے۔ آپ ذرا خود غور کریں کہ جرم ہر ایک کی حکومت میں ہوتا رہا ہے اور بچیاں وعورتیں درندوں کی ہوس کا نشانہ بنتی رہی ہیں مگر جس طرح سے اس یوگی راج میں ظلم وستم کرنے والے ظالم اطمینان وسکون کے ساتھ ننگا ناچ، ناچ رہے ہیں اس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی یہ سب آخر کب تک ہوتا رہے گا اور کب تک یوگی بھی آنکھ بند کیے صرف کھوکھلے دعوے کرتے رہیں گے۔ تعجب ہے جس کے خلاف قانون بنانے اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے اس کی طرف کوئی توجہ ہے ہی نہیں اور خیالی "لو جہاد" کے خلاف قانون بنا رہے ہیں۔ افسوس اور شرم کی بات یہ ہے کہ جو حکومت عورتوں اور بچیوں کی حفاظت کا نعرہ لگاتے نہیں تھکتی تھی اور اب بھی اتنا ہونے کے باوجود صرف نعرہ ہی لگا رہی ہے وہ عمل کب کرے گی۔ عورتوں اور ہماری بچیوں کی حفاظت کب کرے گی؟ ایسے درندوں کو ان کے کیے کی سزا علی الاعلان کب ملے گی؟ کب تک صرف نفرت کی سیاست ہوتی رہے گی؟ ملک کی تعمیر وترقی اور اس ملک کے باشندوں کے جان ومال اور اس کے ترقی کی فکر ایسی حکومتیں کب کریں گی؟ جب حفاظتی دستہ ہی جرم پر پردہ ڈال دے اور مجرموں کو اپنی خاص پناہ میں لے لے تو ایسے مجرم کی تعداد بڑھے گی ہی۔ آج تمام ہندوستانیوں کو متحد ہوکر ایسے ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم سب کی بچیاں اور اہل خانہ کی حفاظت ہو سکے اور شریروں کو فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری اور عصمت دری کی ہمت نہ ہو سکے۔

اسلام انسان اور انسانیت دونوں کا محافظ

آج کل کرونا ویکسین کی حلت وحرمت کو لے کر وقت سے پہلے ہی خوب بحث ومباحثہ شروع ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مذہب اسلام نے زندگی کے ہر موڑ پر انسانوں کی مکمل رہ نمائی فرمائی ہے۔ کہیں بھی کسی چیز کو تشنہ بلب نہیں چھوڑا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے جہاں حلال وطیب کو کھانے پینے کی اجازت دی ہے وہیں حرام وخبیث چیزوں کو کھانے پینے سے مکمل منع فرمادیا ہے۔ اسلام میں ہر وہ چیز جس سے انسان کے اخلاق وکردار اور صحت کو نقصان پہنچے اس کا استعمال ناپسند ہے۔ جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے:

"حرام کر دیا ہے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور اس جانور کو جو ذبح کیا گیا غیر خدا کا نام لیتے ہوئے تو جو بے قرار ہو گیا نہ خواہشمند ہے اور نہ حد سے بڑھنے والا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔"

(پ 2، سورہ البقرہ)

مطلب صاف ہے کہ سہولت واختیار اور متبادل صورتوں میں حکم الگ ہے اور اضطرار وغیر متبادل حالات میں حکم شرع الگ ہے۔ یہ اجازت صرف انسانوں کی جانوں کے تحفظ کی خاطر دیا گیا ہے ورنہ ان ممنوع وحرام شدہ چیزوں کے استعمال کی کسی بھی صورت میں اجازت نہیں دی جاتی اور مجبوری کے وقت جان بچانے کی خاطر استعمال کرنے والے کو بے گناہ نہیں کہا جاتا۔ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بنی آدم کی عزت وعظمت پر اعلیٰ دلیل ہے۔

جو میڈیا والے تعصب ونفرت کا عینک لگا کر مذہب اسلام کو نشانہ بناتے ہیں ان کو اس فرمان سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور ہم سب کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان تک ایسے پیغامات کو آسان طریقے سے پہنچائیں ان کو تو صرف موقع ملنا چاہیے نفرتوں کے بازار کو سجانے کے لیے بس کھینچ تان کر جو دل وزبان میں آیا کہنے لگے۔ ہمارے آپ کے سامنے بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں نفس مسئلہ میں وہ چیزیں حرام اور اس کا استعمال ناجائز ہے مگر ایک انسان کے جان بچانے کی اہمیت ایسی ہے کہ اس کام اور چیز کو مجبوری کے وقت استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ جیسے خون چڑھانا، انسانی اعضا کی پیوند کاری، گردے کی تبدیلی اور کینسر ایڈس جیسی مختلف بیماریوں کی مارکیٹ میں دستیاب دوائیاں۔ اس کے اجزائے ترکیبی سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ مگر یہ سب چیزیں صرف اور صرف انسانوں کی حفاظت کے لیے ہیں کیوں کہ ان کا کوئی دوسرا متبادل نہیں ہے اور اس کا استعمال صرف بوقت مجبوری ہے۔ استعمال نہ کرنے کی صورت میں انسانی جان کا بچانا بہت مشکل ہے۔ ویسے ہی صرف کرنا ویکسین نہیں بلکہ قیامت تک جتنی بیماریاں آتی رہیں گی اور اس کے علاج کے لیے ممنوع چیزوں کے علاوہ کوئی دوسری دوائی یا ویکسین اگر دستیاب نہیں ہوگی تو شرعاً اتنی مقدار اور ڈوز کی اجازت ہوگی جس سے انسانی جانوں کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکے۔ اور اگر کوئی دوسرا متبادل ہوگا تو اس کی قطعاً کبھی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ نگاہ میں رکھنا ضروری ہے کہ کب اور کن صورتوں میں اجازت ہے اور کن صورتوں میں نہیں تاکہ گناہ نہ ہو۔ یہ چند مثالیں ہیں ان شاء اللہ اس پر بعد میں مزید لکھا جائے گا۔ ☆☆☆☆

مفتیِ اعظم مند سور حضرت مفتی عبد المنان قادری علیہ الرحمہ
کچھ یادیں، کچھ باتیں

مبارک حسین مصباحی

پیکرِ عزم، سراپا جہدِ مسلسل تنویر العلما حضرت مفتی عبد المنان قادری بستوی (م: 29/ ذی قعدہ 1441ھ/22/ جولائی 2020ء) علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے عہد کی عظیم شخصیت تھی۔ آپ علم و عمل کا خوبصورت سنگم تھے۔مشکل سے مشکل مہم کو حسنِ تدبیر سے سر کرنے کا انھیں ہنر آتا تھا، آپ ظاہری اسباب سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر بھروسا کرتے تھے،آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے کہ مشکل حالات میں ظاہری اسباب نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے مگر آپ عطائے الٰہی پر یقین کامل فرماتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیتے تھے، پھر اہلِ سنت کے مخیر حضرات عالم بے خودی میں خود تعاون کی پیش قدمی کر دیتے تھے بعض مواقع پر کچھ تنظیموں نے عارضی سہارا دیا مگر جب آپ کی حسنِ نیت، پیہم اخلاص و عمل اور دیوانوں کی طرح دینی امور کی جدو جہد دیکھی تو نہ صرف یہ کہ اپنے عارضی تعاون کو مستقل کر دیا بلکہ مزید تعاون لے کر حاضر ہو گئے، یہ تو سچ ہے کہ آپ نے تحریری خدمات کتابوں کی صورت میں انجام نہیں دیں مگر جس اخلاص وللّٰہیت سے آپ نے مخالف ماحول کو ساز گار بنایا یہ آپ ہی کی حسن کارکردگی کا نتیجہ تھا، غیر دینی ماحول میں دن کے اجالے میں چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت فرماتے اور رات کے اوقات بڑوں کی تعلیم اور ذہن سازی کرنا یہ آپ ہی کے دل گردے اور مخلصانہ دعوت و تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ مند سور میں ادارہ کا سنگِ بنیاد تو چھ سال کے بعد رکھا،وہ بھی ان حالات میں کہ چند اہلِ سنت حامی اور مددگار تھے اور اکثر اپنی لاعلمی اور مخالفانہ ذہنیت کی وجہ سے مخالف، تاریخ شاہد ہے کہ جو آپ کی مخالفت اور آپ کے قائم کردہ دینی ادارے کی کہیں نہ کہیں عداوت میں مبتلا تھے آپ کے اخلاص کی تپش نے انھیں بھی آپ کا اور آپ کی دینی تحریک کا حامی و ناصر بنایا، اور صورتِ حال اس شعر کے عین مطابق ہو گئی:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا
(مجروح سلطانپوری)

اف رے! اب مدھیہ پردیش کے معروف شاعر راحت اندوری (م:2020) کی غزل کا یہ شعر بھی سن لیجیے

راہ کے پتھر سے بڑھ کر کچھ نہیں ہیں منزلیں
راستے آواز دیتے ہیں سفر جاری رکھو

قصبہ بکھرہ بازار میں ولادت اور خاندانی حالات:

چند برس قبل ضلع بستی، یوپی کا ایک حصہ کاٹ کر ضلع سنت کبیر نگر بنا دیا گیا آپ کا یہ قصبہ اب ضلع سنت کبیر نگر میں ہے۔ آپ کے مولد و مسکن کا نام قصبہ بکھرہ بازار ہے۔اس میں آپ ایک دینی اور علمی خاندان میں 15/ جنوری 1963ء میں پیدا ہوئے،آپ کا خاندان صالح، عبادت گزار اور تعلیم یافتہ تھا،آپ کے محترم دادا جان حضرت مولانا شبراتی علیہ الرحمہ تھے۔ آپ باعزت اور تجربہ کار تھے۔ دارالعلوم اہلِ سنت تنویر الاسلام، قصبہ امرڈوبھا،ضلع سنت کبیر نگر میں آپ شعبۂ پرائمری کے ہیڈ مدرس تھے، علما و مشائخ سے گہرے روابط رکھتے تھے، چھوٹوں پر شفقت ہم عصروں سے محبت اور اپنے بڑوں سے عقیدت مندانہ تعلقات رکھتے تھے۔ پابندِ صوم و صلاۃ اور تہجد گزار تھے۔ معاملات میں حق کے خوگر تھے، چھوٹے بڑے مسائل میں ہر ممکن دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ مفتیِ اعظم مند سور کے والدِ گرامی عالی جناب شیخ مولوی محمد یٰسین مرحوم خود بھی نیک طینت اور صوم و صلاۃ کے پابند تھے۔ اوراد و وظائف ان کے معمولات میں شامل تھے۔ گھر میں جب باپ دادا نیک، نمازوں کے پابند اور معاملات کے سچے پکے ہوں تو اہلِ خانہ کا صالح ہونا ہی بڑی حد تک لازمی ہوتا ہے۔ خواتین بھی پابندِ شرع اور اعمالِ صالحہ کی حامل ہوتی ہیں، اسکولوں اور مکاتب میں اولاد بعد میں داخل ہوتی ہے پہلی درس گاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ مقدس ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہوتی ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہوتا ہے۔ ماں باپ کا ادب و احترام

mubarakmisbahi@gmail.com

جو بچے دل سے کرتے ہیں وہی کامیاب اور کامراں ہوتے ہیں۔

آپ کے برادرِ کبیر عالی جناب مولوی محمد نظام الدین عرف بھیّا نے جماعتِ سادسہ تک اکابر علماے کرام سے تعلیم حاصل کی، اندازہ یہی ہے کہ آپ نے بھی دارالعلوم تنویر الاسلام میں ہی عالمیت تک کا درس لیا ہوگا، آپ نے محنت سے تعلیم حاصل کی تھی۔ بعض مجبوریوں کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ موقوف کرنا پڑا، اس کے بعد ٹیلرنگ کے کام سے جڑ گئے، اس میدان میں بھی آپ نے بھرپور شہرت و مقبولیت حاصل کی، برسوں سے علماے کرام، مشائخ عظام اور طالبانِ علومِ نبویہ کی توجہات کا مرکز بنے ہوئے ہیں، کرتے، پائجامے، صدریاں، شیروانیاں اور جبے وغیرہ سلنے میں طاق ہیں۔ دور دور سے یہ حضرات پہنچ کر اپنے کپڑے دیتے ہیں اور حسب خواہش اپنے لباس تیار کراتے ہیں۔

خاندانی شرافت اور اپنی ذہانت رائگاں نہیں جاتی، انسان کسی بھی میدان میں جائے اپنی انفرادیت کے نقوش پیدا کر لیتا ہے۔ مولانا نظام الدین عرف "بھیّا" ایک ذہین اور کامیاب طالب علم تھے، دینی لائن تو ترک فرمادی مگر اب ایک کامیاب اور مقبول ٹیلر ہیں اگر دینی اور علمی دنیا میں رہ جاتے تو دین و دانش اور تصوف و روحانیت کی خدمت انجام دیتے اور اب اہلِ سنت کے علما، مشائخ اور طالبانِ علومِ نبویہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

مفتیِ اعظم مندسور حضرت مفتی عبد المنان قادری بسملؔ بستوی علیہ الرحمہ نے مذہبی اور شریف خاندان میں شعور کی آنکھیں کھولیں، یہ ایک سچائی ہے کہ محترمہ ماں کا آغوش کسی بھی انسان کی پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے، جس گھر کے مرد اتنے شریف اور مذہبی فکر و مزاج کے حامل ہوں یقیناً خواتین بھی انھیں کے ماحول میں ڈھل چکی ہوں گی، وہ اپنی لوریوں میں دیگر باتوں کے بجائے اللہ، اللہ، کہہ کر بچوں کو خوش کرتی ہوں گی، صلِ علیٰ نبینا، صلِ علیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھ پڑھ کر کو انھیں سلاتی ہوں گی، اہلِ خانہ کا کردار و عمل ایک خوبصورت پیکر بن کر غیر شعوری سوچ میں ڈھل رہا ہوگا۔

خیر اب تعلیم کا وقت آ گیا، دادا جان حضرت مولانا شبراتی علیہ الرحمہ نے شرعی نقطۂ نظر سے بسم اللہ خوانی کرائی اور باضابطہ تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا، بسڈیلہ سے آپ کے قصبہ کا فاصلہ مختصر ہے۔ دادا جان ہر روز دارالعلوم تنویر الاسلام، بسڈیلہ آتے جاتے تھے۔ آپ نے خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی محمد نظام الدین برکاتی مصباحی محدث بستوی علیہ الرحمہ سے مشورہ کیا، انھوں نے آپ کے پوتے کو دارالعلوم میں داخلے کی اجازت مرحمت فرمادی، اب آپ اپنے دادا جان علیہ الرحمہ کی معیت میں ہر روز دارالعلوم میں بسڈیلہ آتے جاتے رہے۔ دارالعلوم میں بلند پایہ اساتذۂ کرام تھے جن کی درسگاہوں میں آپ دینی علوم پوری محنت سے پڑھتے اور اسباق یاد کر کے آتے، آپ کے شوقِ تعلیم کو دیکھ کر اساتذۂ کرام بھی خوش رہتے۔

اب ہمیں خاص بات کا ذکر کرنا یہ ہے کہ ہر ماں باپ کی خوشی ہوتی ہے کہ ان کی اولاد محنت سے تعلیم حاصل کرے اور کامیاب ہو کر ان کی خوشیوں کو دوبالا کرے مگر دادا جان کی خوشی باپ سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے تو انھیں اپنی نسل کو باوقار اور علم و فضل کا تاجدار بنانا ہوتا ہے۔

دادا جان علیہ الرحمہ آپ کو درسی کتابوں کے یاد کرنے پر بھرپور توجہ دیتے تھے، فقہ، حدیث اور ریاضی کے مبادیات ازبر کراتے تھے، کسی بھی باذوق طالب علم کے لیے یہ بہت بنیادی بات ہوتی ہے۔ اگر طالب علم کسی بھی فن کے مبادیات پر عبور حاصل کر لے تو اسے فن کے سمجھنے اور اس پر قدرت حاصل کرنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

دارالعلوم تنویر الاسلام بسڈیلہ میں آپ کے اساتذۂ کرام بھی اپنے عہد کی یکتائے روزگار شخصیات تھیں۔ جن کے اسمائے گرامی قدرے وضاحت کے ساتھ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

خطیب البراہین حضرت صوفی محمد نظام الدین محدث بستوی:

(1)- خطیب البراہین شیخِ طریقت حضرت علامہ شاہ مفتی صوفی محمد نظام الدین قادری برکاتی مصباحی قدس سرہ العزیز (م:1434ھ مطابق 2013ء) آپ نامور محدث بستوی اور قابلِ ذکر فرزند جامعہ اشرفیہ مبارکپور تھے۔ آپ جب جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تعلیم حاصل فرماتے تھے تو حضرت مولانا علی احمد مبارکپوری علیہ الرحمہ طلبہ کو بیدار کرنے کے لیے روزانہ فجر کی نماز سے قبل تشریف لاتے تھے ان کا بیان ہے کہ میں جب بھی اشرفیہ پہنچتا ہوں تو صوفی محمد نظام الدین سلمہٗ یا تو وضو کر چکے ہوتے ہیں یا وضو کرنے کی تیاری میں ہوتے ہیں۔ آپ اپنے طالب علمی کے عہد میں بھی بہت نیک طینت اور علم کے حصول میں حد درجہ محنتی تھے۔ کم بولنا، کم سونا اور کم کھانا اس وقت بھی آپ کی عادتِ کریمہ تھی۔ طلبہ عام طور پر آپ کو "صوفی صاحب" کہہ کر پکاتے تھے۔ مگر آپ خود کو "صوفی" کہلوانا پسند نہیں کرتے تھے، آپ کی گھنٹی جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت قدس سرہ کی درسگاہ میں بھی تھی، ایک

دن آپ درس ختم ہونے کے بعد بھی درس گاہ میں بیٹھے رہ گئے، آپ کے ساتھ چند دیگر طلبہ بھی بیٹھے رہے، حضور حافظِ ملت دور اندیش اور نبض شناس تھے انھوں نے انتہائی محبت سے دریافت فرمایا: کہیے کیا بات ہے؟ اب آپ نے سر جھکا کر انتہائی ادب سے عرض کیا: حضور! یہ طلبہ مجھے "صوفی صاحب" کہتے ہیں۔ جی! اس میں کون سے بات ہے آپ "صوفی صاحب" ہیں اس لیے کہتے ہیں ہم بھی آپ کو "صوفی صاحب" کہتے ہیں۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ آپ کا "صوفی صاحب" ہونا حضور حافظِ ملت کا تصدیق شدہ ہے اور بقول حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ کے کہ آپ "صوفی صاحب" ہیں اس لیے کہتے ہیں۔ نیز فرمایا: کہ ہم بھی تو آپ کو "صوفی صاحب" کہتے ہیں۔

حضرت خطیب البراہین بلا شبہہ عالمِ باعمل اور تقویٰ و پرہیز گاری کی زندہ مثال تھے۔ آپ کے معاصرین میں ایک سے ایک فرزندانِ اشرفیہ تھے مگر جو مقبولیت اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے آپ کو عطا فرمائی اس میں آپ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کی درسگاہ کے فیض یافتگان میں بھی آپ کی علمی، عملی اور تقویٰ شعاری کے جوہر منتقل ہوتے تھے۔ جو طلبہ تعلیم کے دور میں یا بعد میں آپ کے قریب رہے ان میں عام طور پر آپ کی صوفیت اور تقویٰ شعاری کے کچھ نہ کچھ اوصاف ضرور منتقل ہوئے، مفتی اعظم مند سور مفتی عبد المنان قادری بسملؔ بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی آپ کی شفقتوں کے زیر سایہ پروان چڑھے اور فراغت کے بعد بھی ان سے فیوض و برکات حاصل فرماتے رہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف مصباحی دام ظلہ العالی صدر مدرس دار العلوم غریب نواز، مالیہ کھیڑی ضلع مند سور نے آپ کی شخصیت پر آپ کی حیات میں ایک اہم مضمون سپردِ قلم فرمایا تھا جو "ضیائے گلشنِ طیبہ" مند سور میں شائع ہوا ہے۔ یہ تحریر اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے اس میں مفتیِ اعظم مند سور کا بیان کردہ ایک دلچسپ واقعہ موجود ہے یہ حضرت نے خود بیان فرمایا ہے اس لیے ہم اسے من و عن نقل کرتے ہیں۔

"حضور مفتی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ:

"مجھے اور ہم سبق دوستوں کو عرصۂ دراز سے یہ خیال پریشان کیے جا رہا تھا کہ پورے تعلیمی دور میں اپنے مشفق اساتذہ بالخصوص حضرت صوفی صاحب قبلہ سے کبھی ڈانٹ ڈپٹ نہیں سنی، اور نہ کبھی جسمانی سزا ملی، تو بالآخر بغیر استاد کی مار کھائے کامیابی کیسے حاصل ہوگی۔ لہٰذا کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے حضرت صوفی صاحب کی خصوصی دعاؤں کے ساتھ آپ کے دستِ مبارک سے مطلوبہ مقصد حاصل ہوجائے۔ چنانچہ آپ کے حجرے سے متّصل طلبا کے حجرے میں ہم لوگوں نے پلاننگ کے تحت شور شرابا شروع کیا، صوفی صاحب نے جب یہ آواز سنی تو تشریف لائے اور بہت مشفقانہ انداز میں فہمائش کر کے چلے گئے۔ ہم نے پھر وہی عمل دہرایا آپ دوبارہ آئے اور سمجھائش دے کر چلے گئے۔ ہم لوگوں نے سہ بارہ جب تیز شرارت کے ساتھ شور مچایا تب حضرت صوفی صاحب قبلہ جلال بھرے انداز میں چھڑی لیے تشریف لائے اور ڈانٹتے ہوئے سبھی کو دو دو چھڑی لگائی پھر بڑے پیار سے سمجھایا، آپ کے جاتے ہی ہماری خوشیوں کی انتہا نہ رہی سب مل کر مٹھائی لائے، اور قاری ظہور احمد صاحب قبلہ سے ماجرہ بیان کر، مٹھائی کے ساتھ ان کو حضرت کے حجرے میں بھیجا، جب آپ نے ساری سرگزشت سنی تو خوش ہو کر مسکرائے سبھی کو بلا کر بہت دعاؤں سے نوازا۔"

(ضیائے گلشنِ طیبہ، ص:24،25)

شیخ طریقت حضرت علامہ شاہ صوفی محمد نظام الدین محدث بستوی قدس سرہ کی باوقار علمی اور عملی شخصیت پر ہم نے ایک مستقل کتاب تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ 56 صفحات پر مشتمل اس کتاب کا نام "دو عظیم شخصیتیں" ہے۔ ایک آپ کے استاذ جلیل اور شیخ اجازت و خلافت رئیس الاتقیا حضرت علامہ الحاج صوفی مبین الدین فاروقی محدث امروہوی [م: 25 جمادی الاخری 1408ھ/4 فروری 1988ء] ہیں اور دوسری عظیم شخصیت فیض الاولیا خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی محمد نظام الدین رضوی برکاتی ہیں۔ ناشر: مکتبہ حبیبیہ نظامی مارکیٹ، لہرولی، سنت کبیر نگر (یوپی)

آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی عظیم روحانی شخصیت پر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور میں ہم نے اداریہ تحریر کیا تھا۔

(2) حضرت مفتی حکیم محمد نعیم الدین صدیقی مصباحی:

آپ کی ولادت 3 شعبان 1352ھ/17 اکتوبر 1937ء موضع راؤت پار، تحصیل گولہ بازار ضلع گورکھ پور یوپی میں ہوئی۔ درج ذیل اداروں

میں تعلیم وتربیت حاصل فرمائی۔

مدرسہ انجمن اسلامیہ قصبہ شاہ پور ضلع گورکھ پور۔

مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور، اعظم گڑھ۔

دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ (از: شوال المکرم 1369ھ مطابق 1950ء تا شعبان المعظم 1373ھ مطابق 1954ء۔

مرکزی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف (شوال المکرم 1373ھ مطابق 1954ء)

دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف (تا شوال المکرم 1374ھ مطابق 1955ء)

فراغت: دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے 1376ھ مطابق 1957ء بہ عمر 23/ سال۔

اساتذۂ کرام:

(1)- حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی ثم مبارک پوری۔

(2)- حضور شمس العلماعلامہ شمس الدین جعفری جون پوری۔

(3)- حضور افضل العلماعلامہ مفتی سید افضل حسین مونگیری۔

(4) جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی مرتب فتاویٰ رضویہ۔

(5)- شیخ القرامولانا قاری محمد یحییٰ مبارک پوری

زمانۂ تدریس:

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف (1376ھ مطابق 1957ء تا 1380ھ۔

دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف، سدھارتھ نگر 1380ھ مطابق اپریل 1960ء تا 1972ء

دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا سنت کبیر نگر 1392ھ مطابق 1975ء سے 1401ھ مطابق 1980 تک۔

آخر میں پھر آپ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف بحیثیت استاذ و مفتی تشریف لے گئے۔ آپ علیہ الرحمۃ والرضوان کامیاب استاذ اور معتمد مفتیِ دین تھے، آپ کی علمی اور فنی صلاحیتوں کے چرچے بھی خوب تھے۔ آپ تدین وتفقہ اور مسلکی تصلب میں اپنی مثال آپ تھے، علمِ حدیث میں بھی آپ کو عبور حاصل تھا اسی لیے اس عظیم دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا کا آپ کو شیخ الحدیث منتخب کیا گیا تھا۔ طلبہ سے بہت محبت فرماتے تھے اور محنت و جاں فشانی سے پڑھاتے تھے۔ آپ کا وصال 7 شعبان 1423ھ/ 14 اکتوبر 2002ء میں ہوا۔ مادۂ تاریخ وصال ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (١٤٢٣ھ) ہے۔ مزار شریف موضع راوت پار، ضلع گورکھ پور یوپی ہے۔

آپ تصوف و روحانیت میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلیفہ تھے، سلسلہ جہانگیریہ میں حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی سے خلافت حاصل تھی۔

قلمی خدمات پر ایک نظر:

آپ تحقیقی نثر نگار تھے اور شعر وسخن میں بھی اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ نے کم لکھا مگر بڑی احتیاط اور دلائل سے بھر پور لکھا حسب ذیل کتب کا ذکر خیر پڑھا، دو کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں:

(1)- **نعیم الفتاویٰ**: آپ کے گراں قدر فتاویٰ کا مجموعہ۔

(2)- **جوہر التحقیق فی تفضیل جبرئیل علی الصدیق۔**

(3)- **العذاب المہین فی توہین قبور المسلمین:**

مسلمانوں کی قبروں کی تعظیم اور توقیر پر ایک اہم تحریر ہے، اس میں بطورِ خاص توہین کرنے والوں کی قباحتوں پر گفتگو کی گئی ہے۔

(4)- **النور والضیاء فی تحریم الکرش والمعاء**

اوجھڑی پچونی کے ناجائز و حرام ہونے کے اثبات میں اپنی نوعیت کا منفرد فقہی رسالہ ہے۔ اس کے صفحات 72 ہیں۔ حضرت کے تلمیذ رشید مولانا شہدت اللہ خاں مصباحی برکاتی رضوی دام ظلہ العالی نے بڑے سلیقے سے شائع کیا ہے۔ انتساب حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہ کی جانب ہے۔ نظرِ ثانی کے بعد "تقریظ" بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمۃ سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے تحریر فرمائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

> "حضرت مولانا نعیم الدین صاحب صدیقی گورکھ پور کے باشندے، ایک جلیل القدر عالمِ دین تھے، مسلکِ رضویت کے نمایندہ ایک متصلب سنی اور باعمل فرد تھے، مختلف مدارس اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی اور بہت سے افاضل اہلِ سنت کی شاگردی

کی اور زندگی کا بیش تر حصہ مختلف دار العلوموں میں تعلیم و تدریس میں گزارا، مختلف سلسلہ ہائے تصوف سے بیعت، خلافت حاصل کی، المختصر آپ مختلف دینی اور علمی خوبیوں کے جامع تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ نے "اوجھڑی" کی کراہت پر ایک پر مغز علمی رسالہ تحریر کیا ہے جو علوم عقلیہ اور نقلیہ کی توضیحات سے ایک مؤقر تحریر بن گیا ہے۔ مولا تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور حضرت مولانا کو دارین میں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط

عبد المنان اعظمی

3/ جمادی الآخرہ 1424ھ

(5)- **نعیم الفردوس معروف بہ گلدستہ سخن**: 37/ صفحات پر مشتمل **یہ وقیع منظوم کتاب شاعری کا شاہکار ہے**، اس میں عربی اور اردو منظومات ہیں، دعا، حمد، نعت اور بزرگوں کے مناقب ہیں۔ آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ پر بڑی وقیع منقبت رقم فرمائی ہے۔ آپ کے برادر اکبر بدر ملت حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری مصباحی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے۔ "یہ منقبت میری ضخیم کتاب سوانح اعلیٰ حضرت کی متن اور میری کتاب اس متن شرح ہے۔" اب ذیل میں چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

اے امامِ اہلِ سنت ، تاجِ دارِ علم و فن
خوب کی تجدیدِ ملت تم نے اے سرو چمن
یادگارِ بو حنیفہ، غوثِ اعظم کی شبیہ
رونقِ بزمِ طریقت واقفِ سر و علن
دینِ حق کی خدمت واحیاے سنت کے سبب
اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہلِ سنن
فرش سے ماتم اٹھا جب تم چلے سوئے جناں
عرش پر دھومیں مچیں لو آ گیا فخرِ زمن
گلشنِ اسلام کے گل ہائے خوباں میں شہا
سرخ گل ہو یا کہ نرگس، نسترن ہو یاسمن
کیا کہوں، کیسے سناؤں آپ کو رنج و الم
اہلِ حق ہیں کشمکش میں اور شیطاں ہے مگن
پاسبانِ دینِ ملت بے حسی کے ہیں شکار
بحرِ غم میں ہے سفینہ اور دریا موجزن

آپ کے اوصاف تک کس کی رسائی ہو بھلا
ہو نبی کے معجزہ بس ختم ہے اس پر سخن

آپ نے اپنے استاذ گرامی جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز پر قطعۂ تاریخ وصال بھی رقم فرمایا ہے، آپ کا وصال یکم جمادی الاخریٰ 1396ھ کو ہوا۔ آپ نے لکھا ہے۔

مظہرِ صدیق والی حافظ دین مبیں
(1396ھ)
چھوڑ کر ہم کو یہاں خود چل دیے خلدِ بریں
ان کی رحلت پر نہ روئیں کیوں زمین و آسماں
صاحبِ لولاک کے تھے واقعی وہ جانشیں

حضرت علامہ مفتی عنایت احمد نعیمی علیہ الرحمۃ:

(3)- شیخ العلما حضرت علامہ مفتی عنایت احمد نعیمی علیہ الرحمۃ، آپ سے راقم احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ کی متعدّد ملاقاتیں ہیں۔ تفقہ و تدبر میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، نظم و نسق پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ آپ خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاہزادے جانشین شیخ طریقت حضرت سیدنا محمد اختصاص الدین نعیمی مرادآبادی علیہ الرحمۃ سے مرید تھے، اسی لیے لفظ "نعیمی" کی نسبت لگاتے تھے، حضور حافظ ملت اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے گہرا لگاؤ تھا۔ آپ متعدّد بار مجلس شرعی کے فقہی سیمیناروں میں تشریف لائے، علمی مباحث میں بھرپور حصہ لیتے، سیمینار کے اختتام پر آپ کے تاثرات بھی سنے جاتے تھے۔ آپ بلند پایہ استاذ و مفتی اور انتظامی صلاحیتوں کے حامل تھے، چاق و چوبند اور ہر دل عزیز خطیب بھی تھے۔ ارشادات میں جرأت و ہمت تھی، وہ باتیں جو دوسرے حضرات کہنے کی ہمت نہیں کرتے، آپ بڑے سلیقے سے کہہ دیتے اور سامعین فرط مسرت سے جھوم اٹھتے۔ یاد پڑتا ہے آپ نے دو بار اترولہ الجامعۃ الغوثیہ میں بحیثیت خطیب مدعو فرمایا۔ متعدّد مقامات پر آپ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ آپ صاحبِ علم، بلند اخلاق اور خوش مزاج شخصیت تھے، ہماری تحریروں اور تقریروں پر نوازش فرماتے تھے۔ یہ ان کی کرم فرمائی تھی ورنہ من آنم کہ من دانم۔ خدا مغفرت فرمائے بڑی اعلیٰ خوبیوں کی حامل شخصیت تھی۔

(4)- حضرت مولانا غلام حسین مصباحی۔

(5)- ماہرِ علومِ عقلیہ حضرت مولانا نور محمد قادری براؤنی۔

(6)- حضرت قاری ظہور احمد صاحب۔
(7)- ماسٹر شمس الدین صاحب۔
(8)- ماسٹر نیاز احمد صاحب۔
(9)- ماسٹر دیدار احمد صاحب۔

آخر کے اساتذہ سے خادم مکمل طور پر واقف نہیں، ہو سکتا ہے، علماے کرام سے شرف ملاقات حاصل ہوا ہو، مگر بروقت یاد نہیں آرہا ہے۔ دارالعلوم تنویر الاسلام میں باضابطہ اساتذۂ کرام تھے اس لیے ضمیر بول رہا ہے کہ یقیناً یہ اساتذۂ کرام بھی علمی اور تدریسی حیثیتوں کے حامل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اور حضرت مفتی عبد المنان قادری علیہ الرحمہ اس دارالعلوم سے 1979ء میں فارغ التحصیل ہوئے، سند اور دستار فضیلت سے سرفراز کیے گئے۔

آپ نے الہ آباد عربی فارسی بورڈ سے منشی، مولوی، عالم اور فاضل طب کیا۔ جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب، ادیب ماہر اور ادیب کامل کیا۔

بیعت و خلافت اور رشد و ہدایت:

مفتی اعظم مند سور ایک مذہبی خاندان کے فرد فرید تھے، اخلاقی محاسن آپ کو اپنے مورثِ اعلیٰ اور بلند پایہ اساتذہ سے ورثے میں ملے تھے، علم و فکر کے پیکر تھے۔ تدبر و تفکر آپ کے رگ و ریشے میں بسا ہوا تھا، دینی اور تعلیمی سرفرازیوں کے لیے کمر ہمت باندھ لیتے اور جب سرگرمیاں شروع ہو جاتیں تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بھی جاری ہو جاتا، حضرت کے دل میں خشیتِ الٰہی خوب تھی، دونوں جہاں کے مالک و مختار مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت بھی عشق و وارفتگی کی منزل میں پہنچ گئی تھی، جس مفتیِ دینِ متین کا دل و دماغ محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار ہو اپنے میدان کی کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔ عبادت و ریاضت کے شیدائی تھے۔ سب کچھ چھوٹ جائے اتنی فکر نہیں مگر نماز چھوڑنا انھیں قطعاً گوارا نہیں تھا، حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ آپ حقوق العباد کی ادائیگی کے بھی سخت پابند تھے۔ صحابۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت اور اہلِ بیت کرام کے عشق و ادب میں سرشار رہتے تھے۔ سلسلۂ قادریہ ہو یا سلسلۂ چشتیہ، سلسلۂ سہروردیہ یا سلسلۂ نقشبندیہ یا دیگر سلاسل حقہ سب کو آپ ٹوٹ کر چاہتے تھے، آپ مرید سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ میں تھے اس لیے غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت اور عشق ہمیشہ بے تاب و بے چین کیے رہتا تھا، اپنے خطابات میں سرکار غوثِ اعظم کا ذکرِ خیر جھوم جھوم کر فرماتے تھے۔ جب ان کی مدح و ستائش میں اپنے پیر خانے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ یا دیگر اساطینِ شعر و ادب کے اشعار پیش فرماتے تھے تو سامعین کی سانسیں روک دیتے تھے، اسی طرح آپ کو خواجۂ خواجگاں سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ سے حیرت انگیز محبت تھی، ان کے روحانی تذکار سے بھی آپ محفلوں کا رنگ بدل دیتے تھے۔

حضرت مولانا محمد یوسف مصباحی دام ظلہ العالی فرماتے ہیں:
”آپ کی ذات میں بذلہ سنجی، معاملہ فہمی، دور اندیشی، وسعت ظرفی، سحر بیانی، خوش کلامی، قوت ارادی، استحضار ذہنی اور حاضر جوابی جیسے اوصاف بدرجۂ اتم موجود ہیں۔“ (ضیائے گلشن طیبہ، ص:26)

آپ اکابر اہلِ سنت سے بلا تفریق سلسلۂ روحانی محبت فرماتے تھے۔ مارہرہ مطہرہ ہو یا کچھوچھہ مقدسہ، بریلی شریف ہو یا بھیسوڑی شریف یا ملک کی دیگر خانقاہیں۔ ماضی قریب کے مشائخ میں امام احمد رضا محدث بریلوی، حضور احسن العلما مارہرہ مطہرہ، سرکار مفتیِ اعظم ہند بریلی شریف، سرکار کلاں سید محمد مختار احمد اشرف اشرفی الجیلانی اور جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت محدث مرادآبادی وغیرہ آپ کی عقیدت و محبت کے پیکر تھے۔

بفضلہ تعالیٰ آپ شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتیِ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا بریلوی نوری قدس سرہ العزیز سے مرید تھے۔ آپ کے عشق و ارادت کی کیفیات ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والی ہیں، مسلکِ اعلیٰ حضرت تو آپ کے رگ و ریشے میں رچ بس گیا تھا، آپ اس حق مسلک پر خود بھی عامل تھے اور درس گاہ کی مسند سے لے کر وعظ و خطابت کے میدان تک اس کے سرگرم داعی تھے۔ آپ کو حسب ذیل مشائخ نے خلافت و اجازت سے سرفراز بھی فرمایا تھا۔ ہم سر دست صرف اختر شماری پر اکتفا کرتے ہیں:

(1)- فیض العارفین حضرت علامہ شاہ غلام آسی پیا قدس سرہ العزیز رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے برادر کبیر ہیں۔ آپ نے باضابطہ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں حضور حافظ ملت اور دیگر اساتذہ سے درس لیا ہے۔ آپ نے برسوں تک ناگپور میں میدان تدریس کو سنبھالا ہے۔ حضرت فیض العارفین قدس سرہ اور آپ کے جانشین فاضلِ اشرفیہ حضرت مولانا صوفی راشد رضا آسوی مصباحی علیہ الرحمہ [م:22 ربیع الآخر 1422ھ/8 دسمبر 2020ء] سے ہماری کثیر ملاقاتیں ہیں، متعدد بار ہم آپ کی قیام گاہ پر ملک، ضلع رام پور میں بھی حاضر ہوئے ہیں، اسی طرح کئی بار بھیسوڑی شریف، تحصیل ملک ضلع رامپور بھی حاضر ہوئے ہیں۔ خانقاہ سلسلۂ عالیہ قادریہ، ابوالعلائیہ، منعمیہ، مہدیہ، جہانگیریہ، نقشبندیہ میں بھی

ان دونوں بزرگوں کی مقبولیت حیرت انگیز تھی، پیر طریقت شاہ راشد رضا آسوی علیہ الرحمہ متعدد بار ہماری قیام گاہ قصبہ شاہ آباد ضلع رامپور بھی تشریف لے گئے ہیں اور دونوں بزرگوں نے بڑی دعاؤں سے نوازا ہے۔ تاجدار طریقت حضرت علامہ غلام آسی پیا قدس سرہ کا وصال پر ملال 13/ جنوری 2003ء میں ہوا، ہم نے غم واندوہ میں ڈوب کر اس وقت ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں اداریہ تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا تھا، ماہ نامہ اشرفیہ جنوری 2003ء کا ایک اقتباس ذیل میں پڑھیے، ہم نے اس وقت تحریر کیا تھا۔

”حضرت فیض العارفین بہت سی خوبیوں کے جامع اور بافیض بزرگ تھے، ان کے دانش مندانہ دماغ پر قلندرانہ مزاج غالب تھا، اور عالمانہ جاہ و جلال پر صوفیانہ رنگ چڑھا ہوا تھا، آج عام طور پر جو مرشدان طریقت ہیں وہ یا تو نرے جاہل ہیں یا نرے عالم، جب کہ تصوف کے میدان میں قال پر حال کا غلبہ نہ ہو اور دانشوری پر قلندری کی عارفانہ چادر نہ چڑھی ہو تو مجاہد بے سیف نظر آتا ہے، لیکن اسی کے ساتھ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ حال کے لیے قال اور قلندری کے لیے دانشوری ریڑھ کا درجہ رکھتی ہے، ورنہ ڈرامائی رنگ و روپ اور مستانہ ہاو ہو کی حیثیت ایک دل فریب آرٹ سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ حضرت فیض العارفین پر قلندرانہ رنگ بہت چوکھا تھا، وہ مسلسل کیف و جذب کے عالم میں سرشار نظر آتے تھے، لیکن اہلِ علم کی محفل میں اگر موڈ میں آجاتے تو اچھے اچھوں کا ناطقہ بند کر دیتے تھے۔ فراغت کے بعد آپ نے ناگپور کی ایک درسگاہ سنبھالی، برسوں تک منطق و فلسفہ کی گتھیاں سلجھائیں، فقہ و حدیث کے مقام شیخیت پر بھی فائز ہوئے۔ الجامعۃ الاشرفیہ کے [سابق] شیخ الحدیث محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری ان کے عہد تدریس کی حسین یادگار ہیں، بقول محدثِ کبیر ”میرے پاس صرف و نحو کی جو کچھ پونجی ہے وہ میرے بڑے ماموں جان حضرت فیض العارفین کی تعلیم و تربیت کا فیضان ہے۔“

(1)- فیض العارفین حضرت علامہ غلام آسی پیا قادری نقش بندی مصباحی علیہ الرحمہ نے 1996ء میں حضرت مفتی اعظم مندسور کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

(2)- 2018ء میں حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر برکاتی نوری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ مندسور شہر تشریف لائے بفضلہ تعالیٰ مندسور اور قرب و جوار میں آپ کے اور آپ کی خانقاہ کے مشائخ کے کافی مریدین اور متوسلین ہیں۔ دورے کے اختتام پر بروز جمعہ گیارہ بجے اندور کے محبین انہیں جلد اندور لے جانے کے لیے مصر تھے لیکن حضور رفیق ملت دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا مجھے جمعہ یہیں مسجد اعلیٰ حضرت میں ادا کرنا ہے، خطبہ جمعہ سے پہلے حضرت رفیقِ ملت سے کچھ ارشاد فرمانے کی گزارش کی گئی، کھڑے ہوئے اور آپ نے کچھ اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مفتی اعظم مندسور کی عظیم دینی خدمات کے تعلق سے اظہارِ مسرت کیا اور فرمایا: کہ مجھے اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے کچھ اشارہ مل رہا ہے ان کی عظیم امانت حضرت مفتی صاحب کو سپرد کروں دوسرے ہی لمحہ آپ نے برسرِ منبر مفتی اعظم مندسور کو کھڑا کر کے ان کے سر پر عمامہ شریف باندھا اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔ اس ادائے خسروانہ پر حاضرین و ناظرین نے خوشیوں کا اظہار فرمایا۔

دیگر جن بزرگوں نے اپنے سلاسل کی خلافتیں اور اجازتیں عطا فرمائی تھیں ان کے اسمائے گرامی بلا تبصرہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

(3)- نبیرۂ اعلیٰ حضرت خطیب باوقار حضرت مولانا شاہ توصیف رضا بریلوی دامت برکاتہم العالیہ، نائب سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف۔

(4)- شیخ طریقت حضرت سید شاہ ظفر مسعود کچھوچھوی دامت برکاتہم القدسیہ، کچھوچھہ مقدسہ۔

(5)- گلِ گلزار اشرفیت حضرت مولانا شاہ سید راشد مکی دامت برکاتہم العالیہ، کچھوچھہ مقدسہ۔

(6)- چشم و چراغ خاندانِ برکات فاضلِ اشرفیہ حضرت علامہ سید سبطین حیدر قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ مارہرہ مطہرہ۔

ان تمام بزرگوں سے بھی ہمیں عقیدت مندانہ شرفِ نیاز حاصل ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے فیوض و برکات مزید عطا فرمائے۔ آمین۔

یہاں ہم یہ تحریر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت مفتی اعظم مندسور نے اہلِ محبت کے اسرار پر سلسلۂ بیعت و ارشاد بھی شروع فرمایا۔ ماشاء

اللہ آپ کے مریدین و متوسلین کی تعداد بھی کسی قدر ہے اسی طرح آپ نے چندنیک علماے کرام کو خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔

تدریسی اور تبلیغی سرگرمیاں:

فراغت کے بعد آپ نے مختلف مدارس میں تدریسی اور تبلیغی خدمات انجام دیں، اب ہم ذیل میں بلا تبصرہ ان مدارس اور مقامات کا ذکر کرتے ہیں۔

(1)- فراغت کے بعد 1979ء میں گوا میں پندرہ روز قیام فرمایا مگر وہاں کا آزادانہ ماحول تھا اس صوفی صفت بزرگ کو راس نہیں آیا اور آپ ممبئی تشریف لے آئے۔ حضرت مفتی اعظم مند سور خود نوشت میں لکھتے ہیں: "1979ء میں بعدِ فراغت گوا جانے کا اتفاق ہوا، مگر وہاں عریانیت نے اجازت نہ دی کہ میں رہوں اور پندرہ دن کے بعد چلا آیا۔"

(2)- مدرسہ فیض الاسلام، مہنداول ضلع بستی میں چار ماہ تک تدریس فرمائی تھی کہ ادارے سے مستعفی ہو گئے۔

(3)- دائرہ شاہ احمد شاہ قادریہ ٹیڑھی بازار، غازی پور، اس میں بھی آپ نے چھ ماہ تک طلبہ کو پڑھایا۔ اس کے بعد آپ استعفیٰ دے کر اپنے گھر تشریف لے آئے، آپ خود نوشت میں اس کی وجہ لکھتے ہیں:

"وجہ یہ تھی کہ ادارے سے کھانے کا انتظام وہ لوگ کرنا چاہتے تھے اور میں نے انکار کر دیا کہ جب طالب علمی کے دور میں میں نے نہیں کھایا تو اس کھانے کا سوال کیا۔"

(4)-ممبئی میں کسی مقام پر خدمات انجام دینا شروع فرمائیں مگر ان بڑے شہروں میں بعض حضرات خوش آمد پسندانہ ہوتے ہیں شاید آپ کا سابقہ بھی کچھ ایسے ہی افرد سے ہو گیا، آپ ایک باوقار اور خود دار شخصیت تھے اس لیے وہاں بھی سمجھوتا نہیں کرپائے اور مستعفی ہو کر واپس تشریف لے آئے۔

(5)-آپ ایک کامیاب مدرس اور اعلیٰ منتظم ہونے کے ساتھ بڑے خطیب بھی تھے عام طور پر دور دراز کے علاقوں کے دورے فرماتے تھے، حضرت مولانا محمد ادریس بستوی دامت برکاتہم العالیہ سے آپ کے بڑے گہرے روابط تھے، انھوں نے آپ کو مند سور، ایم پی کے لیے مدعو فرمایا اور آپ کو ساتھ لے کر مند سور تشریف لے گئے، یہ 25 اگست 1980ء کی تاریخ ہے۔ خطاب ماشاء اللہ آپ کا اہلِ مند سور کو پسند آیا، پھر آپ گاہے بگاہے مند سور بسلسلۂ خطابت تشریف لے جاتے رہے، اسی دوران آپ کا تقرر شہر پرتاپ گڑھ، راجستھان میں ہو گیا، آپ نے بڑی دل جمعی سے وہاں مبتدی طلبہ کو درس دینا شروع فرمایا اور نمازِ عشا کے بعد تعلیمِ بالغاں کے سلسلہ کا آغاز فرمایا اور پورے علاقے میں اہلِ سنت و جماعت کے تعارف کی خوشبو پھیلنے لگی، ہر طرف دینی، علمی اور اعتقادی بیداری پیدا ہونے لگی اسی کے ساتھ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ اور دیگر اکابر اہل سنت کا تعارف اور ان کے ارشادات اور معمولات بھی عام ہونے لگے۔ بدمذہبوں کی تردید بھی احسن طریقے سے ہونے لگی۔ ان تمام باتوں سے سب خوش ہوں یہ ضروری تو نہیں، شیطان نے اپنا حملہ شروع کر دیا، چند مخالف ہو گئے، آپ نے حالات کا رخ دیکھا اور استعفیٰ دے دیا، اہلِ عقیدت و محبت نے آپ کو روکنے کی کوشش کی مگر آپ چھوڑنے کا مضبوط فیصلہ کر چکے تھے اس لیے آپ نے پرتاپ گڑھ سے رخصت حاصل کی

(6)اور اب مند سور میں:

اہلِ مند سور پہلے ہی سے آپ کے بہت دیوانے تھے وہ پہلے ہی چاہتے تھے کہ آپ مند سور میں دینی، علمی اور تبلیغی خدمات شروع فرمادیں، پرتاپ گڑھ، راجستھان سے مند سور مدھیہ پردیش کا فاصلہ 32/ کلو میٹر ہے۔ آپ کا تقرر 1983ء میں مند سور میں ہو گیا۔ مند سور مدھیہ پردیش کا ایک معروف ضلع ہے۔ زمینیں زرخیز اور موسم معتدل رہتا ہے، افیم (افیون) کی کاشت کے لیے مند سور ملک بھر میں معروف ہے۔ اہلِ سنت و جماعت کی تعداد بھی کثیر ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف مصباحی صدر مدرس دارالعلوم غریب نواز مالیہ کھیڑ، مند سور لکھتے ہیں:

> "مند سور مدھیہ پردیش کے مغرب میں واقع ایک ضلع ہے، جس کی سرحدیں راجستھان کے چتوڑ گڑھ، جھالاواڑ، پرتاپ گڑھ اور مدھیہ پردیش کے نیمیچ، رتلام اور اجین ضلعوں سے ملی ہوئی ہیں۔ یہاں کا موسم معتدل اور زرعی زمین بڑی زرخیز ہے۔ افیون کی کاشت میں مند سور ملک بھر میں مشہور ہے۔ اس کے اطراف واکناف میں سنی مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ یہاں بزرگوں میں حضرت شاہ عبد القادر ٹوڑے والے، حضرت ناہر سید بیابانی، حضرت بخشو سید، شاہ ولایت حضرت چندن چشتی رحمۃ اللہ علیہم کے آستانے مشہور اور مرجع خلائق ہیں۔" (ضیائے گلشنِ طیبہ، ص:28)

(باقی آئندہ)☆☆☆

تین نئے زرعی قوانین اور کسانوں کا مسلسل احتجاج

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

فروری 2021 کا عنوان — خلیفۂ راشد سیدنا صدیق اکبر اور مسئلۂ ختم نبوت

مارچ 2021 کا عنوان — حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نئے زرعی قوانین اور کسانوں کا آندولن

مفتی محمد ساجد رضا مصباحی

کہا جاتا ہے کہ کسان ہندوستان کی معیشت کے اہم ستون ہیں، ارضی و سماوی آفات کے بحرانی دور میں بھی کسان ملک کی معیشت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، وہ بڑی سادگی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، محنت و مشقت اور خون پسینے کی کمائی سے وہ اپنا اور اپنے بال بچوں کے گزارے کا انتظام کرتے ہیں، انھی کی محنت سے ہر گھر کا دسترخوان سجتا ہے، انھی کی کوششوں سے مختلف شعبوں سے جڑے افراد کو روٹی نصیب ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں کسانوں کو ہمیشہ احترام کی نظر سے دیکھا جاتا رہا ہے، وہ ہمیشہ ہندوستانی تہذیت کے نمائندے رہے ہیں۔ ہمارے ملک کی نصف سے زائد آبادی کسانوں پر مشتمل ہے، لیکن ان دنوں ملک کا یہ محترم طبقہ بڑے تشویش ناک دور سے گزر رہا ہے، دو مہینے سے زائد عرصے سے یہاں کے کسان مرکزی حکومت کے خلاف سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر ہیں، پہلے وہ پنجاب، ہریانہ اور ملک کے مختلف علاقوں میں اپنا علم احتجاج بلند کرتے رہے، پھر وہ دارلسلطنت دہلی کے سرحدوں پر مسلسل دو مہینے سے پورے عزم و حوصلے کے ساتھ دھرنے پر بیٹھے ہیں، ان کی مانگ ہے کہ نئے زرعی قوانین کو مرکزی حکومت واپس لے، یہ قوانین کسی طرح کسانوں کے مفاد میں نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ان قوانین کے نفاذ سے ملک کے کسان چند سرمایہ داروں کے رحم و کرم پر زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں گے اور سرمایہ دار من مانی قیمتوں پر ان کا اناج اور غلہ خریدیں گے، کسانوں کا یہ ملک گیر آندولن عوامی تحریک کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے اور اس میں دن بہ دن شدت آتی جا رہی ہے۔ اس تاریخی آندولن کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالنے سے قبل ہم یہاں نئے زرعی قوانین اور ان پر کسانوں کے خدشات اور اعتراضات کا ایک جائزہ پیش کرتے ہیں۔

پہلا قانون: زرعی پیداواری تجارت اور تجارت [فروغ اور آسانیاں] ایکٹ، اے پی ایم سی [زراعت پروڈکٹ مارکٹ کمیٹی] کی رجسٹرڈ منڈیوں سے باہر فصلوں کو فروخت کرنے والے کسانوں اور تاجروں کو آزادی حاصل ہوگی۔ فصل بغیر کسی پابندی کے ملک میں کہیں بھی فروخت کی جا سکتی ہے۔ اس قانون میں مناسب قیمت کے لیے نقل و حمل اور مارکیٹنگ کے اخراجات کو کم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ الیکٹرانک کاروبار کے لیے آسان فریم ورک کی تشکیل دینا اس قانون میں شامل ہے۔

کسانوں کا سوال: اگر مارکیٹ اے پی ایم سی کے باہر تیار کیا جائے گا تو منڈی ٹیکس کا کیا ہوگا؟ اس سے وابستہ بہت سے لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔ مارکیٹ کے باہر کھلنے سے منڈی بند ہونے کا امکان ہے اور اس کے بعد ایم ایس پی بھی ختم ہو جائے گی۔ حکومت کے ذریعہ منڈیوں کو مضبوط بنانے کے لیے بنائے گئے ای۔ نام نظام کا کیا ہوگا؟

دوسرا قانون: کاشتکار [بااختیار اور تحفظ] قیمت انشورنس اور

استاذ دار العلوم غریب نواز، داہوگنج، کشی نگر، (یوپی)

زرعی خدمات ایکٹ سے متعلق معاہدہ۔ کاشتکاری معاہدہ کے تحت کانٹریکٹ فارمنگ کرنے کی اجازت۔ اس کے لیے قومی فریم ورک کی سہولت۔

اس معاہدے کے تحت کسان براہ راست زرعی تجارتی کمپنیوں، فرموں، تھوک فروشوں، برآمد کنندگان یا بڑے خوردہ فروشوں کے ساتھ معاہدے کرسکیں گے اور اسی وقت قیمت بھی طے کی جائے گی۔ معاہدہ صرف فصلوں کے تعلق سے ہوگا، کسانوں کی زمین سے متعلق کوئی معاہدہ نہیں کیا جائے گا۔

اگر فصل کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو کسانوں کو اس کا ایک حصہ ادا کرنا پڑے گا، لیکن اگر قیمت کم ہوجاتی ہے تو انہیں معاہدے والی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اس کے علاوہ کسان کسی بھی وقت معاہدے سے باہر آسکتے ہیں اور کوئی معاملہ پیش آجاتا ہے تب کسان ایس ڈی ایم کے پاس جاکر اپنی شکایت درج کراسکتا ہے۔ اس کا فائدہ پانچ ایکڑ سے کم رقبہ رکھنے والے کسان حاصل کرسکیں گے۔ معاہدہ کرنے والی کمپنیوں کو اعلی معیار کے بیج، تکنیکی مدد اور فصلوں کے انشورنس کی سہولیات فراہم کرنا ہوں گی۔

کسانوں کا سوال: کمپنیوں کے ساتھ معاہدے کے دوران کسان کمزور حالت میں ہوں گے۔ چھوٹے موٹے کسان کمپنیوں پر دباؤ نہیں ڈال سکیں گے۔ کمپنیاں ان کے ساتھ من مانی کرسکتی ہیں۔ تنازع کی صورت میں کمپنیاں فائدہ اٹھائیں گی، کیوں کہ ان کے پاس سرمایہ ہوگا۔ معاہدے کے دوران کھیتوں میں ڈھانچہ تیار کرتے ہوئے زمین کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

تیسرا قانون: ضروری اشیا [ترمیم] ایکٹ

دال، تیل، پیاز، آلو، خوردنی تیل اور دیگر فصلوں کو ضروری اشیا کی فہرست سے خارج کردیا گیا ہے، یعنی ایمرجنسی کے علاوہ ان اشیا کا کسی بھی مقدار میں ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ ابھی تک یہ عمل قانونی نہیں تھا۔ اس سہولت کی وجہ سے زراعتی شعبے میں نجی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ کولڈ اسٹوریج اور سپلائی چین میں سرمایہ کاری بڑھے گی جب کہ سامان کی قیمتیں مستحکم رہیں گی۔ اب تک درج ذیل چیزیں ان میں شامل تھیں:

کھاد، کھانے پینے کا سامان، خوردنی تیل، کپاس، پٹرولیم اور پٹرولیم مصنوعات سے بنا ہوا پانک سوت، کچا جوٹ، جوٹ ٹیکسٹائل، بیج، چہرے کے ماسک سمیت سینٹائزر وغیرہ۔

کسانوں کا سوال: ذخیرہ اندوزی ہونے کی وجہ سے سامان کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ اسی کے ساتھ مصنوعی قلت پیدا کرکے قیمتوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اشیائے خوردونوش برآمدات کے لالچ میں باہر بھیج دیے جائیں گے اور ملک میں ان سامانوں کی کمی ہوگی۔ کمپنیاں کسانوں کو کم قیمتیں طے کرنے پر مجبور کریں گی۔

ایم ایس پی [MSP] پر تنازع: فی الحال 23/ فصلوں پر ایم ایس پی دستیاب ہے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ باقی فصلوں کی قیمتوں پر کسانوں کا کوئی کنٹرول نہیں ہوگا اور اسے کم قیمت پر فروخت کرنے کے لیے کسان مجبور ہوں گے۔

ایم ایس پی کو ابھی تک کسی قانون میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ حکومت ایک حکم نامے کے تحت اسے جاری رکھے ہوئے ہے لہذا کسانوں کو خوف ہے کہ اسے کسی بھی وقت ختم کیا جاسکتا ہے۔

ایم ایس پی [MSP] کیا ہے؟: حکومت کسانوں سے جس شرح پر فصلیں خریدتی ہے، اسے ایم ایس پی [MSP] یعنی Minimum support price کہا جاتا ہے۔ حکومت زرعی پیداوار کی ہر سال ایک کم از کم قیمت [ایم ایس پی] طے کرتی ہے، جس سے کسانوں کو کافی فائدہ ہوتا ہے۔ مرکزی حکومت نے کہا ہے کہ وہ ایم ایس پی ختم نہیں کرے گی لیکن دل چسپ بات یہ ہے کہ نئے زرعی قوانین میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ کسانوں کی طرف سے ان قوانین کی مخالفت کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے۔

فی الحال 23/ فصلوں پر ایم ایس پی دی جاتی ہے۔ مارکیٹ میں اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے ایم ایس پی نظام بنایا گیا ہے۔ حکومت ان فصلوں کو اپنے گوداموں میں جمع کرتی ہے۔ پی ڈی ایس [PDS] کے تحت حکومت بی پی ایل [BPL] کنبوں کو یہ اناج کم قیمت پر مہیا کرتی ہے۔ [مذکورہ مواد etvbharat.com سے تلخیص کے ساتھ لیا گیا ہے]

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان میں تقریباً 85/ فیصد کسان کافی غریب ہیں۔ ان کے پاس پانچ ایکڑ سے بھی کم زمین ہے اور ان کے لیے اپنی پیداوار کو فروخت کرنے کے سلسلے میں بڑے خریداروں سے معاملہ طے کرنا مشکل ہوگا۔ موجودہ نظام میں منڈی کے مالک مشکل گھڑی میں کسانوں کی مالی مدد بھی کرتے ہیں، بڑی کمپنیوں سے اس طرح کسی انسانی ہمدردی کی امید نہیں کی جاسکتی۔

ان قوانین کو درست ٹھہرانے کے لیے حکومت کی دلیل یہ ہے کہ ان قوانین سے کسانوں کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی پیداوار کو

حکومت کے زیر انتظام منڈیوں میں فروخت کرنے کی مجبوری سے آزاد ہوجائیں گے۔ وہ کسی بھی بڑے کاروباری شخص کے ساتھ معاہدے کر سکیں گے اور اپنی پیداوار کو کسی بھی تاجر یا کارپوریٹ کمپنی کو اور ملک میں کہیں بھی فروخت کر سکیں گے، جس سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

کسان رہنما اسے جھوٹ اور فریب قرار دے رہے ہیں۔ آل انڈیا کسان سبھا کے قومی جنرل سکریٹری اتول کمار انجان نے ڈی ڈبلیو اردو کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی حکومت کسانوں کو مسلسل دھوکے دے رہی ہے، "اس نے عوام کو سچائی بتائے بغیر، جھوٹ اور فریب کا سہارا لیتے ہوئے کسان مخالف بل منظور کرا لیے ہیں۔" اتول کمار انجان کا کہنا تھا کہ حکومت کسانوں کی آمدنی کو دوگنا کرنے کے نام پر بھی دھوکے دے رہی ہے۔ کیوں کہ اب کسانوں کی پیداوار منڈیوں میں فروخت ہونے کی بجائے اونے پونے داموں پر بڑے کاروباری خرید لیں گے۔

زرعی امور کے ماہر ہرویر سنگھ کہتے ہیں:

"ایم ایس پی [MSP] لفظ کا اس قانون میں کہیں ذکر ہی نہیں ہے۔ میری پچھلے دنوں وزیر زراعت سے بات چیت ہوئی تھی، ان کا کہنا تھا کہ ایم ایس پی کوئی قانون نہیں ہے۔ یہ ایک اسکیم ہے۔"

ہرویر سنگھ کے مطابق چوں کہ یہ ایک اسکیم ہے اور حکومت جب چاہے کسی اسکیم کو صرف دو سطری حکم سے ختم کر سکتی ہے۔

136/ کروڑ آبادی والے ہمارے ملک میں تقریباً پچاس فیصد افراد زراعت پر منحصر ہیں۔ ہرویر سنگھ کا کہنا تھا کہ لوگ فی الحال زراعت کو اپنا کام سمجھ کر کرتے ہیں لیکن جب بڑی کمپنیاں اس کاروبار سے وابستہ ہوجائیں گی تو ان لوگوں کی حیثیت یومیہ مزدور جیسی ہوجائے گی۔ یہ بھارت کے سوشل سکیورٹی اور فوڈ سکیورٹی کے لیے بھی ہلاکت خیز ہوگا۔

کسانوں کے یہ خدشات بالکل بے بنیاد نہیں ہیں، مرکزی حکومت کی پالیسیاں اور سرمایہ داروں کے ساتھ مرکزی حکومت کی وفاداریاں ان خدشات کو تقویت پہنچاتی ہیں، کسانوں کے یہ خدشات اس وقت اور بھی گہرے ہو جاتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ پانی پت سمیت ملک کے مختلف گوشوں میں کئی بڑے پونجی پتیوں کے بڑے بڑے گودام بن کر تیار ہیں، جنھیں اس قانون کے نفاذ کا انتظار ہے۔

کسان اور حکومت کے درمیان خلیج کو کم کرنے اور ناراض کسانوں سے تبادلۂ خیال کے لیے مرکزی حکومت کے نمائندوں نے کسان رہنماؤں کے ساتھ کئی دور کی بات چیت کی ہے، لیکن بات چیت کے یہ سارے ادوار بے نتیجہ رہے ہیں۔ حسب عادت مرکزی حکومت اس معاملے کو سپریم کورٹ بھی لے جا چکی ہے، سماعت کے دوران سپریم کورٹ نے مرکزی حکومت کی سرزنش کرتے ہوئے فوری طور پر اس قانون کے نفاذ کو موخر کر دیا ہے، اور اس قانون کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لینے کے لیے چار رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کمیٹی میں شامل چاروں ارکان پہلے سے ہی ان تینوں قوانین کی حمایت میں ہیں، پھر یہ لوگ کسانوں کی بات کیسے سنیں گے؟ یہ سوال بھی کیا جارہا ہے کہ جو لوگ پہلے سے ہی حکومت کے فیصلوں کے حامی ہیں ایسے لوگوں کو ہی اس کمیٹی کے اراکین میں شامل کیوں کیا گیا؟ کیا یہ سب حکومت کے اشاروں پر تو نہیں ہو رہا ہے؟ کیا کسانوں کے احتجاج کو ختم کرنے کے لیے عدالت کا سہارا لیا جارہا ہے؟ یہ اور اس طرح کے درجنوں سوالات لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہو رہے ہیں، یہ سوالات اس لیے بھی پیدا ہو رہے ہیں کہ عدالت عظمیٰ نے 6/ سال میں ایک بار بھی موجودہ حکومت کے فیصلے کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا اور نہ کوئی سرگرمی دکھائی، چھ سالوں میں کئی ایک ایسے فیصلے کیے جس سے عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور اب تک کرنا پڑ رہا ہے، لیکن ایک بار بھی سپریم کورٹ نے ان فیصلوں کی مخالفت نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ عوام کی ایک بڑی تعداد کا بھروسہ عدلیہ سے اٹھتا جارہا ہے جو جمہوری نظام کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ اس ضمن میں دل چسپ بات یہ ہے سپریم کورٹ کی چار رکنی کمیٹی کا ایک رکن استعفیٰ دے چکا ہے، اب دیکھنا یہ ہے آگے ان کی جگہ کسے منتخب کیا جاتا ہے۔

کسانوں کا پُرامن احتجاج جاری ہے، اس احتجاج کو تقریباً دو مہینے ہو چکے ہیں، احتجاجی مظاہروں میں شامل کسان لیڈروں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس متنازع قانون کی واپسی کے علاوہ دوسری کوئی چیز ہرگز منظور نہیں ہے، ان تینوں بل کی واپسی ہی مسئلہ کا واحد حل ہے، ورنہ یہ احتجاج جاری رہے گا۔ کسانوں کے جوش و جذبے میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ ہر روز اس میں شدت ہی پیدا ہو رہی ہے، کسانوں نے پیچھے ہٹنے سے صاف انکار کر دیا ہے، اور اس کے لیے وہ ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے پر عزم ہیں، سو سے زائد کسانوں کی آندولن کے دوران موت بھی ہو چکی ہے۔

کسانوں کی اس تحریک کو ناکام بنانے کے لیے اب تک بہت ساری کوششیں کی گئی، ان کی تحریک کو بدنام کرنے اور ختم کرنے کے لیے بہت

سے حربے آزمائے گئے، لیکن کسانوں کی سوجھ بوجھ اور کسان رہنماؤں کی حکمت عملی کی وجہ سے حکومت کو اس میں ناکامی ہی ہاتھ آئی، اب مرکزی تفتیشی ایجنسی این آئی اے نے کئی کسان رہنماؤں پر معاملہ درج کرا نہیں نوٹس بھیج دیا ہے، یہ بھی کسان تحریک کو کچلنے کا ایک حربہ ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مرکزی حکومت نے اس مسئلے کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہے یا پھر وہ واضح اکثریت حاصل ہونے کے غرور میں اس قدر چور ہے کہ وہ ملک کے ایک بڑے طبقے کے مفادات کو کچل کر مٹھی بھر سرمایہ داروں خوش کرنے میں فخر محسوس کر رہی ہے۔ مرکزی حکومت نے اگرچہ نئے زرعی قوانین کی مختلف شقوں میں ترمیم کے لیے حامی بھرلی ہے، لیکن ان قوانین کی منسوخی پر بالکل آمادہ نہیں ہے، شاید اسے لگتا ہے کہ اس قانون واپس لینا مستقبل میں کئی اہم قوانین کی واپسی کے لیے ہونے والے مظاہروں کو تقویت پہنچانا ہوگا۔

کئی مہینوں سے جاری کسان آندولن اور اس آندولن کی قیادت اور اس میں شامل افراد کے عزم و حوصلہ اور ان کی قوت ارادی قابل داد ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ملک کے کسان خاص طور سے پنجاب اور ہریانہ کے سکھ کسان متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے مرکزی حکومت کے خلاف کھڑے ہیں، ان کے اس آندولن میں ان کی تنظیمیں، ان کے گُرودُوارے، ان کے اہل ثروت کھل کر ساتھ دے رہے ہیں، جو جس طرح تعاون کر سکتا ہے، کر رہا ہے، مسلسل لنگر کا اہتمام ہے، ضروریات زندگی سے متعلق سارے سامان یہاں فری میں مہیا ہیں، یعنی کسانوں کے اس برے وقت میں ان کو اکیلا نہیں چھوڑا گیا ہے، بلکہ ملک کے دوسرے افراد بھی ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں، در اصل یہ قوانین صرف کسانوں کے مفادات کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ ان کے برے اثرات سے ہر طبقے کے لوگ متاثر ہوں گے، جب غذائی اجناس کی قیمتیں بڑھیں گی اور گوبھی، آلو، دال، آٹا جیسے ضروری اشیا سرمایہ داروں کی تحویل میں آکر کئی گنا قیمتوں پر بکنے لگیں گی تو ہندوستان کا عام طبقہ بھی پریشان ہوگا اور ان کے لیے دو وقت کی روٹی کا انتظام مشکل ہو جائے گا، اس لیے عام لوگ بھی اس تحریک کا حصہ بن رہے ہیں، اور اسے کسانوں کی تحریک سے عوامی تحریک کا درجہ حاصل ہو رہا ہے۔

کسان آندولن کا ڈسپلن اور اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے اجتماعی جد وجہد ہمارے لیے ایک نمونہ ہے، یہ اجتماعیت ہمیں اپنے مظاہروں میں نظر نہیں آتی، ہمارے حقوق کی حفاظت کے لیے جد وجہد کرنے والوں کا ہم اس طرح ساتھ نہیں دے پاتے جس طرح کسانوں نے اپنے مظاہرین کا دیا ہے، اس آندولن کو ہمیں اس زاویے بھی دیکھنا چاہیے۔ ☆☆☆

نئے زرعی قوانین کسانوں کے لیے ناقابلِ قبول

محمد اشفاق عالم نوری فیضی

کسان ہر وہ شخص جو مٹی کو سونا بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے جو بنجر زمین کو اپنی محنت سے سرسبز میں بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے کسان کہلاتا ہے۔ ایک کسان کی زندگی بہت کٹھن اور بیش بہا مسائل میں گھری ہوتی ہے کیونکہ وہ صبح سویرے سورج کی روشنی آسمان افق پر نمودار ہونے سے پہلے اٹھتا ہے اور سورج ڈھلنے تک اپنی فصل کو ہمیشہ بہتر سے بہتر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس پوری دنیا میں کسان کی ہی مرہون منت ہے جس ملک کی زراعت کو دیکھیں یا اس ملک کے کسان کو دیکھیں اگر اس ملک کا کسان خوشحال ہے تو سمجھیں سارا ملک خوشحال ہے۔ بعض اوقات کسان کو اپنی فصلوں سے بھاری نقصانات بھی اٹھانے پڑتے ہیں اور بعض اوقات بھاری نفع بھی ملتا ہے مگر وہ ہمیشہ اپنی محنت جاری رکھتا ہے۔

لیکن ان ساری محنتوں اور کسان کی کوششوں کے باوجود خود کسان اپنے حقوق کی وصولیابی سے محروم ہے۔ ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے کسان اپنی مانگوں کے ساتھ ریلی میں مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ان کی اہم مانگ ہے کہ ان کا قرض معاف کیا جائے۔ معلوم ہو کہ مرکزی حکومت کی جانب سے زراعت سے متعلق تین بل، کسان پیداوار ٹریڈ اور کامرس (فروغ اور سہولت) بل 2020ء، کسان امپاورمنٹ اور تحفظ empowerment and protection، پرائس انشورنس کنٹریکٹ اور زرعی خدمات بل 2020ء اور ضروری اشیاء ترمیم بل 2020ء کو گزشتہ 22 ستمبر کو صدر جمہوریہ نے منظوری دے دی تھی جس کے خلاف کسان مظاہرہ کر رہے ہیں۔ کسانوں کو اس بات کا خوف ہے کہ انڈین گورنمنٹ ان قوانین کے ذریعے ایم ایس پی دلانے کے لیے نظام کو ختم کر رہی ہے اور اگر اس کو لاگو کیا جاتا ہے تو کسانوں کو تاجروں کے رحم پر

رکن مجلس علمائے مغربی بنگال، شمالی کولکاتا

جینا پڑے گا۔ دوسری جانب مرکز میں بی جے پی کی قیادت والی مودی گورنمنٹ نے بار بار اس سے انکار کیا ہے۔ گورنمنٹ ان قوانین کو تاریخی زرعی اصلاح کا نام دے رہی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ زرعی پیداوار کی فروخت کے لیے ایک متبادل نظام بنا رہے ہیں۔

کسان تنظیموں نے کہا ہے کہ گورنمنٹ نے زرعی قوانین میں بے مطلب ترمیم کرنے کی بات کو دوہرائے، کیونکہ انہیں پہلے ہی خارج کیا جا چکا ہے، بلکہ بات چیت کو بحال کرنے کے لیے تحریری طور پر ٹھوس پیش کش لے کر۔ گورنمنٹ کی بات چیت کی پیشکش پر دبے جواب میں کسان رہنماؤں نے پریس کانفرنس میں کہا کہ اگر انہیں کوئی ٹھوس تجویز ملتی ہے تو وہ کھلے ذہن سے بات چیت کے لیے تیار ہیں لیکن یہ صاف کہا کہ وہ متنازعہ قوانین کو پوری طرح سے رد کرنے اور ایم ایس پی کے لیے قانونی گارنٹی سے کم پر کچھ بھی قبول نہیں کریں گے۔

نیا قانون کیا ہے؟ انڈین پارلیمان نے ستمبر 2020ء کے تیسرے ہفتے میں زراعت کے متعلق یکے بعد دیگرے تین بل متعارف کرائے جنہیں فوراً قانونی حیثیت دے دی گئی۔ ان میں ایک زرعی پیداوار اور تجارت اور کامرس قانون 2020ء ہے جبکہ دوسرا کسان امپاورمنٹ اور پروٹیکشن زرعی سروس قانون 2020ء ہے جس میں قیمت کی یقین دہانی اور معاہدے شامل ہیں۔ تیسرا قانون، ضروری اشیاء (ترمیمی) قانون ہے۔

پہلے قانون میں ایک ماحولیاتی نظام بنانے کے لیے ایک دفعہ موجود ہے جہاں کسانوں اور تاجروں کو مارکیٹ کے باہر فصلیں فروخت کرنے کی آزادی ہوگی۔ ان کی دفعات میں ریاست کے اندر اور دو ریاستوں کے مابین تجارت کو فروغ دینے کے بارے میں کہا گیا ہے جس کی وجہ سے مارکیٹنگ اور نقل حمل کے اخراجات کو کم کرنے کی وجہ سے مارکیٹنگ اور نقل وحمل کے اخراجات کو کم کرنے کی بات کہی گئی ہے۔

کسان امپاورمنٹ پروٹیکشن:

زرعی قانون 2020ء میں زرعی معاہدوں پر قومی فریم ورک مہیا کیا گیا ہے۔ اس بل سے کاشتکاروں کو زرعی مصنوعات، فارم خدمات، زرعی کمپنیوں، پروسیسرز، تھوک فروشوں، بڑے خوردہ فروشوں اور برآمد کنندگان کی فروخت میں شامل ہونے کا اختیار دیا گیا ہے۔ معیاری بیج کی فراہمی کو یقینی بنانا، تکنیکی مدد اور فصلوں کی صحت کی نگرانی کے ساتھ معاہدہ کرنے والے کسانوں کو قرض کی سہولیات اور فصلوں کے انشورنس فراہم کی جائے گی۔ ضروری اشیاء (ترمیمی) قانون 2020ء کے تحت اناج، دالیں خوردنی تیل، پیاز، آلو کو اشیائے ضروریہ کی فہرست سے نکالنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ان قوانین پر ملک میں منقسم رائے مانی جاتی ہے ملک وزیر اعظم نریندر مودی کا دعوی ہے کہ ان قوانین سے جو اصلاحات کی جارہی ہیں وہ زراعت کے شعبے کے لیے ایک اہم موڑ ثابت ہوں گی۔ دوسری طرف ملک کی حزب اختلاف نے ان قوانین کو کسان مخالف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کسانوں کے لیے ایک طرح سے موت کا پروانہ ثابت ہوں گے۔

ملک میں کسانوں کی تنظیمیں بھی ان پر احتجاج کر رہی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ یہ قوانین غیر منصفانہ ہیں اور ان سے کسانوں کا استحصال ہوگا۔ قانونی اصطلاحات کی خاص معاشی ماہرین نے جزوی طور پر ان کا خیر مقدم کیا لیکن ان کا کہنا ہے کہ اس کام کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا یہ طریقہ کار درست نہیں ہے اور اس سے متوقع نتائج حاصل نہیں کیے جاسکیں گے۔ کسانوں کا مطالبہ ہے کہ وہ دہلی کے تاریخی رام لیلا میدان میں جا ہو کر اپنا پر امن مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں جب کہ حکومت کی جانب سے کہا گیا ہے کہ دہلی کے مضافاتی علاقے براری جائیں پھر ان سے بات چیت ہو سکتی ہے۔ نئے زرعی قوانین کے خلاف دہلی ہریانہ کے بارڈر پر کسانوں کا احتجاج جاری ہے۔ اسی کے ساتھ سخت سیکورٹی انتظامات کے درمیان کسان دہلی، اتر پردیش، غازی پور اور غازی آباد سرحد پر اپنا احتجاج جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دراصل وزیر داخلہ امت شاہ نے کہا تھا کہ مرکزی حکومت کسانوں کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے تیار ہے لیکن پہلے انھیں سنگھو اور ٹکری سرحدوں سے دہلی کے براری میدان میں آنا ہوگا۔ ہریانہ حکومت نے کسانوں کو دہلی آنے سے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہی اور اب وہاں کی کھاپ برادری نے بھی کسانوں کی تحریک کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ کھاپ برادری دہلی کے نواح میں جاٹوں پر مشتمل بہت بااثر برادری ہے۔

ایگریکلچرل پروڈیوسس مارکیٹنگ کمیٹی قانون:

بھارت میں تقریباً 55 برس پرانے ایگریکلچرل پروڈیوس مارکیٹنگ کمیٹی کی رو سے کسان اپنی پیداوار کو ملک کی 7000 سے زائد سرکاری منڈیوں میں کمیشن ایجنٹ کے ذریعے فروخت کرتے ہیں۔ اس کا مقصد انہیں بڑے ادارہ جاتی خریداروں کے استحصال سے بچانا ہے۔ حکومت کی دلیل ہے کہ کمیشن ایجنٹوں کا خاتمہ ہو جانے سے

کسانوں اور صارفین دونوں کو فائدہ ہوگا۔ تاہم زرعی امور کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کے نتائج تباہ کن ہو سکتے ہیں کیونکہ جہاں بھی اس طرح کا تجربہ کیا گیا ہے وہاں کسانوں کا نقصان ہو رہا ہے۔

نقصان کیسے ؟ کسان نیوز چینل کی چیف ایڈیٹر سر ہرویر سنگھ نے ڈی ڈبلیو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا اس طرح کا نظم صرف اور صرف بہار میں ہے لیکن اس سے نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ مکّے کے 1765 روپے فی کوئنٹل کم از کم سرکاری قیمت کے مقابلے میں بہار کے کسانوں کو مکّے کی اپنی فصل 900 روپے فی کوئنٹل فروخت کرنی پڑی۔ ہرویر سنگھ کہتے ہیں کہ اگر بھارت میں اپنی مصنوعات خود فروخت کرنے کا یہ نظام مثالی ہوتا تو بہار کے کسان ہر سال برباد نہیں ہوتے۔

کسانوں میں غربت: بھارت میں تقریبا 85 فیصد کسان کافی غریب ہیں۔ ان کے پاس پانچ ایکڑ سے بھی کم زمین ہے اور ان کے لئے اپنی پیداوار کو فروخت کرنے کے سلسلے میں بڑے خریداروں سے معاملہ طے کرنا مشکل ہوگا۔ اس کے علاوہ موجودہ نظام میں کمیشن ایجنٹ مشکل گھڑی میں کسانوں کی مالی مدد کرتے ہیں تاہم بڑی کمپنیوں سے اس طرح کسی انسان ہمدردی کی امید رکھنا فضول ہے۔

بھارت میں حکومت زرعی پیداوار کے ہر سال ایک کم از کم قیمت (MSP) لے کرتی ہے۔ جس سے کسانوں کو کافی فائدہ ہوتا ہے مودی حکومت نے کہا ہے کہ وہ ایم ایس پی ختم نہیں کرے گی لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ نئے زرعی قوانین میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ کسانوں کی طرف سے ان قوانین کی مخالفت کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے۔

ماہرین کی رائے: زرعی امور کے ماہر ہرویر سنگھ کہتے ہیں ایم ایس پی لفظ کہ اس قانون میں اس کا کہیں ذکر ہی نہیں ہیں۔ میری پچھلے دنوں وزیر زراعت سے بات چیت ہوئی تھی، ان کا کہنا تھا کہ ایم ایس پی کوئی قانون نہیں ہے یہ ایک اسکیم ہے، ہرویر سنگھ کے مطابق چونکہ یہ ایک اسکیم ہے اس لیے حکومت جب چاہے کسی اسکیم کو صرف دوسری حکم سے ختم کر سکتی ہے۔ 130 کروڑ آبادی والے بھارت میں تقریبا 50 فیصد افراد زراعت پر منحصر ہیں جن کا کہنا ہے کہ لوگ فی الحال زراعت کو اپنا کام سمجھ کر کرتے ہیں لیکن جب بڑی کمپنیاں اس کاروبار سے وابستہ ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی حیثیت یومیہ مزدور جیسی ہو جائے گی ۔ یہ بھارت کے سوشل سیکورٹی اور فوڈ سیکورٹی دونوں کے لیے ہلاکت خیز ہوگا۔

تاریخی اقدام اور ہمارا اظہار خیال: تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی زراعت سے متعلق ان قوانین کو تاریخی حیثیت کا حامل قرار دے رہے ہیں لیکن اس سے پہلے بھی انہوں نے بڑے کرنسی نوٹوں پر پابندی (نوٹ بندی)، جی ایس ٹی، ایل پی جی (رسوئی گیس) پٹرول، ڈیزل، آلو پیاز کی قیمت میں حد سے زیادہ اضافہ اور پھر کرونا کی وجہ سے لاک ڈاؤن کو تاریخی بتاتے ہوئے بے شمار فائدے گنوائے تھے جس کا حشر ہمارے سامنے ہے اور ہاں کبھی این آر سی، سی اے اے جیسے قوانین کے فوائد شمار کرا کے ہندوستان کے عوام کے اوپر زبردستی نافذ کرنا چاہتے ہیں اور لمبی مدت تک کے لیے وزیر اعظم کی کرسی پر اپنے آپ کو قابض دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ہاں یہ بھی یاد رہے کہ مودی حکومت نے ان زرعی قوانین کو گزشتہ جون میں ہی آرڈیننس کی شکل میں نافذ کر دیا تھا لیکن اب انہیں باضابطہ قانونی شکل دی جا چکی ہے۔

جس کی مخالفت میں آج تقریبًا مہینوں سے ہندوستان کے کسان دہلی میں پہنچ کر سرحد بارڈر پر احتجاج کر رہے ہیں اور احتجاج بھی کیوں نہ ہو جبکہ انہیں کسانوں کو ہندوستان کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے جبھی تو انکی شان میں نعرہ بلند ہوتے دیکھا جاتا ہے "جے جوان جے کسان" آج ہماری اچھی زندگی گزر رہی ہے تو انہیں کی مرہون منت ہے لیکن افسوس صد افسوس مودی کی آنکھ اب تک بند پڑی ہے۔ اس کڑاکے کی ٹھنڈک میں اپنے مطالبات کو رکھتے ہوئے درجنوں مظاہرین کی جانیں جا چکی ہیں لیکن یہ مودی حکومت ہے کہ کان میں تیل ڈال کے پوری کابینہ نیند کی آغوش میں جا چکے ہیں، یہ حکومت شاہین باغ کے مظاہرین کی طرح سمجھ رہے ہیں، یہ کسان ہیں جس طرح بنجر زمین میں انہیں زراعت کرنا آتا ہے ایسے ہی کھیتوں میں لگی ہوئی سرسبز فصلوں کو کاٹنا بھی آتا ہے اگر ان کے مطالبات پورے نہ ہوئے تو اپنے ہسوے اور ہل بیل لے کر مودی کی سرسبز شاداب حکومت کو تہس نہس کرنے کے لیے بھی انکے پاس طاقت ہے، یہ اپنی حکومت کے نشے میں کب تک چور رہیں گے اور آئے دن کبھی، دلتوں، سکھوں مسلمانوں اور ہندوستان کے کسانوں پر ظلم و زیادتی کرتے رہیں گے۔

ظلم پھر ظلم ہے ابھرے گا تو دب جائے گا
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

☆☆☆☆

نقد ونظر

احوال وآثار شیخ جلال الدین تبریزی

تبصرہ نگار: محمد ساجد رضا مصباحی

کتاب :	احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی
مؤلف :	مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی
صفحات :	304
سن اشاعت:	1441ھ/2020ء
ناشر :	اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدرآباد
ہدیہ:	200/روپے

خطۂ بنگال میں اسلام کی شمع فروزاں کرنے اور توحید ورسالت کا پیغام عام کرنے کے لیے صوفیۂ عظام کے جو مقدس قافلے وارد ہوئے ان میں امام الصوفیہ، حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی علیہ الرحمہ کو اولیت حاصل ہے۔ آپ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے بنگال میں سہروردی سلسلۂ تصوف کو فروغ دیا۔ دراصل غیر منقسم ہندوستان میں سلسلۂ سہروردیہ کے جو اہم مراکز تھے، ان میں ملتان اور بنگال کو خاص اہمیت حاصل تھی، ملتان میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی خانقاہ اہل تصوف ومعرفت کا مرکز بنی ہوئی تھی، ادھر بنگال میں شیخ جلال الدین تبریزی نے رشد وہدایت اور تصوف وروحانیت کی بزم آراستہ کررکھی تھی۔

شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [متوفی:642ھ/1244ء] اپنے عہد کے جید عالم، متبحر فقیہ، بلند پایہ محدث اور بے مثال فلسفی ومعقولی تھے، دوسری جانب معرفت وروحانیت اور طریقت ومشیخیت کے بھی اعلیٰ مقام پر فائز تھے، ریاضت ومجاہدہ، زہد وتقویٰ میں بے نظیر تھے، مستجاب الدعوات تھے، جو کہہ دیتے ہوجاتا، جو چاہ لیتے کرگزرتے، آپ راجا لکھمن سین کے زمانے میں بنگال تشریف لائے، لکھنوتی [پنڈوہ شریف] اور دیو تلا میں خانقاہیں قائم کیں، پنڈتوں اور جوگیوں سے مناظرے کیے، بنگال کے جادوگروں اور ساحروں سے مقابلہ کیا، ہزاروں افراد آپ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے، راجا اور اس کے درباری بھی آپ کے گرویدہ ہوگئے، اس طرح بنگال میں اسلام کا جھنڈا لہرانے والوں میں آپ کو اولیت حاصل ہوئی

"احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی" خطۂ بنگال کے اسی اولین داعی ومبلغ کی حیات وخدمات پر مشتمل گراں قدر علمی، تحقیقی اور دستاویزی کتاب ہے، جس کے مؤلف علم وتحقیق کی دنیا میں امتیازی شناخت کے حامل عالم ومحقق حضرت مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی ہیں، اتر دیناج پور بنگال آپ کا آبائی وطن ہے، ان دنوں اتر پردیش کی ایک اہم دینی درس گاہ دارالعلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکر نگر کے عہدۂ صدارت پر فائز ہیں، ایک اہم ادارے میں درس وتدریس اور صدارت وقیادت کی منصبی ذمے داریوں کو بحسن وخوبی نبھانے کے ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ صوفیۂ بنگال آپ کی تحقیق وجستجو اور تصنیف وتالیف کا خاص محور ہیں، ادھر چند سالوں کے اندر آپ نے اس موضوع پر جس انداز میں کام کیا ہے وہ یقیناً تحقیق وریسرچ سے دل چسپی رکھنے والے علما ومحققین کے لیے مشعل راہ ہے، اس حوالے سے آپ کی تصانیف "حیات مخدوم العالم، آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان: احوال وآثار، ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی، شیخ نور قطب عالم حیات وخدمات اہل علم وادب کے مابین مقبول ہیں، آپ ڈیڑھ درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کا اسلوب نگارش بڑا دل پذیر ہے، برجستگی اور روانی آپ کی تحریر کے خاص عنصر ہیں، آپ جتنا اچھا لکھتے ہیں اتنا ہی اچھا بولتے بھی ہیں، تدریس، تحریر اور تقریر پر یکساں عبور یقیناً آپ پر اللہ جل شانہ کا خاص فضل ہے، جو کم ہی لوگوں کا حصہ ہوا کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی کے یہ کلمات صداقت پر مبنی ہیں کہ:

"مفتی عبدالخبیر اشرفی صاحب میدان قرطاس وقلم کے شہ سوار اور ترجمہ نگاری کے دُرِّ شہوار ہیں، آپ ایک بہترین عالم، فاضل اور منجھے ہوئے قلم کار ہیں، عربی زبان میں لکھی گئی اہم کتب کو اردو کے قالب میں ڈھالنا آپ کے اہم ترین مشاغل میں سے ایک ہے۔

[احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی، ص:26]

"احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی" میں کل 10/ابواب ہیں، ابتدائی صفحات میں خاک ہند کی بڑی قدآور شخصیتوں کے گراں قدر تاثرات اور تجزیے شامل ہیں، یہ تاثرات روایتی انداز میں صرف کتاب اور صاحب کتاب کی تعریف وتوصیف پر مشتمل نہیں ہیں، بلکہ ان عبقری شخصیتوں کے مبارک کلمات سے شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک تحقیقی دستاویز منظر عام پر لانے اور ان کے حوالے سے منتشر اور الجھے ہوئے مواد کو تحقیق کی

استاذ دارالعلوم غریب نواز داہو گنج، کشی نگر یوپی

کسوٹی میں پرکھ کر قارئین تک پہنچانے کی دشواریوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی صدر شعبۂ عربی مولانا آزاد نیشنل یونی ورسٹی حیدر آباد اپنے تاثراتی کلمات میں لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کے بیشتر احوال پردۂ خفا میں ہیں، اور اس کا شکوہ ان کے ہر سوانح نگار نے کیا ہے، اور جو حالات دستیاب ہیں، وہ سخت اضطراب وانتشار کا شکار ہیں، ایسے میں کسی بھی مصنف بالخصوص ایسے مصنف کی دشواری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو ایک تحقیقی علمی اور منہجی کتاب زیب قرطاس کرنا چاہتا ہے۔"

[احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی، ص:17]

اور بقول ڈاکٹر سید شمیم الدین منعمی:

" انھوں نے ماخذات پر توجہ صرف کی ہے اور اس کے نتائج اخذ کرنے میں جرح اور تنقید کے صحت مند اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے۔"

[احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی، ص:15]

ڈاکٹر سجاد عالم رضوی مصباحی، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ تاریخ پریسیڈنسی یونی ورسٹی، کولکاتا کے مطابق:

اس کتاب کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ موصوف نے تحقیق و تجزیہ کے ساتھ "تطبیق" کو بھی پیش نظر رکھا ہے ——— ہر روایت کے لیے وہ دستیاب حوالہ جات کو پیش کرتے ہیں اور اگر ان میں اختلافات ہوں تو ان کی وضاحت کرتے ہیں اور پھر علمی تجزیہ کے بعد ان میں تطبیق کی کوشش بھی کرتے ہیں، اس طرح سے یہ کتاب علم و تحقیق کے علمیاتی اور منہاجاتی معیاروں پر لکھی گئی ہے۔" [احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی، ص:20]

ان کے علاوہ قائد ملت حضرت سید محمود میاں قبلہ، ڈاکٹر سید فضل الرحمن کاظمی، مولانا عبد الخالق اشرفی وغیرہ کے قیمتی کلمات و تاثرات بھی کتاب کی اہمیت کو دوبالا کرتے ہیں۔

"احوال وآثار: شیخ جلال الدین تبریزی" میں درج ذیل دس ابواب ہیں:

❶ **باب اول**: سلسلۂ سہروردیہ اور بانیان سلسلۂ سہروردیہ ❷ **باب دوم**: ولادت، تعلیم و تربیت، خاندانی پس منظر، مرشدان طریقت ❸ **باب سوم**: شیخ تبریزی اور مشائخ سلسلۂ سہروردیہ تعلقات وروابط ❹ **باب چہارم**: شیخ جلال الدین تبریزی اور مشائخ سلسلۂ چشتیہ روابط و تعلقات ❺ **باب پنجم**: قیام دہلی ❻ **باب ششم**: قیام دہلی ❼ **باب ہفتم**: قیام بنگال سے وفات تک ❽ **باب ہشتم**: عکس شخصیت ❾ باب نہم: کشف و کرامات ❿ **باب دہم**: شیخ شبھو دیا۔ ایک تعارف مع خلاصہ۔

ان تمام ابواب میں مصنف نے بڑی مہارت کے ساتھ شیخ جلال الدین تبریزی کے حوالے سے دستیاب مواد کو چھان پھٹک کر اور کڑیوں سے کڑیاں ملا کر قارئین تک پہنچانے کی کوشش کی ہے، جن جن مقامات پر مولف کو تردد ہوا، یا راویوں میں اختلاف نظر آیا، انھوں نے مکمل تحقیق و جستجو کے بعد اپنا موقف بیان کیا ہے اور دیگر اقوال پر عدم اعتماد کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے، خاص بات یہ ہے کہ انھوں نے ثانوی حوالوں پر اعتماد نہیں کیا ہے بلکہ حتی الامکان اصل اور بنیادی ماخذ تک پہنچنے کی کوشش کی ہے، ایک تحقیقی اور دستاویزی سوانح کی یہ سب سے بڑی خوبی ہوتی ہے، جو اس کتاب میں جا بجا نظر آتی ہے۔

مولف نے شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے انٹرنیٹ پر دستیاب مواد کو بھی کھنگالا ہے اور ان پر بھرپور نقد فرمایا ہے، نیز ان کی سوانح پر انگریزی، بنگلہ، فارسی اور اردو زبانوں میں لکھی گئی کتب، مقالات اور مضامین کا بھی مطالعہ کر کے ان میں درج غیر معتمد اقوال اور بے بنیاد باتوں کو واشگاف فرمایا ہے۔

قدیم ماخذ میں شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات منتشر ہیں، شیخ کا تذکرہ سب سے زیادہ ملفوظات مشائخ چشت میں ملتا ہے، بقول مولف قدیم معتبر کتابوں میں آپ کے حالات سب سے زیادہ سیر العارفین میں ملتے ہیں، مؤلف نے اپنے مقدمے میں نے شیخ کے حالات پر تین غیر معتبر مراجع کا ذکر فرمایا ہے، "سفر نامہ شیخ جلال الدین جہانیاں جہاں گشت"، اس کتاب میں متعدّد ایسی باتیں ہیں، جنھیں قبول کرنے سے ذہن انکار کرتا ہے، اہل تحقیق کے نزدیک یہ کتاب غیر معتبر ہے۔ "سفر نامہ ابن بطوطہ"، اس کتاب میں ابن بطوطہ نے شیخ جلال الدین تبریزی سے ملاقات کا ذکر کیا ہے، جب کہ محققین کی ایک جماعت نے اس ملاقات کا انکار کیا ہے۔ "شیخ شبھو دیا" اس کتاب کا مصنف ہلا یودھا مشرا، وزیر راجا لکشمن سین کو بتایا جاتا ہے، جس میں شیخ کی متعدّد کرامتوں کا ذکر ہے، محققین نے اس کتاب کو جعلی قرار دیا ہے۔ [مقدمہ از مولف ملخصا]

کتاب کے معیار اور منہج تحقیق کو سمجھنے کے لیے مولف کی یہ وضاحت کافی ہے: "شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کے احوال و آثار لکھتے وقت ہم نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی مذکورہ

کمزور اور مشکوک مراجع سے کوئی بات نقل کی گئی ہے، اس کی نشان دہی کردی گئی ہے، اگر وہ بات دیگر معتبر اور اہم مراجع کے خلاف معلوم ہوئی تو اس کی تردید کردی گئی ہے، خصوصاً شیخ شبھو دیا کی کوئی بات ہم نے درج نہیں کی ہے۔" [مقدمۂ کتاب، ص:34]

اس کتاب کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ 800/ سال کے طویل عرصے کے بعد پہلی بار شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال واثار پر یہ ضخیم اور تحقیقی کتاب منظر عام پر آرہی ہے، اس کتاب کی تالیف کے لیے مولف نے 60/ سے زائد کتب اور مراجع ومصادر کو کھنگالا ہے اور دو سال کی کڑی محنت ومشقت کے بعد یہ اہم کتاب معرض وجود میں آئی ہے۔

مولف نے شیخ جلاالدین تبریزی کی سوانح نگاری کے ساتھ ضمناً متعدّد سلاسل تصوف اور شیخ کے معاصر صوفیہ کرام کے احوال بھی قلم بند فرمائے ہیں، یہ ضمنی تذکرے محض بیان حکایت کے لیے نھیں ہیں، بلکہ ان تذکروں کی روشنی میں شیخ کی شخصیت اور خدمات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

باب اول میں سلسلۂ سہروردیہ، بانی سلسلۂ سہروردیہ، شیوخ سلسلۂ سہروردیہ، بھارت میں سلسلۂ سہروردیہ کا ابتدائی دور اور اس کے اہم مراکز پر روشنی ڈالی گئی ہے، باب دوم میں شیخ جلال الدین تبریزی کی ولادت اور تعلیم وتربیت کے تذکرے کے ضمن میں اس عہد کے حالات کا ایک خاکہ ذہن نشیں ہوجاتا ہے، تذکرۂ مرشدانِ طریقت کے ضمن میں شیخ ابو سعید تبریزی، شیخ شہاب الدین تبریزی کی عظمتوں اور رفعتوں سے آشنائی ہوجاتی ہے۔ باب سوم میں شیخ جلال الدین تبریزی کے سفر ہند کی تفصیلات کے ساتھ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی، شیخ حمید الدین ناگوری کی جلوہ سامانیوں سے بھی بہرہ ور ہونے کا موقع ملتا ہے۔ باب چہارم میں شیخ جلا الدین تبریزی اور مشائخ سلسلۂ چشتیہ کے تعلقات وروابط کے جھروکوں سے اس عہد کے روحانی مراکز اور مقبولان بارگاہ الٰہی خصوصاً سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی، شیخ فرید الدین گنج شکر، شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کی بارگاہوں میں بھی حاضری ہوجاتی ہے، باب پنجم میں دہلی کے اندر شیخ جلالدین تبریزی کے قیام کے ضمن میں وہاں کی ہنگامہ آرائیوں اور نشیب وفراز کے عبرت آموز حالات کا بھی مشاہدہ ہوجاتا ہے، باب ششم میں قیام بدایوں کے بہانے بدایوں کے سیاسی وروحانی تعارف سے بھی آگاہی ہوجاتی ہے، باب ہفتم میں قیام بنگال سے وفات تک کے حالات کی اطلاع ملتی ہے، اسی سفر میں بنگال میں اسلام کی اشاعت، اس عہد کے بنگال کے سیاسی وتہذیبی حالات، ابن بطوطہ سے ملاقات پر مصنف کی راے اور شیخ کی حیات وخدمات سے جڑے بہت اہم واقعات سے بھی ذہن ودماغ میں محفوظ ہوجاتے ہیں۔ باب ہشتم میں شیخ جلال الدین تبریزی کا شخص وعکس موضوع سخن ہے، اس باب میں آپ کے علمی آثار، انقلاب آفریں تعلیمات، عبادات ومجاہدات اور اخلاق وکردار کے جلوے پوری آب وتاب کے ساتھ نظر آتے ہیں، باب نہم میں کشف وکرامات کو جگہ دی گئی ہے، جن سے شیخ جلال الدین تبریزی کی روشن ضمیری اور روحانی مقام ومرتبے کا اندازہ ہوتا ہے۔

پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد جہاں شیخ جلا الدین تبریزی کے احوال وآثار سے واقفیت ہوتی ہے، وہیں ان کی عظمتوں کے دیے بھی دل میں روشن ہوجاتے ہیں، اور اس عہد کی علمی وروحانی تاریخ بھی ذہن وودماغ کے پردوں پر نقش ہوجاتی ہے۔ مولف کا سدا بہار اسلوب بیان قاری کی دل چسپی کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کراتا ہے، مولف کا صاحب تذکرہ سے جذباتی تعلق ضرور ہے، لیکن حقائق کے بیان میں کہیں بھی ان کے جذبات غالب نہیں ہوئے ہیں۔

چند سال قبل اہل علم وادب کے مابین ایک محترم نام متعارف ہوا، ان کے کاموں نے ہندوستان کے اہل علم خصوصاً نئی نسل کے علماو محققین کو ان کی جانب متوجہ کیا، یہ مبارک نام محترم بشارت علی صدیقی کا ہے، اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدر آباد کے ڈائریکٹر ہیں، جدہ شریف میں قیام ہے، انھوں نے مختصر سے عرصے میں سو سے زائد کتابیں نئی تحقیق، ترجمہ اور تحشیہ کے ساتھ شائع کیا ہے، اور کمال یہ ہے کہ انھوں نے زیادہ تر کام نوجوان اہل علم سے کرایا ہے، گویا انھوں نے بہت سے نئے فارغین مدارس اور نوجوان مصنفین ومولفین کو اپنی صلاحیتوں کے بہتر استعمال کا ایک اہم پلیٹ فارم دیا ہے، ان کی کاوشیں یقیناً لائق مبارک باد ہیں، زیر تبصرہ کتاب کی کی ترتیب واشاعت میں بھی انھوں نے اہم کردار ادا کیا ہے، مولف نے اپنے مقدمے میں اس کا بڑے اہتمام کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے، کتاب کے آخری باب میں بشارت صاحب نے "شیخ شبھو دیا" نامی کتاب [جو شیخ جلال الدین تبری کی کرامات اور کہانیوں پر مشتمل ہے] کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے، سنسکرت میں لکھی گئی اس کتاب کا انگریزی ترجمہ سامنے رکھ کر انھوں چند صفحات میں اس کی عمدہ تلخیص پیش فرمائی ہے۔

کتاب کا گیٹ اپ عمدہ، سرورق دل آویز اور طباعت معیاری ہے، امید ہے کہ یہ کتاب بھی مولف کی دیگر تالیفات کی طرح مقبول عام وخاص ہوگی۔ ☆☆

منظومات

نعت رسول مقبول ﷺ

شیشۂ دل میں چمک ، مطلعِ ایمان میں آ
جلوۂ حُسنِ ازل ! دیدۂ وجدان میں آ
کو بہ کو قریۂ الفاظ کو دے ! عطرِ خرام
نوشۂ بزمِ دَنیٰ ! نعت کے ایوان میں آ
قَدرَأى الحَق کا پلا ! بادۂ گلفام مجھے
مَن رآنی کا لیے جام، شبستان میں آ
ہے تری ذات عجب ، مصحف اسرارِ جمال
رحلِ اِدراک پہ کُھل !فکر کے جُزدان میں آ
سوزنِ جذبۂ طاعت ہے شبِ دھر میں گم
اُسوۂ خندہ لبی ، صورت لمعان میں آ
گلشنِ زیست کے ہر خار کو غنچہ کر دے
نکہت گیسوے وَاللیل، رگِ جان میں آ
مجھ کو کرنا ہے دُرِ طلعتِ دنداں پہ نثار
گوہر بحر ثنا ! نُطق کے دامان میں آ
دشتِ فرقت ہو تری لَے سے چمن زارِ وصال
نغمۂ عشق ! لب و لہجۂ حسّان میں آ
بہرِ تقریب ، ندا ، عرش پہ آئی یعنی
اے محمد ! حرَمِ قربتِ رحمٰن میں آ
غفلتِ عیش میں ڈوبے نہ کہیں کشتیِ دل
المدد نوحِ عرب ! ہوں زدِ طوفان میں ، آ
سوے طیبہ ہو مرا قابل صد رشک ، سفر
آئے روضے سے اگر حرفِ صدا کان میں "آ"
اے مرے حرف ! نکل باندھ کے احرامِ درود
عرفۂ نور میں آ ! کعبۂ فیضان میں آ
باغِ سیفیؔ میں بھی اک صبحِ معطر جاگے
وَالضُّحیٰ رخ کی سحر گلشنِ ارمان میں آ

از: مفتی سید شاکر حسین سیفی
صدر شعبۂ افتا دارالعلوم محبوب سبحانی، کرلا، ممبئی،

نعت مصطفیٰ ﷺ

میری آنکھوں کو چھلکنا ہی نہیں آتا ہے
نعت لکھنے کا سلیقہ ہی نہیں آتا ہے

اپنی نیندوں کو کلیجے سے لگاؤں کیسے ؟
خواب میں گنبدِ خضرا ہی نہیں آتا ہے
دل مچلتا ہے مدینے کے لیے تو لیکن
ہجرِ طیبہ میں تڑپنا ہی نہیں آتا ہے
گنبدِ خضرا لگاتے ہی نظر آجائے
ایسا بازار میں چشمہ ہی نہیں آتا ہے
دھوپ طیبہ کی رہے پیشِ نظر ہی ورنہ
راستہ کوئی ہو سایہ ہی نہیں آتا ہے
جذب ہو جاتا مِرے دل میں بلالی جذبہ
جذبۂ دل کو وہ جذبہ ہی نہیں آتا ہے
مجھ کو سرکار کی سیرت کا ملا ہے صدقہ
کوئی کچھ بھی کہے غصہ ہی نہیں آتا ہے
اس کا کشکولِ گدائی بھی نہیں ہے خالی
مانگنے کا جسے لہجہ ہی نہیں آتا ہے
آپ کا اسمِ گرامی ہے وظیفہ اپنا
دوسرے نام کا نعرہ ہی نہیں آتا ہے

میرے سرکار کی محفل میں مِرا بھی اطہؔر
نام تو آتا ہے نامہ ہی نہیں آتا ہے

از: حسن رضا اطہر، بوکارو سٹی جھارکھنڈ

منقبت

در شان حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ

جام عرفان ، گل عشق رسالت دیکھو
منبع فیض، در حافظ ملت دیکھو

خدمت دین کا بخشا ہے خدا نے یہ صلہ
ہر گھڑی روضے پہ قرآں کی تلاوت دیکھو
قادری باغ ہے برکاتی مہک، رضوی نسیم
باغ فردوس میں فردوس کی نکہت دیکھو
عالمو ! علم کی خیرات یہاں بٹتی ہے
زاہدو! زہد و ورع صبر و قناعت دیکھو
باغ فردوس کی صورت میں یہ علمی گلشن
سیدی حافظ ملت کی کرامت دیکھو
باغ مارہرہ کی پاکیزہ ہواؤں کے طفیل
گلشن علم رضا کی یہاں نزہت دیکھو
سادگی اور قناعت کی مکمل تصویر
رونق روز و شب حافظ ملت دیکھو
خواہش مفتی اعظم پہ اسی در سے ہوئی
اعلی حضرت کے فتاوے کی اشاعت
کام خود بنتا ہے ہر ایک مخالف کا جواب
نہ یقیں ہو تو ابوالفیض کی سیرت دیکھو
عرس بوالفیض میں آکر ذرا چشم دل سے
اپنے اسلاف کی تابندہ روایت دیکھو
تیرا سب کچھ ہے اسی در کا اثاثہ عابدؔ
اپنی قسمت پہ مچلتی ہوئی قسمت دیکھو

از: عابد رضا برکاتی مصباحی ادروی

حضرت مولانا مفتی ریاض احمد حشمتی کا وصال پر ملال

از: مبارک حسین مصباحی

حضرت مولانا مفتی ریاض احمد حشمتی کا کانپور میں 26 جنوری 2021 بروز منگل اور پیر کی درمیانی شب 3 بجے وصال پر ملال ہو گیا، انا للہ و انا الیه راجعون. آپ برسوں سے شہر کان پور میں تدریس اور فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ جرأت مند، حق گو اور نڈر مفتی تھے۔ آپ مسائل و معاملات پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ آپ کی شہرت مفتیِ اعظم کان پور سے بھی تھی۔ موقع بہ موقع آپ کے تعلق سے خبریں اخبارات میں آتی رہتی تھیں مسلکی تصلب اور دینی حمیت آپ میں خوب تھی۔ مسلک اہلِ سنت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے مقبول ترین داعی تھے۔ آپ کے چاہنے والوں کا فرمانا ہے کہ آپ قول و عمل کے سنگم تھے۔ عام طور پر جو فرماتے تھے وہی کرتے تھے، اہلِ سنت کے مسائل سے دل چسپی رکھتے تھے۔ بد مذہبوں کے شدید مخالف تھے، اپنے خطابات اور فتاویٰ میں جم کر تردید فرماتے تھے۔ ، اپنے مرشدِ گرامی علیہ الرحمہ اور ان کے خانوادے سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے، امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ، شیر بیشۂ اہلِ سنت مناظرِ اسلام حضرت علامہ شاہ حشمت علی پیلی بھیتی قدس سرہ، سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ اور شیخ طریقت حضرت مولانا مشاہد رضا حشمتی مصباحی علیہ الرحمہ وغیرہ سے حد درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

شاعرِ اسلام حق کان پوری کی یاد میں انجمن محبانِ اہل بیت کی جانب سے حرمین روڈ پر میں بائیسواں مشاعرہ بنام ”یادِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ منعقد ہوا جس کی سرپرستی حضرت مفتی ریاض احمد حشمتی علیہ الرحمہ نے فرمائی، آپ نے خطبۂ سرپرستی میں فرمایا، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کو صبر اور حق کا پیغام دے کر گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے دلوں پر قبضہ امام حسین کا ہے۔ اسی طرح آپ سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاے کرام پر بھی بھرپور بولتے تھے، اگر ان کا کوئی محب ان کے خطابات اور تحریری خدمات کو جمع کر دے تو یہ ایک یادگار کام ہوگا، ورنہ صرف فضائل و مناقب بیان کرنے سے کسی کی شخصیت کا تاثر تادیر باقی نہیں رکھا جا سکتا۔

آپ کے سانحۂ ارتحال کی افسوس ناک خبر پڑھ کر حد درجہ غم و افسوس ہوا، بارگاہِ الٰہی میں ہم نے دعاے مغفرت کی، اللہ تعالیٰ انھیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے، اپنی شانِ کریمی اور رحیمی سے ان کے صغائر و کبائر معاف فرمائے، قبر و حشر میں شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقدر فرمائے۔ اہلِ خانہ اور اعزہ و اقارب کو صبر و شکر کی توفیق ارزانی فرمائے، اہلِ سنت اور اہلِ کان پور کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

26 جنوری بعد نماز عشا بابو پروا کان پور میں نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی، اس کے بعد تدفین ہوگی، اللہ تعالیٰ پس ماندگان کو صبرِ جمیل اور اجر، جزیل سے شاد کام فرمائے، آمین یا رب العالمین، بجاه حبيبك سيد المرسلين عليه الصلاة والتسليم۔

قائدِ ملت حضرت مولانا محمد حفیظ اللہ اشرفی داغِ جدائی دے گئے

از: مبارک حسین مصباحی

قائدِ ملت حضرت مولانا محمد حفیظ اللہ اشرفی علیہ الرحمہ بانی دار العلوم اہلِ سنت غریب نواز بیدولہ چوراہا، ڈومریا گنج ضلع سدھارتھ نگر (یوپی) ایک عظیم علمی اور عملی شخصیت تھے۔ فکر و فن، دعوت و تبلیغ اور حالات پر کنٹرول ان کی زندگی کے یادگار نقوش تھے۔

”حضرت مولانا الحاج محمد حفیظ اللہ اشرفی بن حبیب اللہ بن حاجی سلیمان صاحب مئی 1959ء میں بمقام پرسا پوسٹ کٹھوتیا عالم بلور ضلع بستی (سدھارتھ نگر) پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں مولوی عبد الحی رسول پوری مرحوم سے حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ عربیہ تدریس الاسلام بسڈیلہ میں داخلہ لیا جہاں مولانا سبیل احمد صاحب کی نگرانی میں ہدایۃ النحو تک پڑھا، مگر وہاں کی فضا راس نہ آئی جس کی وجہ سے دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا چلے گئے۔ خطیب البراہین حضرت علامہ مفتی صوفی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا اور باضابطہ

عربی کی منتہی کتابوں تک پڑھا، دورۂ حدیث کے لیے شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ (جو ان دنوں اشرفیہ مبارک پور سے ایک سال کے لیے آئے ہوئے تھے) کی شاگردی اختیار کی اور 1977ء میں سالانہ تقریب کے موقع پر علما و مشائخ کی جھرمٹ میں سند و دستار سے سرفراز ہوئے۔" (تذکرہ علماے بستی، ص:97)

آپ کے اساتذہ کی فہرست بہت طویل ہے، مگر چند شخصیات بڑی اہم ہیں۔ شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خان عزیزی شیخ الحدیث دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا سنت کبیر نگر، خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی محمد نظام الدین محدث بستوی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا مفتی حکیم محمد نعیم الدین قادری استاذ دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا، حضرت مولانا مفتی عنایت احمد نعیمی گونڈوی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا غلام حسین مصباحی مبارک پوری۔

فکر و تدبر کے ساتھ آپ کو تمام درسی علوم و فنون پر دسترس حاصل تھی، مگر تفسیر و حدیث سے خاصا شغف تھا، آپ خطابات خود فرماتے یا دیگر خطبا کے خطابات سنتے تھے، اصل ماخذ سے ان کی تحقیق فرمالیتے تھے، بد مذہبوں کی تردید بھی خوب فرماتے تھے۔ اصل مراجع پر نظر رہتی تھی، مطالعہ و تحقیق کے بھی خوگر بھی تھے۔

فراغت کے بعد تعلیم و تربیت سے شغف رکھا، اپنے بزرگوں کے فیضان اور اپنی جد و جہد سے وطنِ مالوف میں ایک مدرسہ بنام "اجمل العلوم" قائم کیا۔ 1978ء سے 1981ء تک یہاں تدریسی اور تعمیری خدمات انجام دیں۔ شیخ طریقت حضرت صوفی محمد صدیق (خلیفہ صاحب) علیہ الرحمہ کے حکم پر بحیثیت صدر المدرسین مدرسہ عربیہ اہلِ سنت مظہر الاسلام ڈومریا گنج تشریف لے گئے۔ ایک عرصہ تک وہاں تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کی خدمات انجام دیں۔

آخر میں آپ نے بیدولہ چوراہے پر دار العلوم اہلِ سنت غریب نواز کی شکل میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر فرمایا۔ تعلیم و تربیت کے ساتھ اس ادارے سے اہلِ سنت و جماعت کے عقائد و معمولات کی حفاظت و صیانت کا فریضہ انجام دیا۔

آپ نے وسیع و عریض زمین پر دار العلوم اہلِ سنت غریب نواز کی شکل میں ایک تعلیمی قلعہ تعمیر کیا، اس تاریخی دار العلوم سے سیکڑوں طالبانِ علومِ نبویہ فارغ ہوئے جو ملک اور بیرونِ ملک تدریسی، تبلیغی اور قلمی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بلا شبہہ کسی دار العلوم کا سنگِ بنیاد تو آسان ہوتا ہے مگر اسے باوقار انداز سے باقی رکھنا، تعلیمی اور تربیتی سرگرمیاں جاری رکھنا اور پر شکوہ تعمیری مراحل سے گزارنا انتہائی مشکل کام ہے۔ یہ سچ ہے کہ مدارس قومی عطیات سے چلتے ہیں، مگر کسی بندۂ خدا سے زکاۃ اور صدقات حاصل کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ ممبئی عظمیٰ سے بڑے بڑے تعاون ہوتے ہیں، مگر انھیں حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد حفیظ اللہ اشرفی بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم ابتدا میں ممبئی پہنچے تو مسجد میں سوتے تھے، ایک شب سو رہے تھے کہ سردی کا احساس ہوا ساتھ میں بستر وغیرہ تو تھا نہیں، سخت مجبوری میں مسجد کی چٹائی لپیٹ لی، پھر کسی طرح رات بسر کی۔ چندہ کرنے والوں سے آپ دریافت کریں کہ دورانِ سفر کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے، تعلقات تو بنتے بنتے بنتے ہیں۔ ہزار تعلقات کے باوجود اچھی رقم تو مل جاتی ہے، کھانے پینے کا اہتمام بھی ہو جاتا ہے مگر رات گزارنے کے لیے جگہوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ عام طور پر چندہ کرنے والے حضرات ائمہ سے اپنے تعلقات کی بنیاد پر مسجدوں میں قیام کرتے ہیں۔ ہاں! مقبول ترین شخصیات ہوتی ہیں یا بڑے مرشدانِ طریقت ہوتے ہیں، ان کے لیے بڑے بڑے سیٹھوں کے روم مل جاتے ہیں، قیام و طعام کا اہتمام بھی عقیدت و محبت سے بھرپور ہوتا ہے۔

آپ پستہ قد، گندمی رنگت، متوسط بدن، حساس دل، مدبرانہ خاموشی اور محققانہ اور مفکرانہ گفتگو فرماتے۔ حضرت قائدِ ملت نہ کسی دولت مند خاندان کے فرد تھے اور نہ کسی شیخ طریقت کے شہزادے تھے، انھوں نے جو کچھ کیا بفضلہ تعالیٰ خود محنت کر کے کیا، رسول کریم ﷺ کا عظیم الشان گھر دار العلوم غریب نواز بیدولہ متعدد عظیم عمارتوں پر مشتمل ہے، ناظرین کا بیان ہے کہ اس میں 50 سے زیادہ کمرے ہیں جو انتہائی نفاست کے ساتھ انتہائی دیدہ زیب ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ دار العلوم غریب نواز کی ایک لائبریری ہے جس میں حضرت قائدِ ملت علیہ الرحمہ نے گراں قدر کتابیں جمع فرمائی ہیں۔ تاریخ، سیر، حدیث، تفسیر وغیرہ کتب تو ہیں دیگر مذاہب کی معروف کتب بھی اس میں موجود ہیں۔

دار العلوم کے ہاسٹل میں بڑی تعداد میں طلبہ مفت قیام کرتے ہیں۔ ادارہ کی جانب سے کھانے پینے کی سہولیات اور دیگر ضروریات بخوشی حاصل کرتے ہیں۔ اس ادارہ میں پرائمری تعلیم کے ساتھ حفظ، قراءت، مولویت، عالمیت اور فضیلت تک کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوتا ہے۔ کسی بھی دار العلوم کو کامیاب تعلیم و تربیت کے لیے صرف بانیِ ادارہ ہی سب کچھ نہیں کرتا بلکہ مدرسین اور ماہرینِ تعلیم و تربیت کی گراں قدر خدمات اور مسلسل کوششیں ہوتی ہیں۔ اس موقع پر ہم ادارہ کے پرنسپل اور دیگر مدرسین کو بھی ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں، جنھوں نے حد درجہ محنت فرمائی، تعلیم و تربیت کے اعلیٰ نظام کو جاری رکھا اور

مختلف شعبوں میں کامیاب اور باکمال افراد پیدا فرمائے جو آج ملک و ملت اور دین و دانش کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شیخ طریقت اجمل العلما حضرت سید اجمل حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ سے بیعت ہوئے۔ انھیں بزرگ نے آپ کو خلافت و اجازت بھی عطا فرمائی، فقیہِ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

قائدِ ملت حضرت علامہ الحاج محمد حفیظ اللہ قادری اشرفی نور اللہ مرقدہ 7 جمادی الاولیٰ 1442ھ/21 جنوری 2021ء صبح 9 بج کر 45 منٹ پر رحلت فرما گئے۔ یہ الم ناک خبر پڑھ کر انتہائی غم ہوا، کلماتِ استرجاع دہرائے اور انھیں ایصالِ ثواب کیا۔ 22 جنوری 2021ء نمازِ جمعہ کے بعد دار العلوم غریب نواز بیدولہ میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض اجمل العلما حضرت سید محمد اجمل حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی نے انجام دیے۔ جنازہ کی نماز میں بڑی تعداد میں علمائے کرام اور طالبانِ علومِ نبویہ نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ عوام و خواص نے بھی بڑی تعداد میں نمازِ جنازہ میں حاضر رہے۔ حضرت اجمل العلما کے انتظار میں چند علمائے کرام کے مختصر تعزیتی خطابات ہوئے، نمازِ جنازہ سے پہلے کا منظر ویڈیو میں دکھایا گیا، حزن و غم میں ڈوبا ہوا ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع نظر آرہا ہے۔ ادارہ کی وسیع دو منزلہ عمارتیں بھی جدائی کا احساس کرتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ عام طور پر بانیان کے مزارات اداروں کے احاطے میں بنتے ہیں، مگر حضرت قائدِ ملت علیہ الرحمۃ کی تدفین کے لیے ایک بھٹے والے صاحبِ خیر نے اپنی جگہ عنایت فرمائی، یہ جگہ ادارہ کی سنٹرل بلڈنگ سے متّصل ہے۔ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ ایک عالم ربانی اور مقبول ترین شخصیت کی آخری آرام گاہ کے لیے جگہ عنایت فرما کر آخرت سنوارنے کا اہتمام فرما لیا، اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

آپ کی رحلت بلا شبہہ اہلِ سنت و جماعت کا بڑا خسارہ ہے، ضلع سدھارتھ نگر اور دور دور تک آپ کے دیوانے موجود ہیں، جس نے سنا غم میں ڈوب گیا، آپ کے شہزادگان خاص طور پر آپ کے فرزند ارجمند حافظ و قاری مسعود اکرم اور دیگر عزیز و اقارب، آپ کے تلامذہ اور معتقدین بھی آپ کی جدائی سے نڈھال ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب شافع، یوم النشور کے طفیل آپ کے صغائر و کبائر معاف فرمائے، آپ کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ و التسلیم.****

(ص:24 کا بقیہ) سال، زمانہ کچھ نہیں اصل ذمہ دار اور مجرم انسان خود ہے، انسان اچھا ہو جائے زمانہ بھی اچھا لگنے لگے گا، انسان جب تک برا رہے گا زمانہ اسے برا محسوس ہوگا، اس لیے کہ زمانہ حقیقتاً برا نہیں ہوتا لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے اور سمجھتے کی یہ ساری خرابیاں ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں۔

جب کہ قرآن عظیم نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (سورہ شوریٰ 42، آیت 30)

ترجمہ: اور تمھیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

لہٰذا ہم عہد کریں کی کہ اب ہم نیک بنیں گے، کسی پر ظلم نہ کریں گے، بہنوں اور بھائیوں کا حق نہ ماریں گے، اپنی بہو بیٹیوں کو بے پردہ نہیں نچائیں گے، کھانے پینے میں کیا حلال ہے یا حرام ہے اس کا لحاظ کریں گے، ناپ تول میں کمی نہیں کریں گے، بچوں کو اچھی تعلیم دلائیں گے اور انہیں اچھا ادب سکھائیں گے، عورتیں شوہروں کا حق اور مرد عورتوں کا حق ادا کریں گے، رشوتوں کی گرم بازاری پر قدغن لگائیں گے نہ لیں گے نہ دیں گے، اپنے مالوں میں جو غریبوں کا حق ہے اسے ادا کریں گے، جھوٹے الزامات کسی پر نہ لگائیں گے، زنا، بدکاری کے قریب بھی نہ جائیں گے، مساجد کے آداب کا خیال کریں گے۔ قبرستانوں کو بے حرمتی سے بچائیں گے، اپنا حق لینے کے لیے تو سب مستعد رہتے ہیں ہم دوسروں کا حق خوشی سے دینے کو تیار رہیں گے، محض مال اور دنیا کمانے اور عیش و آرام کی زندگی گزارنے کے لیے شادی کر کے بیویوں کو دوسروں پر چھوڑ کر کئی کئی سال تک غائب نہ رہیں گے۔ سعودیہ یا دوسرے خوشحال ممالک میں جا کر ماں باپ بھائیوں بہنوں کو بھلانے کی رسم بد کا اعادہ نہیں کریں گے، غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کریں گے، حاجت مندوں مفلوک الحال انسانوں کی حتی الامکان مدد کریں گے، علما، ائمہ اور طالبان علوم دینیہ کی تعظیم و عزت کریں گے، بڑوں کا ادب کریں گے، قرآن جو کتاب خداوندی ہے اس کی روزانہ تلاوت کر کے ڈھیروں ثواب کمائیں گے اور اس کو پڑھ کر سمجھنے کی بھی کوشش کریں گے پھر اس پر عمل کر کے اپنی زندگی کو خوشگوار بنائیں گے اور ساتھ ہی اپنی عاقبت بھی سنواریں گے اور اللہ کے محبوب و مقدس بندوں کے زمرے میں شامل ہونے کی کوشش کریں گے کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

تو ہے کوئی ان باتوں پر عمل کرنے کے لیے تیار؟ ہے کوئی اپنی عاقبت کی فکر کرنے والا؟ ہے کوئی اپنے رب کو راضی کرنے والا؟ جو رحمان و رحیم بھی ہے تو قہار و جبار بھی ہے اور ذوا البطش الشدید (سخت پکڑنے والا) بھی وہی ہے۔ ☆☆☆

مکتوبات

اسلام حقوق انسانی کی حفاظت کرتا ہے: علامہ عبدالحفیظ مصباحی
جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے سربراہِ اعلیٰ کا مشرقی یوپی دورہ

مکرمی! اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین، دین اسلام ہے۔ اس کائنات ہستی میں بے شمار مذاہب کے لوگ ہیں جو الگ الگ مذہب کو مانتے ہیں۔ دین اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیاے انسانیت کو امن وشانتی کا درس دیتا ہے۔ مذہب اسلام انسانیت کی تکریم اور خدمت خلق کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسلام حقوق انسانی کی حفاظت کرتا ہے اور معاشرے میں رہنے والے تمام افراد کی جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کی ضمانت عطا کرتا ہے۔ مذکورہ خیالات کا اظہار عزیز ملت شہزادہ حافظ ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ مصباحی علیگ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے آج گورکھپور کمشنری کے عظیم دارالعلوم عزیزیہ مظہر العلوم نچلول بازار اور خانقاہ برکاتیہ عزیزیہ اشرفیہ آراضی چلبلوا بھٹہٹ میں اپنے دینی وتبلیغی دورہ کے موقع پر اخباری نمائندوں سے دوران گفتگو کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام نے انسانی خدمت کو اخلاق حسنہ اور عظیم عبادت قرار دیا ہے۔ علامہ عبدالحفیظ عزیزی نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ اسلامی تعلیمات سے دور ہوکر لوگوں کو ضرر پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں علماے کرام کو تنقید کا نشانہ بنانے میں انانیت میں چور ہوکر فریب کاری کو فروغ دے رہے ہیں۔ یاد رہے یہ دنیاوی زندگی بہت مختصر ہے، ہمیں آخرت کی تیاری اور فکر کرنی چاہیے۔ اچھے مسلمان کی یہ خوبی ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے جو دوسرے انسانوں کے لیے فائدہ مند ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس اور مساجد ہماری شان ہیں انہیں ترقی اور عروج پر پہنچانے کے لیے اپنے نجی مفاد کو بالاے طاق رکھ کر کام کرنا ہوگا۔ اپنی ذاتی دشمنی رنجش میں خدا کے لیے مدارس ومساجد کو درمیان میں نہ گھسیٹیں قوم وملت کے افراد کی گاڑھی کمائی کا پیسہ پانی میں نہ بہائیں۔ مدارس کو اختلاف وانتشار کا اکھاڑہ نہ بننے دیں۔ جو پیسے بے دریغ خرچ کیے جاتے ہیں اگر آپ کی حکمت عملی اور دوراندیشی سے صلح مصالحت سے حل ہوجاتے ہیں تو انشاء اللہ قیامت تک آپ ثواب کے حق دار ہوتے رہیں گے آپ کی آنے والی نسلیں اس کے فیوض وبرکات سے مالامال ہوتی رہیں گی۔ اس موقع پر مولانا انوار احمد مصباحی، مولانا خیر اللہ حسینی، مولانا قاری ریاض الدین مصباحی، مولانا محمد اشرف رضا مصباحی، مولانا محمد سلیمان کوثر مصباحی الحاج سیف الدجیٰ، الفت خان، حافظ معین الدین وغیرہ موجود تھے۔

از: نور الہدیٰ مصباحی، بھٹہٹ، گورکھ پور

مارہرہ شریف میں سید محمد افضل میاں قادری
آئی پی ایس کا عرس چہلم

محترم المقام......................سلام مسنون

برکات نگر مارہرہ شریف میں 9 جمادی الآخرۃ 1442ھ مطابق 23 جنوری 2021 کو شہزادہ حضور احسن العلما حضرت سید افضل میاں قادری برکاتی کا عرس چہلم منایا گیا، بعد نماز فجر قرآن خوانی کا اہتمام ہوا اور 10 بجے دن میں گلشن اچھے میاں میں محفل پاک کا انعقاد ہوا۔ جس میں خطاب کرتے ہوئے تاج المشائخ، امین ملت سید شاہ امین میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے فرمایا کہ میں نے افضل کو بچپن سے دیکھا ہے، بلکہ جب وہ دو سال کا تھا تو بارہا میں نے اسے نہلایا بھی ہے۔ مزید فرمایا کہ: افضل میاں نے موت کا بڑی مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کیا، کبھی کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔

شرف ملت حضرت سید اشرف میاں صاحب قبلہ نے افضل میاں صاحب کی 15 سے زائد بہترین عادتوں کو شمار کراتے ہوئے فرمایا کہ: اگر آپ نے کوئی ایک عادت اپنالی تو یقین کریں کہ وہی اصل خراج عقیدت ہوگا۔ مزید آپ نے فرمایا کہ: افضل نے آخری وقت تک دوسروں کی مدد کی، جس بیماری میں وہ مبتلا تھے اس میں سر درد لازمی ہے لیکن بھائیوں سے ان کو اتنی محبت تھی کہ انتقال سے چند گھنٹوں پہلے جب کہ ان کی آواز بند ہوچکی تھی: میں نے پوچھا کہ سر میں درد

ہے؟؟ اگر ہے تو آنکھ جھپکا کر بتادو مگر انہوں نے آنکھ نہیں جھپکائی پھر جب میں نے پوچھا کہ تمھاری طبیعت ٹھیک ہے؟ تو آنکھ جھپکا کر بتایا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ ایسا اس لیے تا کہ میرے بھائی کو تکلیف نہ ہو. ایسا بہادر اور شیر صفت تھا ہمارا بھائی الحمدللہ۔

رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر نوری برکاتی سجادہ نشین نوری گدی مارہرہ مطہرہ نے فرمایا کہ الحمد للہ! افضل میاں نے فقیری میں بادشاہت کی اور پوری زندگی مخلوق کی خدمت کی۔ مخلوق کی خدمت بھی اللہ کی عبادت ہے۔

سچے صوفی کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے اور مخلوق کی خدمت۔

افضل میاں کی قبر کو پھولوں سے بہت زیادہ مت سجانا، ہاں تھوڑے بہت پھول ڈالنے کے بعد جو پیسہ بچے گا اس سے کسی غریب کو کمبل دے دینا، کسی بیوہ کے سر پر آنچل ڈال دینا، اسی پیسے سے غریبوں کی مدد کر دینا، کسی بھوکے کو کھانا کھلا دینا تا کہ وہ سب بھی خوش ہو جائیں اور افضل میاں کی روح بھی خوش ہو جائے۔

افضل میاں کا سب سے بڑا خاصّہ یہ تھا کہ جو بھی افضل میاں کے ساتھ ہوتا وہ یہی سمجھتا کہ افضل میاں سب سے زیادہ اسے ہی چاہتے ہیں۔ وہ ہر ایک سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے۔ ہر کسی کے دکھ درد کو دور کرنے میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ بڑھ چڑھ کر مجبوروں کی مالی مدد کیا کرتے تھے۔

مفتی حنیف برکاتی کانپوری نے کہا: افضل میاں صاحب صرف ایک اعلیٰ پولیس آفیسر ہی نہیں تھے بلکہ علوم اسلامیہ کے بہت بڑے جانکار بھی تھے، ان کو علم حدیث سے بہت شغف تھا، حدیثیں پڑھتے، سمجھتے اور یاد بھی کر لیتے تھے، بلکہ انہیں اصول حدیث کی بھی صرف جانکاری ہی نہیں تھی بلکہ عبور بھی حاصل تھا، کہ حدیث کی کس اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں۔

سرکار ﷺ کے فرمان "لوگوں میں بہترین وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے" کو خوب سمجھا اور اس پر خوب عمل کیا۔

احمد مجتبیٰ صدیقی صاحب نے ایک خوبصورت منقبت پیش کی جس کا مطلع ہے کہ:

برکت نگر کا برکتی بیٹا چلا گیا
قاسم میاں کے گھر کا اجالا چلا گیا

ڈاکٹر فہیم عثمان صدیقی صاحب نے کہا کہ: افضل میاں کا سب سے بڑا خاصّہ یہ تھا کہ جو بھی افضل میاں کے ساتھ ہوتا وہ یہی سمجھتا کہ افضل میاں سب سے زیادہ اسے ہی چاہتے ہیں۔ وہ ہر ایک سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے۔ ہر کسی کے دکھ درد کو دور کرنے میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ بڑھ چڑھ کر مجبوروں کی مالی مدد کیا کرتے تھے۔

افضل میاں صاحب کے ساتھ تیس سال تک خدمت انجام دینے والے ایم پی پولیس کانسٹبل جناب اقبال بھائی نے کہا کہ: افضل میاں صاحب نے کبھی مجھے کانسٹیبل نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ اپنا بھائی سمجھا اور میری والدہ اور بھائی کو انہوں نے عمرہ بھی کرایا۔ ایک صاحب کا انہوں نے کوئی کام کر دیا تو وہ اٹیچی میں دو کروڑ روپے رکھ کر افضل میاں کی خدمت لائے اور دینا چاہا تو افضل میاں صاحب نے کہا تمھاری دو بیٹیاں ہیں جاؤ اس دو کروڑ سے ان کی شادی کر دو۔

تقریباً 17 سال تک ساتھ رہ کر خدمت کرنے والے پولیس-اہلکار عارف بھائی نے بھی بیان دیا کہ صاحب (افضل میاں) نے ہمیشہ غریبوں کی مدد کی، حتیٰ کہ لاک ڈاؤن میں جب کہ آپ بیمار تھے لیکن اس وقت بھی آپ نے بہت سے لوگوں کی مدد کی، مدد کا سامان اور پیسہ وغیرہ مجھے دیتے کہ اس ایڈریس پہ فلاں صاحب کو دیدو اور تاکید کرتے کہ کسی کو پتا نہ چلے۔ حتیٰ کی صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی ان سب عطیات سے باخبر نہیں رہتی تھیں۔

حضرت قاسم حبیبی صاحب، مولانا فاروق مدنا پوری صاحب، جناب کلیم دانش صاحب، کے علاوہ جامعہ احسن البرکات مارہرہ شریف کے متعلمین: فرقان احسنی، حسان احسنی، ریحان احسنی وغیرہ نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

سید محمد افضل میاں قادری مارہروی علیہ الرحمہ کی فاتحہ چہلم کے موقع پر شہزادگان بلگرام شریف حضرت سید اویس میاں واسطی بلگرامی صاحب، حضرت سید بادشاہ میاں واسطی بلگرامی صاحب اور حضرت سید حسین میاں واسطی بلگرامی صاحب اور شہزادہ سرکار مسولی سید محمد حسان میاں اسماعیلی واسطی صاحب قبلہ رونق افروز رہے۔ جب کہ کثیر تعداد میں علما و ائمہ شریک ہوئے۔

علی گڑھ، بھوپال، گوالیار سے حضرت سید افضل میاں صاحب کے بہت سے دوستوں نے بھی شرکت کی۔

از: **سید محمد امان میاں قادری برکاتی**، مارہرہ مطہرہ

خیر و خبر

کووڈ-19 کی مہاماری کی وجہ سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تو محدود پیمانے پر حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کا عرس ہوا، ملک اور بیرون ملک شیدائیوں نے کثرت سے اعراس کی محفلیں منعقد فرمائیں، ہم خانقاہ عزیزیہ اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی جانب سے سب کے شکر گزار ہیں۔ چند خبریں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

دھر سنگھوا میں عرس حافظ ملت

کورونا جیسے وبائی مرض سے حفاظت کے مد نظر عوامی ازدحام، بھیڑ بھاڑ سے بچنا ہی احتیاطی تدابیر میں سے ایک ہے جس کے نتیجے میں بہت سے دینی مدارس کے سالانہ اجلاس و جشن دستار بندی و تقسیم اسناد اور بزورگوں کے اعراس یا تو منسوخ کر دیئے گئے ہیں یا مؤخر، انہیں میں سے ایک الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کا سالانہ جلسہ دستار بندی و عرس حافظ ملت علیہ الرحمہ کی تقریب سعید بھی ہے جسے انتہائی مختصر اور محدود پیمانے پر منانے کا انتظامیہ کمیٹی نے فیصلہ لیا ہے جو ایک مستحسن قدم ہے اس سلسلے میں مورخہ 15 جنوری 2021 مطابق یکم جمادی الاخری 1442ھ بروز جمعہ مصباحی برادران نے حضرت مولانا علی احمد بسمل عزیزی صاحب کی صدارت میں جامع اہل سنت المعروف قادری جامع مسجد میں فاتحہ ایصال ثواب کی مجلس کا انعقاد کیا جس میں مقامی علمائے کرام اور طلبہ کے ساتھ آبادی کے معزز حضرات نے بھی شرکت کی سعادت حاصل کی پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا طلبہ نے حمد و نعت و منقبت کے گلہائے عقیدت و محبت سے محفل کو لالہ زار بنا دیا علمائے کرام نے اپنے حسن بیان سے حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عقیدتوں کا خراج پیش کیا آخر میں صدر اجلاس حضرت علامہ مولانا علی احمد بسمل عزیزی نے جنہیں بذات خود حافظ ملت سے ان کی حیات مبارکہ میں بھرپور اکتساب فیض کا موقع ملا ہے انہوں نے حافظ ملت علیہ الرحمہ کے حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی آپ کی مبارک پور آمد مدرسہ اشرفیہ سے الجامعۃ الاشرفیہ تک کا تعمیری و تعلیمی سفر، آپ کا انداز تدریس، آپ کا اخلاص و اخلاق، طلبہ پر شفقت و محبت، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر نوازش، جیسے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کیا جسے آپ کے ملی درد اور مذہبی خدمات کا پتہ چلتا ہے، قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، ایصال ثواب اور

خانقاہ تیغیہ سرکانہی شریف میں نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی کو اجازت و خلافت

26/ جنوری 2021ء بعد نماز عشا عرس براہی تیغی کے موقع پر سرکانہی شریف مظفر پور میں صاحبِ سجادہ خانقاہ تیغیہ سراج عظمت حضرت علامہ محمد علی تیغی براہی مد ظلہ العالی نے ایک خاص محفل میں نبیرۂ حضور حافظ ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی دام ظلہ العالی کو خانقاہ تیغیہ کی خلافت و اجازت سے نواز کر تیغی عمامہ عطا فرمایا۔

اہل محفل خوشی سے جھوم اٹھے محفل میں حضرت مفتی بدر عالم مصباحی، استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ، حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ مصباحی گوپال گنج، حضرت مولانا ثناء اللہ حبیبی۔ حضرت صوفی اصغر علی تیغی کشی نگر، حضرت مولانا آفتاب عالم عزیزی اور دیگر علما و معززین تشریف فرما تھے۔

اخیر میں صاحبِ سجادہ نے حضور نعیم ملت کو مخاطب کر کے فرمایا، آپ اپنے دادا جان حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مشن اور ان کے سلسلہ میں فروغ و ارتقا کے لیے مجھے ہر موقع پر اپنا حامی و مخلص پائیں گے۔ آپ حاسدین کی پروا کیے بغیر اپنے دادا جان کے نقش قدم پر رواں دواں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت آپ کے ساتھ ہے۔

از: غلام عبد القادر تیغی

متعلم جماعت سادسہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

تقسیم تبرکات پر مجلس کا اختتام ہوا جس میں، مولانا شمس الہدیٰ نظامی، مولانا صادق علی مصباحی، مولانا امیر الدین علیمی، مولانا عبد المجید امجدی، مولانا مدثر، مولانا معین الدین مصباحی، وغیرہ موجود رہے۔

از: محمد نور القمر نورانی قادری ابن مولانا نور الہدیٰ نظامی مصباحی علیہ الرحمہ
دھرم سنگھوا بازار ضلع سنت کبیر یوپی

سلطان پور میں حضور حافظ ملت کی یاد میں دو تقریبات

سلطان پور۔ حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی یاد میں ایک جلسہ کا اہتمام نوری مسجد بندھوا کلاں میں ہوا جس میں خطاب کرتے ہوئے مولانا منظور احمد عزیزی شیخ الحدیث جامعہ عربیہ سلطان پور نے کہا کہ حافظ ملت نے ملت کے دبے کچلے افراد کو عزت کی زندگی گزارنے کا یوں شعور عطا کیا کہ آپ نے تعلیم و تدریس کے ساتھ عربی یونیورسٹی ایک تحریک چلائی اور 1972ء میں اس کی داغ بیل ڈالی جو دانش گاہ آج ہند کی سر زمین پر از ہر ہند کے خطاب کی مستحق ہے۔ حافظ ملت عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ اچھے خطیب بھی تھے۔ آپ کی تقریر بہت ہی موثر ہوتی ہے چناں چہ ایک جلسہ میں خوف خدا کے تعلق سے خطاب کرتے ہوئے اچھوتے انداز میں تشریح فرمائی کہ آج نماز فجر ترک کرنے والا یہ عذر کرتا ہے کہ نیند نہیں کھلی، مجھے بتاؤ اگر کوئی شخص دن بھر کام کر کے تھکا ہارا آئے اور کمرے میں تمام آسائش کے ساتھ یہ بھی خوف ہو کہ کبھی کبھی رات میں سانپ آجاتا ہے تو کیا اسے نیند آئے گی۔ جب سانپ کا خوف رات بھر سونے نہیں دیتا تو اللہ کے خوف سے نیند کیوں نہیں کھلے گی۔ جب مخلوق کا خوف رات میں اسے بار بار جگا دیتا ہے تو خالق کے خوف سے مسلمان کو بستر استراحت کو چھوڑ دینا چاہیے، اخیر میں فاتحہ خوانی ہوئی اور صلاۃ و سلام پر جلسہ ختم ہوا، ادھر گذشتہ شب جامع مسجد میں قاضی شہر کی صدارت میں جلسہ حافظ ملت کا انعقاد ہوا جس میں نظامت مفتی رمضان نے کی، تلاوت قاری غلام ربانی نے کی، مولانا محمود احمد مصباحی نے حافظ ملت کے افکار و خدمات پر سیر حاصل گفتگو کی۔

بوکارو میں عرس حضور حافظ ملت

ہر سال کی طرح امسال بھی جلالۃ العلم محدث مراد آبادی حضرت علامہ الشاہ عبد العزیز حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس مبارک کی تقریب سعید کا اہتمام مرکزی درسگاہ دار العلوم اہل سنت حنفیہ غریب نواز میں کیا گیا۔ جس میں دار العلوم کے طلبہ اور اساتذہ کے علاوہ شہر کے چند معزز افراد بھی شریک سعادت ہوئے بعد نماز مغرب قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی محفل میں قاضی شہر بوکارو بنفس نفیس موجود رہے میلاد مقدس کا آغاز قاری شفیق القادری کی تلاوت سے ہوا، طلبہ نے نعت رسول کے ساتھ اپنے مرشد کی بارگاہ میں منقبت کے اشعار بھی پیش فرمائے قاری التمش امجدی، اظہر محمود عظیم آبادی اور مولا حشمت رضا ساحل نے بالخصوص منقبتوں سے محفل کی روحانیت میں اضافہ کیا۔ نقیب اجلاس حسن رضا اطہر نے حضور حافظ ملت کے مشہور زمانہ قول زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام پر مختصر مگر پر مغز خطاب فرمایا رضا جامع مسجد کے خطیب و امام قاری غلام رسول نے حضور حافظ ملت کی حیات کے کئی اہم گوشوں پر خوبصورت اظہار خیال فرمایا تقریب کے انتظام و انصرام میں مولانا غلام مذکر مصباحی نے خصوصی اہتمام فرمایا اخیر میں قاضی شہر بوکارو حضرت علامہ الشاہ مولانا علاء الدین رضوی کی رقت انگیز دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

از: غلام مذکر مصباحی
دار العلوم اہل سنت حنفیہ غریب نواز، بوکارو، جھارکھنڈ

ہبلی میں حضور حافظ ملت کو ایصال ثواب

مرکزی شہر ہبلی میں یکم جمادی الآخرہ 1442ھ مطابق 16 جنوری 2021 بروز شنبہ استاذ العلما جلالۃ العلم تاج دار شریعت، شاہد اسرار طریقت، ناظر انوار حقیقت، شمع بزم معرفت، مرشدی و مولائی سیدی حافظ ملت علامہ شاہ مفتی محدث عبد العزیز مراد آبادی نور اللہ مرقدہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر سکینہ عربی مدرسہ میں مجلس ایصال ثواب منعقد کی گئی۔ طلبہ و مدرسین نے پورے خلوص و عقیدت کے ساتھ شرکت کی۔ کیف و سرور اور فیوض و برکات کی ایسی بارش ہو رہی تھی کہ ضبط تحریر سے باہر ہے۔ قرآن خوانی، شجرہ طیبہ، تلاوت، حمد و مناقب کے بعد حاضر علما نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔ اخیر میں خلیفۂ شیخ الاسلام فقیر بے توقیر رئیس احمد عزیزی مصباحی نے خطاب کرتے ہوئے کہا، تجلی ماہ طیبہ کا نام حافظ ملت ہے۔ پیکر منسب سید الانبیا کا نام حافظ ملت ہے، خرقہ پوشوں کے امام کا نام حافظ ملت ہے۔ صلاۃ و سلام کے بعد قل شریف، تقسیم تبرک، دعائیہ کلمات پر اس نورانی تقریب کا اختتام ہوا۔

از: **رئیس احمد عزیزی ادروی**، ہبلی، کرناٹک

مدرسہ غوثیہ امام گنج، مظفر پور میں عرس حافظِ ملت

مظفر پور(پریس ریلیز)مظفر پور کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ دینیہ غوثیہ امام گنج میں حضور حافظ ملت جلالت العلم مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمۃ کے عرس کا اہتمام کیا گیا قرآن خوانی اور حمد ونعت کے بعد خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا قمرالزماں مصباحی مظفر پوری نے اپنے خطاب کے دوران کہا کہ حضو حافظ ملت نے بڑے بے سروسامانی کے عالم میں مدرسہ اشرفیہ اہل سنت مصباح العلوم کی باگ ڈور سنبھالی مگر ہمت کے اس قدر دھنی اور حوصلے کے بلند تھے کہ ادارے کی ترقی کی راہ میں جتنے طوفان اٹھے سب کا رخ موڑ دیا اور اس ثبات قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا کہ تاریخ بھی حیرت زدہ ہے آپ نے جو عزم کیا اسے آخری شکل دینے کے لئے ہر قربانی سے گزرے مگر کبھی ارادے میں تزلزل نہیں آیا بلکہ اس بلند حوصلوں کے ساتھ بڑھتے رہے۔

پتھروں کو تراش کر ہیرا بنانا بہت آسان ہے مگر کردار تراش کر انسان کے سروں پر انسانیت کا تاج سجانا بہت مشکل مرحلہ ہوتا ہے مگر آپ اس راہ سے بڑی سرخروئی کے ساتھ گزرے آج عالمی سطح پر درسگاہ وخانقاہ، فقہ وافتا، زبان وادب اور تحقیق وتنقید کی اہم شخصیات کے شجرہ علمی کا رشتہ اسی مرد قلندر سے ملتا ہے اور خود ان کی ذات والاصفات بریلی کے فیضان علمی سے شرابور ہے بلاشبہ الجامعۃ الاشرفیہ آپ کے خوابوں کی تعبیر اور جماعت اہل سنت کا ایک عظیم علمی قلعہ ہے

اس پروگرام میں مولانا معین اشرف، مولانا محمد اسلم رضوی، حافظ شاہنواز عالم، حافظ کلیم الدین، حاجی ہاشم صاحبان کے علاوہ شہر کے معزز حضرات نے سماجی فاصلے کو برقرار رکھتے ہوئے شرکت کی صلوۃ وسلام اور قاضی شریعت مظفر پور مفتی شمیم القادری صاحب قبلہ کی پر سوز دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

از: قمرالزماں مصباحی مظفر پوری

میمن مسجد بھیونڈی میں حافظ ملت کانفرنس

15-جنوری بروز جمعہ اشرفیہ دفتر بھیونڈی کی جانب سے میمن مسجد بھیونڈی میں حافظ ملت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں بھیونڈی کے عوام وخواص علما وائمہ نے ملک کی عظیم دینی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے بانی حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب تقاریب میں حصہ لیا۔ پروگرام کے ابتدائی حصہ میں جامعہ اشرفیہ کے تعارف میں بتایا گیا کہ یہ ایک معروف علمی و مذہبی ادارہ ہے جو کہ ہندوستانی مسلمانوں کی دینی کفالت کر رہا ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ کئی شعبے ہیں جن میں قابل ذکر تقابل ادیان ہے۔ یہاں سے فارغ ہونے والے علمائے کرام اسلام پر اٹھنے والی ہر طاغوتی طاقت کا جواب دینے میں ماہر ہوتے ہیں وہ عیسائیت ہو یا یہودیت، یا دوسرے مذاہب کے اعتراضات ہوں وہ ہر اعتراض کا دنداں شکن جواب دیتے ہیں۔ اشرفیہ کی چمک ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس کے فارغین دنیا کے کونے کونے میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

پروگرام کی صدارت بھیونڈی کی معروف شخصیت تلمیذ حافظ ملت حضرت علامہ مولانا مقصود عالم رضوی مصباحی فرما رہے تھے۔ جلسے کا آغاز قران پاک کی تلاوت سے ہوا۔ پھر نعت و منقبت کے گلدستے انور رضا اور محمد عون نے پیش کیے۔ تنویر عطاری نے مرحوم بیکل اتساہی کا لکھا ہوا مشہور ترانۂ اشرفیہ "اشرفیہ ہے باغ ہمارا ہم ہیں اس کے پھول ہماری منزل عشق رسول" پیش کیا۔

امسال بھیونڈی کے رہنے والے 3- طلبہ جنھوں نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے سند فراغت حاصل کی انھیں استقبالیہ دیا گیا۔ جن کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں(1) مولانا حافظ و قاری عبّاد اشرفی مصباحی (اسلام پورہ)(2) حافظ و قاری مولانا امیرحسین مصباحی (قادی ولی روڈ)(3) مولانا محمد سلمان رضوی مصباحی (چاوندرہ)۔ پروگرام کے کنوینر حافظ محمد اکرم اشرفی نے بتایا کی اِن فارغین کو عمائدین شہر نے تحفے، مومنٹو، ہار پھول وغیرہ پیش کیے۔

اس کے بعد مولانا ابوالحسن نوری نے اپنے بیان میں فرمایا کہ علماء کی صحبت اختیار کی جائے کیونکہ دنیا آباد ہے علما سے حضور حافظ ملت کی وہ ذات تھی جنھوں نے علما کا ادب سکھایا اور علمائے کرام کی ایک عظیم جماعت تشکیل دی جنھوں نے لوگوں کے ایمان وعقائد کی حفاظت کی آج اکثر علما بالواسطہ یا بلاواسطہ حضور حافظ ملت کے شاگرد ہیں۔ موصوف نے حضور حافظ ملت کی حیات و خدمات کے حوالے سے بتایا کہ غربت کی حالت میں صرف ایک وقت کا ناشتہ کھا کر دین کا علم حاصل کیا۔ اور فرمایا کہ حضور حافظ ملت کے پاس پڑھنے والے غریب طلبہ کا خرچ خود حافظ ملت اپنی تنخواہ سے پورا فرماتے مقصد یہ ہوتا کہ یہی وہ طلبہ ہیں جو دین کا علم دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچائیں گے اور واقعی دنیا نے دیکھا کہ مصباحی برادران پوری دنیا میں دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بعدہٗ ناظم اجلاس نے آئے ہوئے خصوصی مہمان حضرت علامہ وقار احمد عزیزی کو دعوت سخن دی۔ موصوف نے حافظ ملت کی خدمات

اور اشرفیہ کے کارناموں کو پیش کیا اور فرمایا کہ حافظ ملت کا فیضان دراصل فیضان اعلیٰ حضرت- حضور حافظ ملت نے فرمایا" زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام "لیکن وہ روحانی طور پر زمین کے نیچے بھی کام ہی کررہے ہیں ورنہ الجامعۃ الاشرفیہ ترقی کی اتنی منازل نہیں طے کرپاتا- وہ صرف قرآن ہی کے حافظ نہ تھے بلکہ وہ پوری ملت کے محافظ تھے-

اخیر میں درود و سلام اور وقار ملت کی رقت انگیز دعاؤں پر کانفرنس کا اختتام ہوا- ناظم اشرفیہ دفتر بھیونڈی نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا بطور خاص علما و ائمہ کا جن کی تعداد 95 تھی جو حافظ ملت کے یوم وصال پر خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے تشریف لائے تھے-

منجانب:- **اشرفیہ دفتر شاخ بھیونڈی**

سنی نئی مسجد ممبئی میں عرسِ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ

سنی نئی مسجد گھڑپ دیو ممبئی میں استاذ العلما، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا گیا، حضرت مولانا حافظ سید اطہر علی ناظم اعلیٰ سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی اور حضرت مولانا قاری محمد شرف الدین مصباحی خطیب و امام سنی نئی مسجد نے صدارت فرمائی- تلاوت قرآن پاک سے عرس کا آغاز ہوا- حافظ حافظ شبنم بستوی اور مولانا اقبال گورکھ پوری نے نعت و منقبت سے ایک حسین سماں باندھ دیا- اس کے بعد مولانا محمد عمر نظامی نے اپنے بیان میں جمعیت علماے اہل سنت ممبئی کا تعارف اور کارکردگی پیش فرمائی اور اس بات کا عزم بھی کیا کہ اگر زمین پر کوئی بھی آفت و بلا، لاک ڈاؤن جیسی رونما ہوتی ہے تو جمعیت مزدوروں مجبوریوں کا ہر ممکن تعاون کرے گی مزید مولا نا محمد نظامی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مولانا کے پاس کوئی منصوبہ نہیں ہوتا ہے انھیں حافظ ملت کی زندگی سے سبق سیکھنا چاہیے کہ ایک چھوٹے سے مدرسے میں بیٹھ کر مستقبل میں عربی دینی یونیورسٹی بنانے کا خواب دیکھ رہے تھے جب کہ اس وقت ان کے پاس نہ کوئی وسائل تھے نہ بلند و بالا عمارتوں کا تصور لیکن وہ عظیم ذات اپنے خواب کے خاکے میں اپنے جذبات و حوصلے جدوجہد، محنت، مشقت اور لگن سے ایسا رنگ بھر دیا کہ الجامعۃ الاشرفیہ آج پوری دنیا سے خراج تحسین وصول کر رہا ہے- علامہ سید اطہر علی نے کہا کہ حافظ ملت کی ممبئی عظمیٰ پر دعا ہے کہ انھوں نے اپنے شاگرد رشید حضور اشرف العلما کا انتخاب ممبئی کے لیے کیا اور دارالعلوم محمدیہ سے آج پورے شہر میں مساجد و مدارس کا جال بچھا دیا اور دنیاے سنیت پر حافظ ملت کا احسان ہے، مساجد ہوں یا مدارس خانقاہیں ہوں یا ملی قیادت ہر جگہ مصباحی برادران قوم کی امامت و قیادت کرتے نظر آتے ہیں، خود میں حافظ ملت کی دعا ہوں کہ اتنی کامیابی کے ساتھ 35 سال سے دارالعلوم محمدیہ کا نظم نسق سنبھال رہا ہوں-

مولانا منظور احمد مصباحی نے نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ حضور حافظ ملت کے تعلیمی سفر اور درس و تدریس کے تعلق سے بہترین خطاب فرمایا اور کہا کہ حضور حافظ ملت مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے پاسبان تھے- مولانا اعجاز احمد کشمیری نے کہا علماے اہلسنت کا اتنی بڑی تعداد میں جمع ہونا حضور حافظ ملت کا فیضان ہے- کشمیری صاحب نے جملہ علماے اہلسنت سے گزارش کی کہ جمعیت اپنا پلیٹ فارم ہے علماے اہلسنت اپنا پیغام یہاں سے عام کریں - حضرت مولانا قاری محمد شرف الدین مصباحی آفس انچارج دفتر اشرفیہ ممبئی نے آخر میں ٹرسٹ سنی نئی مسجد گھڑپ دیو و عزیزی برادران کی طرف سے حاضرین کا استقبال و شکریہ ادا کیا- پورے شہر سے بڑی تعداد میں علماے اہل سنت تشریف لائے قاری عبد العلیم کرلا، مولانا ابراہیم مصباحی کرلا، مولانا محمد کلام الدین خان چشتی گھاٹ کو پر، مولانا محفوظ مصباحی، مولانا اسلم بھیونڈی، مولانا اقبال گورکھپوری، حافظ افضل برکاتی، حافظ صغیر احمد، مولانا نثار الدین اشرفی داروخانہ، قاری عبداللہ سلیم وانجہ واڑی مسجد ماہم شریف، مولانا اعجاز احمد، مولانا صابر ملاڈ، حافظ محمد علی نظامی، حافظ محمد آصف برکاتی، حافظ علی احمد نظامی شامل تھے-

منجانب:- **اشرفیہ دفتر ممبئی**

ملک کے اکثر علمی مراکز میں حافظِ ملت کا فیضان جاری ہے

ممبئی 22 جنوری- اس میں کوئی شک و شبہہ نہیں کہ آج ملک کے مختلف حصوں میں جتنے بھی اہل سنت و جماعت کے مدارس چل رہے ہیں، چھوٹے ہوں یا بڑے، اکثر اداروں میں سرکار حافظ ملت علامہ عبد العزیز اشرفی محدث مبارک پوری علیہ الرحمۃ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد علومِ دینیہ کے فیوض و برکات سے طالبانِ علومِ نبویہ کو فیضیاب کر رہے ہیں اور سرکار حافظِ ملت علیہ الرحمۃ اور آپ کے خونِ جگر سے سینچے ہوئے علمی، ادبی باغِ فردوس کے فیض یافتہ صرف مدارسِ اسلامیہ ہی میں نہیں بلکہ ملک کے اندر بڑے اور باوقار عہدوں پر فائز ہیں- اور ملک و بیرون ملک کی یونیورسٹیوں، کالجوں، سیاسی اور صحافتی میدانوں، ادبی حلقوں میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں- یہ سب ابو الفیض سرکار حافظِ ملت کے خلوص وللّٰہیت کا ثمرہ ہے- آپ فرماتے ہیں: زمین

کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام۔ آپ کے نزدیک ہر مخالفت کا جواب صرف کام ہی تھا۔ آپ وقت کی بربادی کو بہت بڑی کم نصیبی سمجھتے تھے۔ آج کے اس مصروفیت اور تعصب وعناد اور حسد کے دور میں آپ کے اقوال زریں کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ آپ کی ذات بابرکت اور اقوال مبارکہ کام کرنے والوں کو حوصلہ دینے کے ساتھ ان کے لیے مشعل راہ بھی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار حضرت مفتی محمد منظر حسن اشرفی مصباحی نے فرمایا سرکار حافظ ملت، حضرت صدر الشریعہ مصنف بہارِ شریعت کے خاص اور معتمد علیہ شاگرد تھے۔ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے خاص مرید و خلیفہ ہی نہیں بلکہ ان کی عظیم کرامت تھے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کے زیر سرپرستی ادارہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کو اپنا خونِ جگر دے کر پروان چڑھایا ہے۔ اس ادارہ کے فارغین کو مصباحی کہا جاتا ہے۔ آپ کی ذات سے علم و ادب کو بڑا فروغ ہوا۔ فقہ حنفی اور اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے افکار و نظریات کی ترویج واشاعت میں آپ کا اور آپ کے ادارہ و فیض یافتوں کی خدمات سرحد کے اندر اور سرحد کے باہر نا قابل فراموش ہیں۔ اس سال آپ کا چھیالیسواں عرس مبارک تھا جو ملک کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت سادگی کے ساتھ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں یکم جمادی الاخریٰ کو منایا گیا۔ دار العلوم فیضان قطب المشائخ وکرولی پارک پارک سائٹ اور دار العلوم حجازیہ چشتیہ میں بھی عرس حافظ ملت کا انعقاد 22/ جنوری کو کیا گیا، جس میں شاگردِ حافظِ ملت ممتاز العلما علامہ رجب علی رضوی صاحب قبلہ قاری عبد الحفیظ اشرفی، حافظ محمد شہباز اشرفی، مولانا محمد نفیس علیمی، حافظ محمد شمس تبریز اشرفی، حافظ محمد کمال اشرفی کے علاوہ دیگر احباب نے شرکت کی اور حافظ ملت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ از: **محمد کمال اشرفی**، ناظم نشر واشاعت

اورنگ آباد میں عرس حافظ ملت

یکم جمادی الاخریٰ 1442ھ بروز سنیچر دار العلوم فیضان حافظ ملت اورنگ آباد میں گوہر ولایت، تاجدارِ علم وحکمت، پیکرِ رشد وہدایت حضور حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس سراپا قدس پورے تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ جس کی صدارت پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ نعیم الہدیٰ قادری مصباحی سجادہ نشیں آستانہ بیت الانوار گیا، وقیادت حضرت مولانا منصور عالم مصباحی مہتمم وبانی دار العلوم حافظِ ملت اور نظامت حضرت مولانا جمیل اختر عزیزی استاذ جامعہ ہذا نے کی۔ بعد نمازِ فجر قرآن خوانی، بعدہ محفل کا آغاز حافظ و قاری ثاقب القادری کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، نسیم سحر گیاوی اور ضیاء اللہ ہنر پلاموی وغیرہم نے نعت ومنقبت کے اشعار پیش کیے، جب کہ مقرر خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد محمود عالم مصباحی ویشالی نے حضور حافظِ ملت کی حیات وخدمات پر بھرپور روشنی ڈالی اور اپنی پر مغز گفتگو سے سامعین کو حضور حافظِ ملت کی روحانیت سے روشناس کرایا۔ نقابت کے فرائض جناب عبد الوکیل صاحب نے انجام دیے جس میں عزیزی برادران و ماسٹر صاحبان پیش پیش رہے۔ ائمۂ مساجد و معززین شہر کثیر تعداد میں شریک تھے۔ پروگرام کے اختتام پر لنگر کا اہتمام کیا گیا، جسے جامعہ سکریٹری جناب فاروق احمد عزیزی کے ہاتھوں تقسیم کیا گیا۔

از: ڈاکٹر یعقوب اختر قادری مصباحی

عزیزی بک ڈپو، اورنگ آباد

جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں عرس حافظ ملت

نئی دہلی کی معروف دینی وعلمی مرکزی درسگاہ جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مدن پور کھادر میں ایشیا کی عظیم دینی وعلمی مرکزی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ یوپی کے بانی استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ الشاہ الحاج الحافظ وقاری عبد العزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمۃ کی یاد میں بعد نماز جمعہ سالانہ عرس پاک کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کے مطابق جامعہ اور دیگر مکاتب ومدارس کے طلبہ نے بعد نماز فجر جمع ہوکر قرآن خوانی کی، اور نماز جمعہ کے بعد متعدّد علما وائمہ نے بارگاہ حافظ ملت میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مولانا مقبول احمد سالک مصباحی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حافظ ملت بڑے مضبوط عزم وارادہ کے مالک تھے، آپ کی زندگی میں بڑے بڑے انقلابات آئے مگر آپ نے تمام حالات کا پامردی سے سامنا کیا، اور بالآخر اپنی منزل حاصل کرلی اور آپ کی زندگی کا سب سے اہم اور دیرینہ خواب پایہ تکمیل کو پہنچا اور مدرسہ اشرفیہ الجامعۃ الاشرفیہ میں تبدیل ہو گیا۔ مولانا مصباحی صاحب نے مزید کہا کہ حافظ ملت کی چالیس سالہ قربانیوں کا نتیجہ یہ عظیم الشان بین الاقوامی شہرت کا حامل تعلیمی وتربیتی ادارہ ہے جس کا احسان پوری دنیائے سنیت پر ہے، آج پوری دنیا میں مصباحی کے لاحقہ کے ساتھ فیضان حافظ ملت کے علمبردار علما و شعرا اور مشائخین شریعت وطریقت موجود ہیں، اور الجامعۃ الاشرفیہ کی عظمتوں کا خطبہ زبان حال وقال سے پڑھ رہے ہیں۔

مولانا یعقوب علی خان نے کہا اداروں کی تعمیر کا کام کان کنی سے بڑھ کر کوہ

کنی کے مثل ہوکرتا ہے جو بظاہر ناممکن ہوتا ہے مگر مشکلے نیست کہ آساں نہ شود کے تحت، صاحب عزم وہمت مسائل پر قابو پالیتا ہے، اور حالات کا رخ موڑ کر قوم کو بام عروج پر پہنچا دیتا ہے۔ حافظ عبدالعزیز سے حافظ ملت بننا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ درحقیقت ایک دریا ہوتا ہے اور ڈوب کر جانا ہوتا ہے۔

مولانا ظفرالدین برکاتی ایڈیٹر ماہنامہ کنزالایمان مٹیا محل جامع مسجد دہلی نے کہا کہ حافظ ملت اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ان کے کارنامے پوری ایک صدی کو محیط ہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ ان کی لازوال کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے، اسباب وسائل پر نظر کرتے ہوئے بظاہر ان حالات میں ایک ایسے ادارے کا قیام ناممکن نظر آرہا تھا، مگر حافظ ملت کے آہنی عزم وحوصلے نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ آج ان کے ہزرواں تلامذہ دنیا کے کونے کونے میں بکھرے ہوئے ہیں، اور الجامعۃ الاشرفیہ کی عظیم خدمات کی گواہی دے رہے ہیں۔

مولانا زین اللہ نظامی نے کہا کہ مولانا عبدالعزیز محدث مبارک پوری نے الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے لیے سردھڑ کی بازی لگادی تب کہیں جاکر الجامعۃ الاشرفیہ علم وادب کا عظیم مرکز بنا۔ انھوں نے کہا کہ تعلیم کے بغیر قوموں کا تصور بھی محال ہے، حافظ ملت نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا جو خواب دیکھا تھا اگر قوم نے اس کا ادراک صحیح وقت پر کرلیا ہوتا تو ہمارا بہت سا وقت بچ گیا ہوتا اور ہم آج جہاں کھڑے ہیں اس سے بہت آگے ہوتے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعدہ مداحان رسالت حافظ عبدالقودود قطبی، غلام احمد رضا قطبی، ریحان رضا قطبی، بلال احمد خورد قطبی نے نعت ومنقبت کا گلدستہ پیش کیا۔ پروگرام کی نظامت نقیب اجلاس مولانا عبدالرشید قادری موہن گارڈن نے کیا۔ آخر میں صلاۃ وسلام پڑھا گیا اور قل شریف کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ قاری طیب علی اور دیگر حفاظ نے قل شریف کی تلاوت کی۔ مولانا مقبول احمد سالک مصباحی نے رقت آمیز انداز میں استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ الشاہ الحاج الحافظ وقاری عبدالعزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ کے ساتھ ساتھ، عام الحزن 2020 میں وصال فرمانے والے دیگر علمائے اہل سنت خصوصاً محسن اشرفیہ پیر طریقت حضرت الحاج سید شاہ کمیل اشرف جیلانی جانشین مخدوم ثانی علیہ والرحمہ کی بلندیہ درجات وایصال ثواب ومغفرت کے لیے دعا کیا۔

از: حافظ کفایت اللہ قادری

استاذ جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، نئی دہلی

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت اور مسلک سرکار اعلیٰ حضرت

بحمدہ تعالی وتقدس کل بروز سنیچر 2 جمادی الثانی مطابق 16 جنوری 2021 کو سرزمین جامعہ امام احمد رضا سوناپور بھانڈوپ ممبئی میں بعد نماز عشا صدر شعبہ حفظ وقرأت قاریٔ خوش الحان حافظ وقاری حضرت محمود احمد نظامی کی قیادت میں عرس حضور حافظ ملت منایا گیا، جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی شان بے مثال میں شاعر اہل سنت حافظ وقاری محمد تنویر صاحب نے نعت کا حسین گلدستہ اور حضور حافظ ملت کی شان میں منقبت کے چند اشعار پیش کیے اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا نظامی علیمی صدرالمدرسین وخادم افتا جامعہ ہذا نے نہایت ہی عمدہ دل نواز خطاب فرمایا۔

حضرت نے بالخصوص حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی سیرت طیبہ کے ان گوشوں پر روشنی ڈالی جس میں آپ کا مسلکی تصلّب اور سرکار اعلی حضرت سے والہانہ عقیدت ومحبت کا پہلو نصف النہار کی طرح چمکتا اور دمکتا ہے، حضرت نے یہ بھی بتایا کہ آپ علیہ الرحمہ بدعقیدوں سے کس قدر نفرت اور بیزاری رکھتے تھے، اس سلسلے میں حضرت نے چند واقعات سنائیں جن میں سے ایک واقعہ یہ بھی سنایا کہ کسی سنّی نے آپ علیہ الرحمہ کو شادی میں مدعو کیا جب آپ وہاں پہنچے اور کھانا کھانے کے لیے کرسی پر بیٹھے تو دیکھا کہ سامنے ایک دیوبندی بیٹھ کر دعوت کھا رہا ہے، آپ بغیر کھانا کھائے وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے آئے لوگوں نے ناراضگی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے برجستہ یہی کہا کہ میرے ایمان کو یہ گوارا نہیں کہ جہاں ایک گستاخ رسول کھانا کھا رہا ہو وہاں عبدالعزیز بھی بیٹھ کر دعوت کھائے، اس لیے میں چلا آیا، یہ تھا حضرت کا تصلب فی الدین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی سختی سے پابندی وپاسداری، اور یہ بھی بتایا کہ حضرت کی ذات بارگاہ اعلیٰ حضرت کی گستاخی ہرگز ہرگز برداشت کرنے والی نہ تھی۔

اخیر میں حضرت نے درس دیا کہ جو لوگ حضور حافظ ملت کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور بدعقیدوں سے تعلقات اور رشتہ داریاں رکھتے ہیں وہ لوگ کبھی مسلک کے وفادار نہیں ہوسکتے جو لوگ بدمذہبوں کے سلسلے میں نرمی برتتے ہیں وہ حضور حافظ ملت کے تعلیمات کے علم بردار نہیں ہوسکتے، اس لیے کہ حضور حافظ ملت نے اپنے اقوال وافعال سے عوام اہل سنت بالخصوص اپنے ماننے والوں کو درس دیا کہ سرکار اعلیٰ حضرت کا گستاخ کسی مسجد یا مدرسے کے لائق نہیں۔

اس کے بعد حضرت نے تعلیمات حضور حافظ ملت کو سرکار اعلی حضرت کے اشعار کی روشنی میں بیان کیا۔ **از: سوناپور، بھانڈوپ**